(USMAN)

عمران سیریز

عمران سیریز

عمران سیریز

جیالے جاسوس

(۱)

جیالے جاسوس

مظہر کلیم ایم اے

مظہر کلیم

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ــــــ اشرف قریشی

ــــــ یوسف قریشی

پرنٹر ــــــ محمد یونس

... پرنٹرز ...

چند باتیں

معزز قارئین!

کاروانِ دہشت کا دوسرا رُخ "جیالے جاسوس" کے عنوان سے پیش خدمت ہے۔ یہ ان جیالے جاسوسوں کی کہانی ہے جو اپنے وطن کی سلامتی کی خاطر اپنی جانیں ہتھیلیوں پر اٹھائے پھرتے ہیں اس کہانی میں دنیا کی طاقتور ترین تنظیم "کے۔ جی۔ بی" اپنی پوری طاقت سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا جاتی ہے۔ کے۔ جی۔ بی کا چیف مارشل زاتور ہے جو پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا نام لینا بھی اپنی توہین سمجھتا ہے۔ کے۔ جی۔ بی وہ تنظیم جسے پوری دنیا ناقابل تسخیر اور ناقابلِ شکست سمجھتی ہے اس کے۔ جی۔ بی کے اپنے ملک میں عمران اور اس کے ساتھی اس سے دیوانہ وار ٹکرا جاتے ہیں اور پھر کے۔ جی۔ بی کا طلسم لمحہ بہ لمحہ ٹوٹتا چلا جاتا ہے اجنبی ملک۔ اجنبی علاقے اور اجنبی لوگوں کے درمیان چند افراد پر مشتمل یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا گروپ بظاہر تو ایک لمحہ کے لئے اپنی زندگی قائم نہیں رکھ سکتا۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی روسیاہ میں داخل ہوتے ہی کے۔ جی۔ بی سے اپنی حیرت انگیز صلاحیتوں کا لوہا منوا لیتے ہیں۔ کے۔ جی۔ بی کے بے شمار سیکشنوں سے جب عمران اور اس کے ساتھیوں کا بھرپور ٹکراؤ ہوتا ہے تو کے۔ جی۔ بی کو بھی پہلی بار اس بات کا احساس اور اندازہ ہوتا ہے کہ ذہانت اور بہادری کسے کہتے ہیں کے۔ جی۔ بی کا چیف مارشل زاتور ے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں کے۔ جی۔ بی کا حشر ہوتے دیکھ کر اپنی ہی بوٹیاں ...

پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جیالے جاسوس ایک ایسی کہانی ہے جس کا ہر لفظ، ہر سطر
اور ہر صفحہ اپنے اندر ذہانت اور دلیری کے اَن گنت کارنامے سمیٹے ہوتے ہے
اس کہانی کو پڑھتے ہوئے آپ کا دل ہر لمحہ لرز لرز اُٹھے گا۔ اگر آپ کے
اعصاب ذرا بھی کمزور واقع ہوئے تو پھر انہیں چٹخنے سے کوئی نہیں روک
سکتا۔ اس کہانی کا ہر صفحہ اپنی جگہ پر تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس
سے بھرپور مکمل کہانی کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ایکشن کے دلدادہ ہیں تو
اس کہانی میں ایکشن اپنی پوری جولانیوں پر ہے۔ اس سے تیز رفتار ایکشن
ممکن ہی نہیں ہے۔

آپ سسپنس پڑھنا چاہتے ہیں تو اس کہانی کا ہر لفظ مجسم سسپنس کے
صورت میں آپ کے سامنے آئے گا۔

آپ کہانی میں دلچسپی رکھتے ہیں تو اس ناول میں آپ کو انتہائی منفرد
کہانی ملے گی۔ آپ کسی بھی رُخ سے اسے پڑھیں۔ یہ آپ کی توقعات پر
ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔

یقین نہ آئے تو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ بہرحال آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا
کہ اس سے بہتر کہانی ممکن ہی نہیں۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

سیاہ رنگ کی جہاز نما کار انتہائی تیز رفتاری سے شہر سے باہر جانے
والی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار پر سرخ رنگ کا ایک جھنڈا لہرا رہا تھا
جس کے درمیان میں سیاہ رنگ کا ایک دائرہ بنا ہوا تھا اور اس دائرے
کے اندر زرد رنگ کا کراس تھا۔ یہ روسیاہ کی طاقتور سیکرٹ سروس کا مخصوص
نشان تھا۔ ایسا نشان جسے دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے دل دہل جاتے
تھے۔ یہ ایسا نشان تھا جس کا سایہ بھی کسی پر پڑ جاتا تو اس کی آنکھیں بے نور
ہو جاتیں۔ اس جھنڈے پر سیاہ رنگ کے حروف سے چیف کا لفظ لکھا ہوا
تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ جہاز نما کار کے۔جی۔بی کے چیف مارشل زاتورے
کی مخصوص گاڑی تھی اور مارشل زاتورے کار پر سوار کے۔جی۔بی کے خفیہ
ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

مارشل زاتورے کار کی پچھلی نشست پر کلف لگے ہوئے کپڑے کی طرح
اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے جو اس کے بھاری

مگر سرخ و سفید چہرے پر بے حد خوبصورت لگتے تھے۔ البتہ اس کی بڑی بڑی
مونچھوں کا رنگ رات کی طرح سیاہ تھا جن کی وجہ سے مارشل زاتورے کا
چہرہ انتہائی رعب دار بن گیا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں کبوتر کے خون کی
طرح سرخ تھیں۔ چہرے پر چھائی ہوئی بے پناہ سنجیدگی نے اُسے مجسم دہشت
بنا دیا تھا۔ اور اس کی شخصیت تھی بھی ایسی۔ مارشل زاتورے روسیاہ جیسی سُپر
پاور اور عظیم ترین ملک کا سب سے اہم شخص تھا۔ اسے روسیاہ میں ایسی حیثیت
حاصل تھی کہ روسیاہ کی حکومت کے اعلیٰ ترین عہدے دار اس کا نام سنتے
ہی خوف سے کانپنے لگ جاتے تھے۔ کیونکہ حکومت اور ملک دونوں اس کی
مٹھی میں رہتے تھے۔ وہ جب چاہتا آنکھ کے ایک اشارے سے حکومت
بدل سکتا تھا۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جُثّے کا حامل نوجوان میجر تکاشا
موجود تھا۔ جس کے مضبوط ہاتھوں میں کار کا بڑا اسٹیرنگ کسی کھلونے کی طرح
لگ رہا تھا۔ میجر تکاشا مارشل زاتورے کا بیک وقت ڈرائیور بھی تھا، باڈی گارڈ
اور مشیرِ خاص بھی۔ مارشل زاتورے کو اس کی ذہانت۔ دلیری اور چُستی پر ہمیشہ
ناز رہا ہے اس لئے وہ اُسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

"میجر"۔۔۔ اچانک مارشل زاتورے نے بھاری مگر کرخت لہجے میں میجر
تکاشا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"۔۔۔ میجر نے مودبانہ مگر چست لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔ ؟ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے منصوبے میں
رکاوٹ ڈال سکتی ہے"۔۔۔ مارشل زاتورے نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

الفاظ بڑے تحقیر آمیز لہجے میں ادا کرتے ہوئے کہا۔

"چیف!۔۔۔ کے۔ جی۔ بی کے مقابلے میں پاکیشیا کی سیکرٹ سروس ایک
تنکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔۔۔ کے۔ جی۔ بی جب چاہے اس تنظیم کو
حقیر مچھر کی طرح مسل دینے کی طاقت رکھتی ہے"۔۔۔ میجر تکاشا نے ناخرانہ
انداز میں جواب دیا۔

"ہونہہ!۔۔۔ مگر چیخوف کا خیال دوسرا ہے۔۔۔ وہ سمجھتا ہے کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیں شکست دے سکتی ہے"۔۔۔ مارشل زاتورے نے
بھاری لہجے میں کہا۔

"ناممکن چیف!۔۔۔ ایسا تو قطعی ناممکن ہے۔۔۔ اور چیخوف کا یہ
فقرہ کے۔ جی۔ بی کی توہین ہے"۔۔۔ میجر تکاشا نے کہا۔

"گڈ!۔۔۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔۔۔ اور یقین رکھو چیخوف کو
اس توہین کی عبرتناک سزا دی جائے گی"۔۔۔ مارشل زاتورے نے ٹھوس لہجے
میں کہا اور میجر تکاشا نے جواب میں سر ہلا دیا۔

ظاہر ہے اب چیخوف کے لئے عبرت ناک موت مقدر ہو چکی تھی۔ کیونکہ
وہ جانتا تھا کہ مارشل زاتورے کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اٹل تھے۔

کار شہر سے کافی دور آنے کے بعد ایک ذیلی سڑک پر مڑتی چلی گئی۔ اور
پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بہت بڑے زرعی فارم کے گیٹ پہ پہنچ کر رک
گئی۔ فارم کا گیٹ بند تھا۔

میجر تکاشا نے کار روک کر چند لمحے انتظار کیا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر
ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ دوسرے لمحے فارم کا گیٹ خود بخود
کھلتا چلا گیا۔ یہ فارم کے۔ جی۔ بی کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا مرکزی دروازہ تھا اور

اس فارم کے اِردگرد پانچ سو گز تک ایسا خودکار سائنسی نظام نصب تھا کہ مکھی بھی اس مخصوص ایریے میں داخل ہوتی تو کمپیوٹر نما بڑی بڑی مشینیں اس کا مکمل جائزہ لے لیتی ہیں۔

میجر نکاشا کو معلوم تھا کہ کار جیسے ہی اس ایریے میں داخل ہوئی ہوگی اُسے مع سواریوں کے مکمل طور پر چیک کر لیا گیا ہوگا اور او کے ہونے کی صورت میں ہی گیٹ کھل سکتا تھا۔

گیٹ کھلتے ہی میجر نکاشا کار فارم کے اندر لیتا چلا گیا۔ یہ فارم پرانے زمانے کی بنی ہوئی ایک عام سی عمارت تھی جس میں ہر طرف سبزیوں کے بیج اور ناکارہ زرعی مشینری بکھری ہوئی تھی۔

کار جیسے ہی فارم کے پورچ میں پہنچی۔ پورچ کا وہی حصہ جس پر کار موجود تھی تیزی سے زمین میں دھنستا چلا گیا اور چند لمحوں بعد کار چوڑی مگر طویل سرنگ میں دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

سرنگ کا اختتام ایک بڑے سے دروازے پر ہوا۔ کار کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور کار دروازہ کراس کر کے اندر داخل ہو گئی۔ اب کار ایک بڑے سے کمرے کے درمیان میں موجود تھی۔ میجر نکاشا نے کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور مارشل زاتورے باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا سینے پر کے۔جی۔بی کا مخصوص نشان موجود تھا۔

مارشل زاتورے کار سے نکل کر قدم بڑھاتا ہوا کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میجر نکاشا بڑے مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے تھا۔ دروازہ کراس کر کے وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا جس پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

جیسے ہی مارشل زاتورے دروازے کے قریب پہنچا۔ سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اس پورے ہیڈ کوارٹر میں کہیں بھی کوئی انسان پہریدار موجود نہ تھا۔ تمام کام سائنسی مشینیں کرتی تھیں۔

دروازہ کھلتے ہی مارشل زاتورے اندر داخل ہوا۔ اس کی گردن اکڑی ہوئی تھی اور بڑی بڑی مونچھیں جوش سے پھڑپھڑا رہی تھیں۔ اس کے بعد میجر نکاشا کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ اب وہ دونوں ایک وسیع و عریض ہال میں پہنچ گئے تھے جس کے درمیان میں ایک بڑی سی بیضوی میز کے دونوں اطراف میں بارہ کرسیاں موجود تھیں۔ ایک بڑی سی کرسی ایک سائیڈ میں رکھی ہوئی تھی۔ ان بارہ کرسیوں پر بارہ افراد موجود تھے۔ جیسے ہی مارشل زاتورے اندر داخل ہوا۔ ہال میں موجود سب افراد تیزی سے اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مارشل زاتورے سر ہلاتا ہوا بڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میجر نکاشا اس کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظروں نے پورے ہال اور اس میں بیٹھے ہوئے افراد کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ میز کے گرد موجود کرسیوں پر کے۔جی۔بی کے مختلف شعبوں کے اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ ساتھ فارن ایکٹیویٹیز۔ سپیشل سروسز اور انٹرنل سروسز کے عہدے دار بھی موجود تھے اور ان میں روسیاہ کی سپیشل سروسز کا چیف ڈائریکٹر چیخوف بھی موجود تھا جس کے متعلق راستے میں ہی فیصلہ سنایا جا رہا تھا۔

"آج کی اس اعلیٰ سطحی میٹنگ کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس منصوبے کی رفتار

کا جائزہ۔ لے سکیں جو ہم نے پاکیشیا کے خلاف بنایا ہے" ـــــ مارشل زاتورے نے بڑے تحکمانہ لہجے میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"مصنوعی انسان تیار کرنے والا کارخانہ عنقریب اپنی بھرپور پیداوار شروع کرنے والا ہے ـــــ ماہرین کے ابتدائی جائزے کے مطابق پاکیشیا کی مکمل تباہی کے لئے ایک ہزار مصنوعی انسانوں کی فوری ضرورت ہے۔ اور کارخانہ یہ تعداد ایک ہفتے کے اندر پوری کرے گا ـــــ ان مصنوعی انسانوں کو شروع شروع میں پاکیشیا کے اہم دفاعی اڈوں۔ پلوں۔ ڈیموں۔ بجلی گھروں اور حساس مراکز پر تعینات کیا جائے گا ـــــ اس کے بعد جیسے جیسے پیداوار بڑھتی جائے گی ـــــ باقی رہنے والی جگہوں پر بھی مصنوعی انسانوں کی تعیناتی کر دی جائے گی ـــــ اور پھر بیک وقت ان مصنوعی انسانوں کے جسموں میں موجود طاقتور ترین بم پھاڑ دیئے جائیں گے اور اس طرح ایک ہی وقت میں پورا پاکیشیا بُری طرح تباہ و مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ اور وہ وقت ایسا ہو گا جب پاکیشیا پر حملہ کر کے قبضہ کیا جا سکتا ہے ـــــ یا وہاں اپنی مرضی کی حکومت لائی جا سکتی ہے" ـــــ مارشل زاتورے کے قریب بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر مرد نے کھڑے ہو کر تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ایک ہفتے بعد ان انسانوں کو پاکیشیا بھیجنے کے انتظامات شروع ہو سکیں گے ـــــ اس کے لئے تفصیلات اور طریقہ کار طے کر لیا گیا ہے" ـــــ؟ مارشل زاتورے نے پوچھا۔

"یس چیف! ـــ یہ تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ـــــ ٹارگٹ چُن لئے گئے ہیں ـــ پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹ اس منصوبے پر عمل درآمد کے لئے پوری طرح تیار ہیں ـــــ تفصیلات اس فائل میں ہیں" ـــــ دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ممبر نے اپنے سامنے رکھی ہوئی سرخ رنگ کی فائل بڑے ادب سے مارشل زاتورے کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

مارشل زاتورے نے فائل کھول کر اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب فائل میں موجود دس صفحات کا پوری طرح مطالعہ کر چکا تو اس نے پیچھے کھڑے ہوئے میجر نکاشا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میجر نکاشا نے بڑی پھرتی اور ادب سے جیب سے قلم نکال کر مارشل زاتورے کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور مارشل زاتورے نے رپورٹ کے آخر میں تجاویز کی حتمی منظوری کے دستخط ثبت کر دیئے اور فائل بند کر کے دوبارہ اس آدمی کی طرف بڑھا دی۔

" کے۔ جی۔ بی کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ اسپارک کو جس مشن پر بھیجا گیا تھا اس کے متعلق کیا رپورٹ ہے" ـــــ؟ مارشل زاتورے نے اچانک انتہائی بائیں جانب بیٹھے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر سوال کیا۔ اس کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"مجھے افسوس ہے جناب! ـــ اسپارک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا ـــــ ابتدائی طور پر اس نے مکمل کامیابی حاصل کر لی تھی۔ اس نے سیکرٹری وزارتِ خارجہ کو اغوا کر لیا اور پھر اُسے تابوت میں بند کر کے وہ تابوت سمیت جہاز میں سوار ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا ـــــ اور جہاز فضا میں پرواز بھی کر گیا ـــــ جس پر ایئرپورٹ پر موجود ہمارے ایجنٹ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ لیکن بعد ازاں اچانک جہاز کو واپس بلا لیا گیا اور پھر گوریلا کارروائی کر کے اسپارک کو جہاز سے جبراً نیچے اتار لیا گیا ـــــ تابوت بھی اتار لیا گیا ـــــ اسپارک نے بھرپور جنگ لڑی ـــــ جہاز کے سیکنڈ پائلٹ

کو قتل کر دیا ــــــ لیکن گوریلا کارروائی کرنے والے انتہائی ہوشیار ذہن اور چالاک نکلے اور وہ آخر کار اسپارک کو واپس لے جانے میں کامیاب ہو گئے جب پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ حرکت میں آ گئے لیکن باوجود کوشش کے وہ ابھی تک اسپارک کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ــــــ ان کے خیال میں اسپارک کو ہلاک کر کے اس کی لاش کو کہیں دبا دیا گیا ہے۔ ــــــ سر سلطان سیکرٹری وزارتِ خارجہ چند دن ہسپتال میں رہنے کے بعد اب وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہیں"۔ اس آدمی نے کھڑے ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ویری بیڈ نیوز ــــــ اسپارک جیسے آدمی کی وہاں ناکامی سے صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ ہماری توقع سے زیادہ چالاک اور ہوشیار ہیں۔ اور اسپارک کی زندہ گرفتاری کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اسپارک سے ان تمام منصوبوں کے متعلق پتہ چلا لیا ہو گا ــــــ اور وہ اس کے خلاف حرکت میں آ چکے ہوں گے" ــــــ مارشل زاتورے نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یس سر! ــ میں آپ کی خدمت میں یہی رپورٹ دینے کے لئے میٹنگ میں حاضر ہوا ہوں ــــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمام منصوبوں کا پوری طرح علم ہو چکا ہے۔ ــــــ اور وہ نہ صرف حرکت میں آ چکے ہیں ــــــ بلکہ تھوڑی دیر پہلے کافرستان میں روسیاہی سپیشل سروسز کے ایجنٹوں نے یہ حیرت انگیز خبر بھی دی ہے کہ کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ سروس مہادیر چکر کا ہیڈ کوارٹر اور وہ کارخانہ جس میں پاکیشیا کے دس کروڑ افراد کو پاگل بنانے کے لئے کیمیکل تیار ہو رہا تھا

مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے ... مہادیر چکر کے سربراہ الیشور داس کی لاش بھی مل گئی ہے۔ ــ کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہسپتال میں پڑا ہوا ملا ہے ــــــ اس کا بیان ہے کہ صرف دو روز قبل اچانک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ایک شخص علی عمران کی سربراہی میں پیراشوٹوں کے ذریعے کافرستان کے پہاڑی علاقے سلگام میں اترے اور پھر انہوں نے انتہائی تیز رفتاری سے کام لیتے ہوئے ہیڈ کوارٹر اور کارخانہ تباہ کر دیا ــــــ اس طرح سہ فریقی کانفرنس کا پہلا منصوبہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ــــــ اب کافرستان کو دوبارہ کارخانہ تعمیر کرنے اور پیداوار لینے کے لئے کم از کم پانچ سال کا طویل عرصہ درکار ہے" ــــــ چیتوف نے کھڑے ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ پُرجوش تھا۔

" اوہ! ــــ اگر ایسا ہوا ہے تو واقعی حیرت انگیز ہے ۔ ــ اس کا مطلب ہے کہ مجھے اپنا سابقہ فیصلہ بدلنا ہو گا ــــــ تمہارے بیان کے مطابق تو پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی ذہین ۔ چالاک ۔ دلیر اور تیز رفتاری سے کام کرنے والی سروس ہے" ــــــ مارشل زاتورے نے کہا اور پھر میجر تکاشا نے پیچھے کھڑے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ مارشل زاتورے کس فیصلے کی بات کر رہا ہے۔

آپ کس فیصلے کی بات کر رہے ہیں جناب" ــــــ ؟ چینوف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" تم نے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریف کی تھی۔ جسے میں نے کے۔ جی۔ بی کی توہین گردانا تھا اور تمہیں اس توہین کی سزا دینے کا فیصلہ میں نے کر لیا تھا ــــــ جو ظاہر ہے سزائے موت سے کم کیا ہو سکتا تھا لیکن

اب تمہاری رپورٹ بتا رہی ہے کہ تمہارا پہلا بیان کسی حد تک حقیقت پر مبنی ہے —— اس لئے میں نے فیصلہ بدل لیا ہے۔ تمہاری سزائے موت منسوخ کر دی گئی ہے۔ —— تمہاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ کرتے ہوئے کے۔ جی۔ بی کو کچھ لطف آئے گا" —— مارشل زاتورے نے جواب دیا اور چیخوف کا چہرہ جو سزائے موت کا ذکر سُن کر یکدم زرد پڑ گیا تھا اس کی منسوخی کا سُن کر دوبارہ بحال ہو گیا۔

"آپ کا شکریہ جناب! —— ویسے میں کے۔ جی۔ بی کی توہین کا تو خواب بھی تصور نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کمزور سمجھیں —— یہ بات تو بہرحال طے ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ چاہے کتنی ہی عیار، دلیر اور ذہین ہو —— کے۔ جی۔ بی سے ایک لمحے کے لئے بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ —— لیکن پھر بھی ہمیں ان سے پوری طرح ہوشیار رہنا چاہیئے" —— چیخوف نے حتی الامکان بات کو گول مول کرتے ہوئے جواب دیا

"ٹھیک ہے —— تمہاری بات نوٹ کر لی گئی ہے۔ —— تم بیٹھ جاؤ۔ اور اب ہم نے اس بات پر غور کرنا ہے کہ ہمارے منصوبے کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیا منصوبہ ہے اور وہ اسے کیسے سرانجام دیں گے؟" مارشل زاتورے نے چیخوف کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"چیف! —— میرا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان کے بعد اب روسیاہ میں مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کو تباہ کرنے کے منصوبے پر عمل کرے گی —— اور ظاہر ہے اس کے لئے وہ جس طرح

کافرستان میں داخل ہوئے ہیں اسی طرح وہ یہاں بھی داخل ہوں گے"۔ ایک ادھیڑ عمر شخص نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس کارخانے کے بارے میں انہیں معلومات کہاں سے ملیں گی —— ؟ اور پھر کے۔ جی۔ بی کی نظروں میں آئے بغیر روسیاہ میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں" —— ؟ مارشل زاتورے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے" —— ؟ اچانک اب تک خاموش بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ یہ کے۔ جی۔ بی کے چیکنگ شعبہ کا چیف لیموش تھا۔

"ہاں مسٹر لیموش! —— آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کھُل کر بات کیجئے" —— مارشل زاتورے نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

"باس! —— گزشتہ کئی دنوں سے مجھے رپورٹیں مل رہی ہیں کہ تین مشکوک افراد خفیہ کارخانے کے گرد دیکھے جا رہے ہیں —— میں نے ان کی مکمل نگرانی کا حکم دے دیا ہے۔ —— ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ان کی رہائش گاہوں کی خفیہ تلاشی سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک بار پاکیشیا کے علی عمران سے مل چکے ہیں" —— لیموش نے کہا۔

"اوہ! —— تو پھر اب تک انہیں گولی کیوں نہیں ماری گئی —— روسیاہ میں ایسے افراد کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا"۔ مارشل زاتورے نے انتہائی کھڑکدار لہجے میں کہا۔

"باس! —— وہ ہماری نظروں میں ہیں —— انہیں کسی بھی وقت گرفتار کیا جا سکتا ہے اور گولی ماری جا سکتی ہے —— لیکن میں نے

یہ سوچ کر صرف ان کی مکمل نگرانی کا حکم دیا ہے کہ ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ
سروس ان سے رابطہ قائم کرے اور ان کے ذریعے روسیاہ میں داخل ہونے
کی کوشش کرے ۔۔۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس فوری طور پر
ہماری نظروں میں آسکتی ہے اور ہم ان تینوں کے ساتھ ساتھ ان کا بھی
آسانی سے خاتمہ کر سکتے ہیں" ۔۔۔ لیموش نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ یہ بھی اچھا آئیڈیا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے ان کی نگرانی جاری
رکھو ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ کے۔ جی۔ بی کے تمام شعبوں کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ
وہ پورے ملک میں اپنا حفاظتی نظام انتہائی سخت کر دیں ۔۔۔ ہر داخل
ہونے والے کو چاہے وہ کسی بھی روپ میں داخل ہو، کی سخت چیکنگ کی
جائے ۔۔۔ تمام سرحدی چوکیوں کو الرٹ کر دیا جائے اور خاص طور پر کارخانے
کے گرد حفاظتی نظام کو انتہائی سخت کر دیا جائے ۔۔۔ تمام شعبے پوری طرح
حرکت میں آجائیں ۔۔۔ ایک دوسرے سے مکمل اور بھرپور رابطہ قائم رکھیں
میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کروں گا ۔۔۔ اور جیسے ہی کوئی
اطلاع ملے مجھے براہ راست اطلاع دی جائے تاکہ میں بروقت احکامات
صادر کر سکوں" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے بڑے تحکمانہ لہجے میں آخری ہدایات
جاری کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہو گی جناب" ۔۔۔ سب ممبروں نے بیک زبان
ہو کر جواب دیا۔

"چیخوف" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے اچانک چیخوف سے مخاطب ہوتے
ہوئے کہا۔

"یس باس!" ۔۔۔ چیخوف نے تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے

مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اور اس شخص علی عمران
کے حلیئے ۔ قدوقامت اور دیگر معلومات کے بارے میں کوئی اطلاعات
ہیں" ۔۔۔؟ مارشل زاتورے نے کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ میری سروس کے پاس ان کی مکمل فائلیں موجود ہیں"۔
چیخوف نے جواب دیا۔

"او۔ کے! ۔۔۔ تم یہ تمام معلومات کے۔ جی۔ بی کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دو
تاکہ انہیں تمام شعبوں میں تقسیم کیا جا سکے" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے کہا
اور چیخوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میٹنگ برخواست" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے کہا اور اٹھ کر تیزی
سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میجر نکاشا اس کے پیچھے تھا۔
جب وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے تو باقی ممبران آپس میں مزید
بات چیت کے لئے رک گئے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی متفقہ
لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔

ٹیڑھے میڑھے پہاڑی راستوں میں گہرے براؤن رنگ کی بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ یہ راستہ اتنا تنگ اور دشوار گزار تھا کہ اس پر بڑی جیپ کو صحیح سلامت لے جانا بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا۔ لیکن سٹیرنگ پر جب عمران بیٹھا ہو تو پھر ناممکن کام بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ وہ بار بار سٹیرنگ کو اتنی تیزی سے دائیں بائیں کاٹ رہا تھا کہ جیپ کبھی تیزی سے ایک طرف جھک جاتی اور کبھی دوسری طرف۔ اور ہر لمحہ یوں محسوس ہوتا جیسے ابھی پلک جھپکنے میں جیپ ہزاروں فٹ گہری غاروں میں جا گرے گی مگر عین آخری لمحے میں جیپ سنبھل جاتی۔

عمران کے ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور صفدر بیٹھے ہوئے تھے جب کہ پچھلی سیٹوں پر سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران براجمان تھے اس بار عمران جولیا۔ جوزف اور جوانا کو اپنے ہمراہ نہ لایا تھا۔ کیونکہ جوزف اور جوانا کسی طرح بھی میک اپ میں چھپ نہ سکتے تھے اور جولیا شدید زخمی تھی۔

کافرستانی مہم میں گو عمران سمیت تمام ممبرز زخمی ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود عمران نے دیر کرنا مناسب نہ سمجھی اور کافرستان سے فوری طور پر واپس پاکیشیا پہنچنے کے بعد اس نے روسیاہ میں داخل ہونے کا پروگرام مرتب کر لیا اور پھر وہ ایک خصوصی طیارے کے ذریعے ہمسایہ ملک آران کے سرحدی علاقے میں پہنچ گئے جس کے ساتھ روسیاہ کا پہاڑی علاقہ لگتا تھا اور آران میں سیکرٹ سروس کے فارن گروپ نے انہیں ہر قسم کی امداد دینے کے ساتھ ساتھ روسیاہی علاقے میں خفیہ طور پر داخل ہونے کے تمام انتظامات بھی مکمل کر دیئے تھے۔

اس وقت وہ سب روسیاہی میک اپ میں تھے۔ ان کی جیبوں میں ایسے کاغذات موجود تھے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جغرافیائی سروے ٹیم کے ممبر ہوں۔ جیپ پر بھی جغرافیائی سروے ٹیم کا مخصوص نشان موجود تھا انہیں سفر کرتے ہوئے مسلسل دو گھنٹے ہو گئے تھے اور اب نقشے کے مطابق وہ روسیاہی سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔ اس لئے عمران جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ بڑے چوکنے انداز میں اِردگرد کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔

"عمران صاحب! ___ روسیاہ میں مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی تلاش تو ایک مسئلہ ہو گی" ___ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ___ روسیاہ میں سیکرٹ سروس کا فارن گروپ موجود ہے ___ ایکسٹو نے ان کی معرفت اس کارخانے کا محل وقوع کسی حد تک تلاش کر لیا ہے ___ یہ کارخانہ انہی پہاڑیوں کے اختتام سے

سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک شہر زوگا ناش میں زیر زمین موجود ہے۔ لیکن
اس کا صحیح محل وقوع وہاں جا کر ہی معلوم ہو گا"۔۔۔ عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ صفدر
نے بھی سر ہلا دیا۔

چونکہ سیکرٹ سروس پہلی بار روسیاہ میں کسی مشن پر جا رہی تھی اس لئے
وہاں کے متعلق ان میں سے کسی کو بھی کچھ معلوم نہ تھا اور اس کے ساتھ
ساتھ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ اس بار مقابلہ کے۔ جی۔ بی جیسی خطرناک
اور طاقتور ترین تنظیم سے اس کے اپنے ملک میں ہو گا۔ اگر کے۔ جی۔ بی
جیسی تنظیم اور ان کے بے پناہ اور جدید ترین وسائل کو سامنے رکھ کر دیکھا
جائے تو یہ مٹھی بھر لوگ ان کے مقابلے میں حقیر تنکوں سے زیادہ وقعت
نہ رکھتے تھے۔ لیکن یہ مٹھی بھر لوگ اپنے ملک کی سلامتی پر جان قربان کر
دینے والے لوگ تھے۔ ان کے دلوں میں صرف ایک ہی جذبہ تھا کہ انہوں
نے اپنے ملک کے دس کروڑ عوام کے ساتھ ساتھ ملک ہی کی سلامتی اور
بقا کے لئے جنگ لڑنی ہے اس لئے انہیں ایک لمحے کے لئے بھی یہ
خیال نہ آیا تھا کہ وہ کے۔ جی۔ بی کے مقابلے میں کم تر ہیں بلکہ ہر شخص کے
دل میں ایک ہی خیال تھا کہ جس قدر جلد ہو سکے وہ روسیاہ پہنچ کر
کے۔ جی۔ بی کو بتا سکیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسے کہتے ہیں۔

جیپ تیز رفتاری سے فاصلے کو کاٹتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی
تھی اور پھر جیسے ہی جیپ ایک تنگ سا موڑ مڑی، اچانک عمران کو
زوردار انداز میں بریک لگانے پڑ گئے کیونکہ آگے راستہ ایک پہاڑی
چٹان کے گرنے کی وجہ سے مکمل طور پر مسدود ہو چکا تھا۔ جیپ اس

پہاڑی چٹان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"یہ تو راستہ مکمل طور پر بند ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں!۔ اب جیپ تو آگے نہیں جا سکتی۔۔۔ ہمیں اسے یہیں
چھوڑ کر آگے بڑھنا ہو گا"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر
دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آیا اور دوسرے لمحے اس کے سب ساتھی بھی
نیچے اتر آئے۔

"سامان کمروں پر لادو اور چلو"۔۔۔ عمران نے دروازہ کھول کر سیٹ
کے نیچے رکھے ہوئے ایک بیگ کو گھسیٹ کر باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور
پھر تھوڑی دیر بعد وہ بیگ پشت پر لادے چٹان کو کراس کر کے پیدل ہی
آگے بڑھتے چلے گئے۔

ابھی انہوں نے تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ اچانک عمران
کی کلائی پر ضربیں لگنا شروع ہو گئیں۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر
کلائی پر بندھی ہوئی ٹرانسمیٹر واچ کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبا دیا اور
دوسرے لمحے گھڑی میں سے ایک باریک سی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو!۔۔۔ مشن تھرٹی ون کالنگ اوور"۔۔۔ بولنے والے کا
لہجہ دبا دبا سا تھا۔

"یس!۔۔۔ مشن تھرٹی ون سپیکنگ، اوور"۔۔۔ عمران نے گھڑی
سے منہ کو قریب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ ٹیڑھی پہاڑی کو پار کر چکے ہیں یا نہیں۔ اوور"۔۔۔؟
دوسری طرف سے پریشان سے لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہم ٹیڑھی پہاڑی کو پار کر کے اب الٹی پہاڑی پر موجود ہیں۔ راستہ

ایک چٹان گرنے سے بند ہو گیا تھا اس لئے جیپ وہیں چھوڑ کر پیدل چل رہے ہیں۔ اوور" ـــــ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــ آپ فوری طور پر سڑک چھوڑ کر دائیں طرف والی پہاڑی سے نیچے اترنا شروع کر دیں ـــــ یہاں اچانک حالات بدل گئے ہیں کے۔جی۔بی نے تھرٹی ون کو گرفتار کر لیا ہے اور شاید اس پر تشدد کر کے اس سے آپ کی آمد کے متعلق سب کچھ معلوم کر لیا ہے ـــــ کیونکہ تھرٹی ون کے ساتھ ساتھ تھرٹی ٹو اور تھرٹی کو بھی اچانک گرفتار کر لیا گیا ہے ـــ چونکہ میرے متعلق تھرٹی ون کو پورا علم نہ تھا اس لئے میں ابھی بچا ہوا ہوں ـــ اور کے۔جی۔بی کے مرڈر فورس کی جیپیں انہی پہاڑیوں پر جاتی ہوئی دیکھی گئی ہیں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے پریشان لہجے میں کہا گیا۔

" اوہ! ـــ مگر اب آگے بڑھنے کے انتظامات کا کیا ہو گا۔ اوور" عمران نے چونک کر پوچھا۔

" آپ بے فکر رہیں ـــ میں نے متبادل انتظام کر لیا ہے۔ آپ دائیں طرف والی پہاڑی پر جس پر چونے کے پتھروں کی کثرت ہے جب نیچے اتریں گے تو تھوڑی دیر بعد آپ کو ایسی چٹان نظر آئے گی جو عورت کے سر کی طرح ہے۔ اس چٹان کے ساتھ ہی ایک تنگ سا درہ موجود ہے ـــ اس درے میں سے ہو کر آپ ایک بڑے سے غار میں داخل ہو جائیں گے ـــ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ آپ فوری طور پر اس غار میں پناہ لے لیں تاکہ اگر کے۔جی۔بی پہاڑیوں پر ریڈ کرے تو آپ ان سے محفوظ رہ سکیں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے ـــ ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔ اوور" ـــ عمران نے جواب دیا۔

" آپ وہاں ہی رکے رہیں ـــ میں اس وقت وہاں پہنچوں گا جب صورت حال واضح ہو جائے گی۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے جواب دیا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور وہ سب تیزی سے چونے والی پہاڑی کی دوسری طرف اُترتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد انہیں وہ عورت کے سر والی چٹان نظر آ گئی اور پھر تنگ درے سے ہوتے ہوئے جلد ہی وہ بتائی گئی غار تک پہنچ گئے۔ یہ غار واقعی اس انداز میں بنی ہوئی تھی کہ اسے تلاش کرنا آسان نہ تھا۔

غار میں پہنچنے کے بعد انہوں نے سامان وغیرہ نیچے رکھا اور عمران نے اپنے ساتھیوں سے مل کر غار کے منہ پر ایک بڑا سا پتھر ٹکا دیا۔ اور پھر وہ سب غار کی دیواروں سے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔

انہیں وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک دور سے ہیلی کاپٹروں اور جیپوں کے شور کے ساتھ ساتھ انسانی قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پہاڑیوں پر کسی فوج نے چڑھائی کر دی ہو۔ لیکن یہ آوازیں خاصی دور تھیں اس لئے وہ بالکل اطمینان سے بیٹھے رہے۔

مختلف آوازیں تقریباً ایک گھنٹے تک وقفے وقفے سے سنائی دیتی

رہیں، پھر آہستہ آہستہ خاموشی چھا گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب لوگ واپس چلے گئے ہوں۔

خاموشی چھا جانے کے آدھے گھنٹے بعد اچانک انہیں اپنے سر پر ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھا اور اس نے دہانے اور اس پر موجود چٹان کے درمیان رخنے سے آنکھ لگا دی اور چند لمحوں بعد اس کی نظروں نے ایک بڑے سے ہیلی کاپٹر کو جس پر کسی کمپنی کا نام اور نشان بنا ہوا تھا، اس چٹان کے قریب اترتے ہوئے دیکھا جس سے تنگ درہ اس غار کی طرف آتا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے نیچے اترتے ہی ایک لمبا تڑنگا روسیاہی نوجوان ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا اور پھر اِدھر اُدھر محتاط نظروں سے دیکھتا ہوا وہ تیزی سے اس غار کی طرف بڑھا چلا آیا، جس میں یہ سب لوگ موجود تھے۔

غار کے قریب آکر وہ رک گیا اور پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو مشن تھرٹی ون" ____ اس کی آواز دبی دبی سی تھی جیسے وہ اونچا بولنا نہ چاہتا ہو۔

عمران اس آدمی کے بولتے ہی اس کی آواز پہچان گیا یہ وہی آواز تھی جس نے ٹرانسمیٹر پر اس سے بات کی تھی۔

"چٹان ہٹاؤ" ____ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر انہوں نے مل کر چٹان کو ایک طرف دھکیل دیا۔ اور وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھتا چلا آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی غار سے باہر آ گئے تھے۔

"آپ لوگ بخیریت ہیں نا" ____ ؟ آنے والے نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ____ بالکل خیریت سے ہیں ____ بلکہ آپ کی خیریت بھی نیک چاہتے ہیں۔ احوال آنکہ" ____ عمران کی زبان مخصوص انداز میں چل نکلی۔

"برائے کرم باتیں کم کیجئے ____ یہاں پہاڑیوں میں بازگشت دُور دُور تک سنائی دیتی ہے ____ ابھی خطرہ پوری طرح نہیں ٹلا ____ جلدی سے نکل چلیے" ____ آنے والے نے تیز لہجے میں کہا اور پھر عمران کی طرف سے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ تیزی سے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا عمران کے اشارے پر باقی ساتھی سامان اٹھا کر باہر نکلے اور آنے والے کے پیچھے چلتے ہوئے وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا اس لئے وہ سب آسانی سے اس میں سما گئے اور آنے والے نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

"حالات بے حد نازک ہیں ____ ہمیں جلد از جلد کسی خفیہ مقام تک پہنچنا ہے" ____ پائلٹ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"لیکن ان حالات میں ہیلی کاپٹر لے آنے کی کیا ضرورت تھی ____ ؟ یہ ہیلی کاپٹر کے۔ جی۔ بی کی نظروں سے کیسے چھپ سکتا ہے" ____ عمران نے پہلی بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"یہ ہیلی کاپٹر کے۔ جی۔ بی کا ہی ہے اور اس پر جس کمپنی کے مخصوص نشانات بنے ہوئے ہیں یہ کے۔ جی۔ بی کا ہی ایک خفیہ شعبہ ہے۔ اس لئے یہ ہیلی کاپٹر چیک نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس کے پائلٹ کو گولی مار

کر ایک غار میں ڈال دیا تھا اور ہیلی کاپٹر لے آیا تھا“ ـــــ پائلٹ نے
جواب دیا۔

” اوہ! ـــــ مگر آگے جا کر وہ چیک نہیں کریں گے“ ـــــ عمران نے غور
سے پائلٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

” رسک کی بات ہے ـــــ بہرحال مجھے اُمید ہے کہ ہم بچ نکلنے میں
کامیاب ہو جائیں گے“ ـــــ پائلٹ نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا اور
عمران کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ حالات ایسے تھے کہ وہ پائلٹ سے مزید
بحث نہ کر سکتا تھا۔

پہاڑیوں کے اوپر سے گزرنے کے بعد ہیلی کاپٹر کھیتوں میں بنے
ہوئے ایک بڑے سے زرعی فارم کے کھلے صحن میں اترتا چلا گیا۔

” باہر آجائیے ـــــ اس زرعی فارم سے ایک سرنگ ایک خفیہ مقام
تک جاتی ہے ـــــ ہم وہاں حالات درست ہونے تک محفوظ رہیں گے“
پائلٹ نے تیز لہجے میں کہا اور عمران اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے
اپنا سامان اٹھائے تیزی سے فارم کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتے
چلے گئے۔

فارم کی عمارت پرانی اور ٹوٹی پھوٹی نظر آرہی تھی۔ عمران اور اس کے
ساتھی پائلٹ کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے
تو پائلٹ نے فرش کے ایک کونے کو بوٹ کی نوک سے دبایا۔ دوسرے
لمحے فرش کا ایک حصہ تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب سیڑھیاں نیچے
جا رہی تھیں۔

” آپ لوگ ان سیڑھیوں پر اتر کر سرنگ میں سے ہوتے ہوئے اس

خفیہ مقام تک پہنچ جائیں ـــــ میں ہیلی کاپٹر کو واپس پہاڑیوں پر چھوڑ کر
ابھی آتا ہوں“ ـــــ پائلٹ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

” ٹھیک ہے“ ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر سب سے
پہلے عمران سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ اور اس کے بعد اس کے ساتھی بھی
نیچے اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر واقعی ایک پرانی سی سرنگ نظر آرہی تھی
یوں لگتا تھا جیسے یہ سرنگ کئی سالوں سے استعمال میں نہ آئی ہو۔ پوری
سرنگ ادھڑی پڑی تھی۔ ہر طرف کاٹھ کباڑ بکھرا پڑا تھا۔ البتہ سرنگ میں
ہلکی ہلکی روشنی موجود تھی جو چھت کے قریب بنے ہوتے چھوٹے چھوٹے
سوراخوں میں سے اندر آرہی تھی۔ سرنگ پار کرنے کے بعد وہ ایک بہت
بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس ہال نما کمرے کی حالت بھی سرنگ جیسی
ہی تھی۔ البتہ یہاں روشنی اور ہوا کا انتظام نسبتاً بہتر تھا۔ کمرے میں لوہے
کے چار پلنگ اور ایک میز کرسی موجود تھی۔

کمرے میں پہنچنے کے بعد انہوں نے سامان پشت سے اتار کر ایک
طرف رکھا اور پھر وہ پلنگوں پر یوں بیٹھتے چلے گئے جیسے طویل سفر کے
بعد کسی آرام دہ ہوٹل کے ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پہنچ گئے ہوں۔ کچھ
بھی ہو بہرحال یہ مقام فوری طور پر خاصا محفوظ نظر آرہا تھا۔ عمران نے غور سے
کمرے کو چاروں طرف دیکھا اور پھر اس نے اندرونی جیب سے گائیگر نکال کر
کمرے کی دیواروں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں کمرے میں
کوئی مائیکروفون یا کیمرہ نصب نہ ہو۔ مگر گائیگر کی آواز نہ نکلی تو عمران کے چہرے
پر بھی اطمینان کے آثار چھلتے چلے گئے۔

چھوٹے سے کمرے کے درمیان میں تین کرسیاں بچھی ہوئی تھیں
اور ان تینوں پر تین نوجوان چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے بندھے ہوئے
بیٹھے تھے۔ انکے سر ایک طرف ڈھلکے ہوئے تھے اور آنکھیں بند تھیں۔ جسم
پر پہنا ہوا لباس بری طرح ادھڑا ہوا تھا اور ادھڑے ہوئے لباس میں
سے ان کا نظر آنے والا جسم زخموں سے بری طرح کچلا ہوا نظر آ رہا تھا
چہرے گردن اور ہاتھوں کا حال باقی جسم سے بھی زیادہ خراب اور خستہ تھا
انگلیاں کچلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں اور چہروں پر موت کی سی زردی
نظر آ رہی تھی۔ البتہ سینے کا ہلکا ہلکا اتار چڑھاؤ ظاہر کر رہا تھا کہ ابھی ان میں
زندگی کی ہلکی سی رمق موجود ہے
کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی فرد موجود نہ تھا۔ البتہ کرسیوں کے
ارد گرد قدیم زمانے کے خوفناک قسم کے تشدد کے آلات بکھرے ہوئے تھے

چند لمحوں بعد کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دو نوجوان اندر داخل ہوئے
ان کے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے بیگ تھے۔ انہوں نے لباس ایسا پہنا
ہوا تھا جیسے وہ سیلز مین ہوں۔ ان کے اندر آنے کے بعد ایک اور شخص
اندر داخل ہوا۔ یہ ادھیڑ عمر کا تھا اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی موجود تھی
البتہ آنکھوں میں موجود سختی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ خاصا سنگدل قسم
کا آدمی ہے۔

"ان سے کیا معلوم کرنا ہے جناب" ــــ سیلز مین ٹائپ کے
نوجوانوں میں سے ایک نے ادھیڑ عمر شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تینوں غیر ملکی ایجنٹ ہیں ــــ ان میں سے دائیں طرف والے
کو پہلے گرفتار کیا گیا اور جب تشدد کے باوجود اس سے کچھ معلوم نہ ہو سکا تو
پھر باقی دو کو گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن باوجود خوفناک تشدد کے سوائے اس
کے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ کچھ غیر ملکی نارا کان پہاڑیوں کے راستے
روسیاہ میں داخل ہو رہے ہیں ــــ چنانچہ ہم نے پہاڑیوں پر ریڈ کر دیا
وہاں ہمیں ایک جیپ ضرور ملی ہے لیکن آدمی کوئی نہیں مل سکا۔ اس
جیپ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی کچھ لوگ روسیاہ میں داخل ہوئے ہیں
لیکن اب وہ کہاں ہیں یا انہوں نے کہاں پہنچنا ہے ــــ یہ معلومات
ہمیں فوری طور پر چاہئیں۔ اس لئے آپ کو خصوصی طور پر بلایا گیا ہے"۔
ادھیڑ عمر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب! ــــ ہم ابھی معلوم کر لیتے ہیں" ــــ دونوں نے
بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے بڑی پھرتی سے اپنے بیگ
کھولے۔ بیگ کے اندر ایک چھوٹی سی مشین موجود تھی۔ انہوں نے

بن کے ساتھ موجود دو تاریں باہر نکالیں جن پر پیڈ سے نصب تھے
یہ پیڈ انہوں نے دائیں طرف موجود آدمی کے سر پہ باندھ دیئے۔ پھر
دونوں بیگوں کو ایک تار کی مدد سے جوڑ دیا گیا۔ دوسرے بیگ میں سے
ایریل نما تار نکال کر انہوں نے اونچی کر دی۔

پھر ان میں سے ایک نے مشین پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ بٹن
دبتے ہی دونوں بیگوں میں موجود مشینوں میں زندگی کی لہریں سی دوڑ گئیں
اور مختلف بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

نوجوان نے پہلے بیگ پر موجود ایک ناب کو آہستہ آہستہ گھمانا شروع
کر دیا۔ ناب کے گھومتے ہی درمیان میں لگے ہوتے ڈائل پر
سوئی تیزی سے آگے کی طرف حرکت کرتی چلی گئی۔ جب سوئی درمیان
میں پہنچی تو نوجوان نے بیگ کے ساتھ لگا ہوا مائیک جو لچھے دار تار کے
ساتھ مشین سے منسلک تھا باہر نکالا اور اُسے منہ سے لگا کر اس نے
ایک اور بٹن آن کر دیا۔

اس بٹن کے آن ہوتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوتے نوجوان کے جسم کو
ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ یوں سیدھا ہو گیا جیسے ہوش میں آگیا ہو
اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ البتہ آنکھوں میں گہری سرخی چھائی ہوئی تھی
سینہ تیزی سے پھولنے پچکنے لگا۔ چہرے پر شدید ترین تکلیف اور کرب
کے آثار نمایاں ہو گئے۔

" تمہارا نام کیا ہے"۔ ۔۔۔ نوجوان نے بٹن کے ساتھ لگے ہوئے
ہُک کو نیچے کی طرف دباتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان کا جسم ہُک نیچے کرتے
ہی ذبح ہوتے ہوتے پرندے کی طرح پھڑکنے لگا۔ اس کے چہرے پر

گہری اذیت کے آثار منجمد ہوتے چلے گئے۔

" نام بتاؤ " ۔۔۔ نوجوان نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم ۔۔۔ میرا نام پوف کانڈر ہے" ۔۔۔ نوجوان نے گھٹے گھٹے
لہجے میں کہا۔

" تمہارا تعلق کس غیر ملکی تنظیم سے ہے" ۔۔۔ نوجوان نے ایک بار
پھر ہُک کو نیچے دباتے ہوئے کہا۔

" تمہاری ماں سے میرا تعلق ہے اور وہ بھی ناجائز ۔۔۔ کتے کے بچے ۔۔۔
تم مجھ سے کچھ نہیں اگلوا سکتے " ۔۔۔ اچانک کرسی پر بندھے ہوئے نوجوان
نے چیختے ہوئے کہا۔ اور مشین پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے ہُک کو ایک جھٹکے
سے اور نیچے دبا دیا اور کرسی پر بندھے ہوئے نوجوان کا چہرہ ایک لمحے کے
لئے سیاہ پڑ گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف گرتی چلی گئی۔
اس کا سینہ ایک زور دار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ زبردست شاک کی وجہ
سے وہ زندگی کی سرحد عبور کر گیا تھا۔

" اوہ !۔۔۔ یہ تو مر گیا" ۔۔۔ پیچھے کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے چونکتے
ہوئے کہا۔

" شوتم ! ۔۔۔ دوسرے کو پیڈ لگاؤ" ۔۔۔ مشین پہ بیٹھے ہوئے نوجوان
نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھی نے تیزی سے مُردہ نوجوان کے
سر پہ بندھے ہوئے پیڈ اتار کر دوسرے نوجوان کے سر پہ باندھ دیئے
اور پھر جھٹکا لگتے ہی دوسرا نوجوان ہوش میں آگیا۔ اس کی حالت بھی پہلے
جیسی ہی تھی۔

" تمہارا نام" ۔۔۔ مشین پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے تیز اور تحکمانہ

لہجے میں پوچھا۔

" ڈیاس ۔۔۔ میرا نام ڈیاس ہے" ۔۔۔ نوجوان نے گھٹے گھٹے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" تمہارا تعلق کس غیر ملکی تنظیم سے ہے" ۔۔۔؟ مشین والے نوجوان نے پوچھا۔

" میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی ہوں" ۔۔۔ ڈیاس نے جواب دیا۔ وہ ہلکے سے جھٹکے کے بعد ہی جواب دے دیتا تھا۔ شاید اس کی قوت ارادی خاصی کمزور تھی یا تشدد کے بعد کمزور ہو چکی تھی۔

" تمہارا یہاں انچارج کون ہے" ۔۔۔؟ مشین والے نوجوان نے سوال کیا۔

" ہمارا انچارج پوف کا ندر ہے" ۔۔۔ ڈیاس نے جواب دیا۔

" تمہاری تنظیم میں کتنے آدمی ہیں" ۔۔۔؟ مشین والے نوجوان نے پوچھا۔

" مجھے علم نہیں ہے ۔۔۔ پوف کو معلوم ہو گا" ۔۔۔ ڈیاس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اپنے مشن کے متعلق مزید تفصیلات بتاؤ" ۔۔۔؟ مشین والے نے پوچھا۔

" مشن! ۔۔۔ کونسا مشن ۔۔۔؟ مجھے کسی مشن کے متعلق علم نہیں ہے تھرڈی ون کو معلوم ہو گا" ۔۔۔ ڈیاس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تھرڈی ون! ۔۔۔ تھرڈی ون کون ہے" ۔۔۔؟ مشین والے نوجوان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" تھرڈی ون ہمارے انچارج پوف کا کوڈ نام ہے" ۔۔۔ ڈیاس نے جواب دیا۔

" تمہارا کوڈ نام کیا ہے" ۔۔۔؟ مشین والے نے پوچھا۔

" میں تھرڈی تھری ہوں" ۔۔۔ ڈیاس نے جواب دیا۔

" تھرڈی ٹو کون ہے ۔۔۔ اور تھرڈی فور کون ہے ۔۔۔ بتاؤ" ۔۔۔؟ مشین والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ میں صرف تھرڈی ون کو جانتا ہوں" ۔۔۔ ڈیاس نے جواب دیا۔

" اس سے پوچھو کہ مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی نگرانی کا حکم تمہیں کس نے دیا تھا" ۔۔۔ اچانک پیچھے کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

اور مشین والے نوجوان نے یہی فقرہ مائیک میں دوھرا دیا۔

" تھرڈی ون نے" ۔۔۔ ڈیاس نے مختصر سا جواب دیا۔

" یہ مائیک مجھے دو ۔۔۔ میں خود سوال کروں گا" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے اچانک آگے بڑھ کر نوجوان سے مائیک لیتے ہوئے کہا۔

" کیا معلومات حاصل ہوئیں ۔۔۔ تفصیل سے بتاؤ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں سوال کیا۔ اور مشین والے نوجوان نے ہک کو مزید نیچے کر دیا۔

" بب ۔ بتاتا ہوں ۔۔۔ بتاتا ہوں" ۔۔۔ ہک شاید زیادہ ہی دب گیا تھا۔ اس لئے ڈیاس کا جسم زخمی پرندے کی طرح پھڑپھڑانے لگ گیا تھا۔

"جلدی بتاؤ" ـــ ادھیڑ عمر آدمی نے چیخ کر کہا اور مشین والے نے
ہک کو ذرا سا ڈھیلا کر دیا۔ اور ڈیاس کے جسم میں پیدا ہونے والی پھڑپھڑ
ذرا سی ہلکی پڑ گئی۔

"پپ ـــ پپ ـــ پانی ـــ مجھے پانی دو ـــ میرا دم گھٹ رہا
ہے ـــ پانی" ـــ ڈیاس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ پانی ـــ ذرا جلدی پانی دیجئے ـــ اس کا خون گاڑھا ہو گیا
ہے" ـــ مشین والے نوجوان نے چونک کر کہا۔

"اچھا ـــ میں پانی لاتا ہوں" ـــ ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر
اور پھر مائیک مشین والے نوجوان کے ہاتھ میں پکڑا کر وہ تیزی سے کمرے
کے ایک کونے کی طرف بڑھا جہاں ایک میز پر پانی کا بڑا سا جگ پڑا ہوا

"جب تک پانی آئے ـــ تفصیلات بتاؤ" ـــ مشین والے نے
دوبارہ مائیک سے منہ لگاتے ہوئے کہا۔

"پانی ـــ پپ ـــ پانی ـــ پا ـــ پا ـــ پا ـــ" ڈیاس نے
گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور پھر اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے
اس کا تیزی سے پھولتا پچکتا ہوا سینہ یکدم ساکت ہو گیا۔

"یہ لو پانی" ـــ ادھیڑ عمر نے جگ مشین والے کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے ـــ یہ ختم ہو چکا ہے" ـــ مشین
والے نوجوان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ـــ؟ تم نے دو اہم آدمی مار ڈالے ہیں ـ
نے تمہیں پوچھ گچھ کے لئے بلایا ہے یا اس لئے کہ تم انہیں ختم کر دو" ـ

ادھیڑ عمر آدمی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــ اس میں ہمارا قصور نہیں ہے ـــ خوفناک تشدد نے
پہلے ہی انہیں موت کے قریب کر رکھا ہے ـــ یہ اب اس قابل بھی نہیں
ہیں کہ معمولی سے جھٹکے بھی سہہ سکیں" ـــ مشین والے نوجوان نے
مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اچھا اب خیال رکھنا ـــ تیسرا آدمی نہ مرے ـــ ورنہ ہم مکمل اندھیرے
میں چلے جائیں گے" ـــ ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے نرم پڑتے ہوئے
کہا اور مشین والے نوجوان نے آہستگی سے سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے
تیسرے کے سر کے ساتھ پیڈ باندھ کر دوبارہ سوال جواب کرنے شروع کر دیئے

"میرا کوڈ نام تھرٹی ٹو ہے ـــ ہمارا انچارج تھرٹی ون ہے۔ پاکیشیا
سیکرٹ سروس روسیاہ میں ایک اہم مشن پر آ رہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے چیف ایکسٹو نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم روسیاہ میں اس کارخانے
کا محل وقوع تلاش کریں ـــ جہاں مصنوعی انسان بنتے ہوں ـــ اور
پھر تھرٹی تھری نے وہ کارخانہ ڈھونڈ نکالا اور ہم نے رپورٹ پاکیشیا بھجوا
دی ـــ آج پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ناراکان پہاڑیوں کے راستے
روسیاہ میں داخل ہونا تھا ـــ لیکن ہمیں گرفتار کر لیا گیا ـــ مجھے نہیں
معلوم کہ تھرٹی ون نے ان کو ٹھہرانے کا کیا منصوبہ بنایا ہے" ـــ تیسرے
آدمی نے جس نے اپنا کوڈ تھرٹی ٹو بتایا تھا مختلف سوالات کے جوابات
دیتے ہوئے بتایا۔

"تمہارے اور ساتھی کتنے ہیں" ـــ؟ ادھیڑ عمر نے مائیک میں
پوچھا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے ___ ہمارا گروپ چار افراد پر مبنی ہے
ایک تھرٹی ون ___ میں تھرٹی ٹو ___ ایک ٹیاس ہے تھرٹی تھری - اور
ایک اور آدمی ہے جس کا کوڈ الیون تھرٹی ہے ___ وہ علیحدہ ہی رہتا
ہے ___ ناراکان پہاڑیوں کے قریب اس کا ذاتی دفتر ہے - اس کا
تعلق براہ راست تھرٹی ون سے ہے" ___ تھرٹی ٹو نے تفصیلات
بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے کبھی ملے ہو" ___ ؟ ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

"ہاں! ___ ایک بار میٹنگ میں ملا تھا" ___ تھرٹی ٹو نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ" ___ ادھیڑ عمر نے اشتیاق آمیز
لہجے میں پوچھا۔

"وہ لمبے قد کا نوجوان ہے ___ اس کے چہرے پر بائیں آنکھ کے
پاس زخم کا نشان ہے ___ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" -
تھرٹی ٹو نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں کیا پروگرام ہے" ___ ؟ اچانک
ادھیڑ عمر آدمی نے زور دے کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم" ___ تھرٹی ٹو نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہے بتاؤ" ___ ادھیڑ عمر نے غصے سے چیختے ہوئے
پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم" ___ تھرٹی ٹو نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اس پر دباؤ ڈالو ___ مجھے اس سوال کا جواب ہر قیمت پر چاہیئے"
ادھیڑ عمر نے مشین والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور مشین والے
نے ہُک کو ذرا اور زور سے دبا دیا۔

تھرٹی ٹو کے جسم کو زور زور سے جھٹکے لگنے لگے۔

"بتاؤ ___ مشن بتاؤ" ___ ادھیڑ عمر نے چیختے ہوئے کہا۔

"مم ___ مم ___ مجھے نہیں معلوم" ___ تھرٹی ٹو نے پھڑکتے
ہوئے کہا۔

"اور دباؤ ڈالو ___ یہ بتائے گا" ___ ادھیڑ عمر نے کہا اور مشین والے
نوجوان نے ہُک کو ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔

مگر دوسرے لمحے تھرٹی ٹو کے حلق سے ایک زوردار اور دردناک
سی چیخ نکلی اور اس کا جسم یکدم ساکت ہو گیا۔

"یہ بھی مر گیا جناب" ___ مشین والے نوجوان نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے ہُک چھوڑ دیا۔ اور ادھیڑ عمر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مائیک
کو ایک جھٹکے سے ایک طرف پھینک دیا۔

"یہ بودے اور کمزور لوگ نجانے کس طرح غیر ملکی ایجنٹ بن جاتے
ہیں ___ ہونہہ" ___ ادھیڑ عمر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سر! ___ ان کی پھر بھی ہمت ہے کہ اس قدر خوفناک تشدد کے
باوجود یہ لوگ بہت کچھ بتا گئے ہیں ___ ورنہ میں نے اچھے اچھوں کو
ایک ہی جھٹکے میں ختم ہوتے دیکھا ہے" ___ مشین بردار نوجوان نے
بٹن بند کرتے ہوئے کہا۔

"او کے! ___ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو" ___ ادھیڑ عمر نے کہا اور وہ

دونوں کے باہر جانے کے بعد وہ چند لمحے کھڑا ان تینوں کی لاشوں کو دیکھتا رہا. پھر دروازے سے باہر نکل گیا.

باہر ایک طویل راہداری سے نکل کر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا. یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا. ایک بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پڑی ہوئی تھی. ادھیڑ عمر آدمی اس کرسی پر بیٹھ گیا. اس کے چہرے پر سوچ کے تاثرات نمایاں تھے.

چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مشین گن بردار نوجوان اندر داخل ہوا.

"یس باس" ___ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا.

"ڈارک روم میں تین لاشیں پڑی ہیں ___ انہیں ٹھکانے لگا دو".
ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں کہا.

"بہتر باس" ___ آنے والے نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا.

اُسے باہر گئے چند سیکنڈ ہی ہوتے تھے کہ کمرہ میں تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی. ادھیڑ عمر نے چونک کر میز کے کنارے پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا. سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی ادھیڑ عمر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی. اور ایک مردانہ آواز گونجی.

"ہیلو ___ سی. وی ٹو سپیکنگ. اوور" ___ بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا.

"یس ___ سی وی ون سپیکنگ اوور" ___ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا.

"باس! ___ ہم نے راڈار پر زیرو شعبے کے ایک ہیلی کاپٹر کو چیک کیا ہے جو بغیر کاشن دیئے سی. وی سیٹ سے گزر گیا ___ جس پر ہم نے اُسے ویژن ٹارگٹ پر رکھ لیا ہے ___ یہ ہیلی کاپٹر پاروش پوائنٹ کے قریب ایک پرانے زرعی فارم کے احاطے میں اترا ہے اور اس میں سے کئی افراد فارم کے اندر چلے گئے ___ ہیلی کاپٹر دوبارہ اڑا اور وہ نارا کان پہاڑیوں کے شمال میں اتر گیا. اس میں سے اترنے والا روسیاہی نوجوان کو ویژن آئی پر چیک کیا گیا تو وہ ایک چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی زیرو شعبے کی جیپ پر سوار ہو کر اسی فارم میں دوبارہ پہنچ گیا ___ اب جیپ فارم کے اندر ہی موجود ہے اور وہ نوجوان بھی فارم میں غائب ہو گیا ہے ___ ہمارے آدمی اس فارم کی نگرانی کر رہے ہیں ___ میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں. اوور" ___ سی. وی ٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا.

"اوہ! ___ یقیناً یہ وہی لوگ ہوں گے ___ جو جیپ کے ذریعے اندر داخل ہوتے ہوں ___ اور جن کی ہمیں تلاش ہے. اوور" ___ ادھیڑ عمر آدمی نے چونکتے ہوئے کہا.

"یس باس! ___ وہی لوگ لگتے ہیں ___ کیونکہ انہوں نے اپنی پشت پر سفری بیگ اٹھائے ہوئے تھے. اوور" ___ سی. وی. ٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا.

"اوہ! ___ تم اس زرعی فارم کی مکمل نگرانی کرو ___ میں وہیں پہنچ رہا ہوں ___ پھر اس پر چھاپہ مارتے ہیں. اوور" ___ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں کہا.

"ٹھیک ہے جناب! ___ آپ آجائیں. اوور" ___ دوسری طرف سے

کہا گیا۔

"میں تقریباً دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں ——— اوور اینڈ آل" ———
ادھیڑ عمر نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ادھیڑ عمر آدمی کی آنکھوں میں ایک عجیب اور انوکھی سی چمک ابھر آئی تھی۔

اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ وہاں لباس تبدیل کر کے اس اہم ترین چھاپے پر روانہ ہو سکے۔

عمران کے باقی ساتھی تو بڑے اطمینان سے اپنے سامان سے پشت لگائے بیٹھے ہوئے تھے جب کہ عمران کے چہرے پر بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے حلق سے یہ ساری تفصیل اتر نہ رہی تھی کہ ایک شخص یوں اطمینان سے جی۔ بی کا ایک ہیلی کاپٹر اغوا کر کے لے آئے۔ دھڑلے سے انہیں ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر لے اڑے اور پھر یہاں ایک کمرے میں بند کر دے اور جی۔ بی کو اس ساری کارروائی کا علم ہی نہ ہو۔ حالانکہ بقول اسی پائلٹ کے جی۔ بی سیکرٹ سروس کے فارن شعبے کے تین افراد کو گرفتار بھی کر چکی ہو۔ ان پہاڑیوں پر چھاپہ بھی مار چکی ہو۔ اور ظاہر ہے اس نے وہ خالی جیپ بھی برآمد کر لی ہو گی جس سے وہ پہاڑیوں میں داخل ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود جی۔ بی خاموش رہی ہو۔ یہ ساری باتیں خلاف معمول دکھائی دے رہی تھیں اور عمران سوچ رہا تھا کہ یہ پائلٹ یا تو ذہنی طور پر بالکل پاگل ہے جو ان حالات میں اتنا بڑا اور اندھا اقدام کر گزرا ہے یا پھر یہ جی۔ بی

کا آدمی ہے اور انہیں اس کمرے میں بند کر کے جی۔ بی کے لئے تر نوالہ بنانا چاہتا ہے۔

"صفدر" ——— اچانک عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب! ——— آپ کچھ بے چین نظر آ رہے ہیں"۔ صفدر نے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید کافی دیر سے عمران کی حالت کا اندازہ لگا رہا تھا۔

"صفدر! ——— مجھے ماش کی دال کچھ ٹیکنی کلر سی نظر آ رہی ہے ——— ہمیں چوہے دان میں پھنسا دیا گیا ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں محاورے کا ستیاناس کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی ذہنی کیفیت سمجھتا ہوں ——— میرا بھی یہی خیال ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل کر کسی کھلی جگہ ڈیرہ لگانا چاہیئے" ——— صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ کو اس پائلٹ کی شخصیت پر شک ہے" ——— کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"شکیل صاحب! ——— دشمن کی سرزمین پر مجھے اپنی شخصیت بھی مشکوک لگتی ہے ——— یہ تو پھر ہمارے لئے نیا آدمی ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ باہر ہمارے لئے یہاں سے زیادہ خطرہ ہو سکتا ہے۔ اگر تمہارا شک بجا ہوتا تو اب تک کوئی نہ کوئی دھماکہ ہو چکا ہوتا" ——— تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو ——— بہرحال ہمیں یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھنا چاہیئے ——— ہمیں یہاں آئے ہوئے نصف گھنٹے سے زائد

گزر چکا ہے اور اب تک نہ ہی وہ شخص واپس لوٹا ہے ـــ اور نہ ہی اس نے کسی اور انداز میں رابطہ قائم کیا ہے“ ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک سرنگ کی طرف سے کھٹکا سا ہوا اور دوسرے لمحے وہی پائلٹ کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔

”آپ لوگ پریشان تو ہوں گے ـــــ بہرحال وقتی طور پر یہ انتہائی محفوظ جگہ تھی“ ـــــ آنے والے نے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہو سکتی ہے ـــــ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ کمرہ ہمارے لئے چوہے دان بھی ثابت ہو سکتا ہے“ ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”آپ کی بات اس صورت میں درست ہو سکتی ہے اگر کے۔ جی۔ بی کو اس کی اطلاع مل جائے ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے کے۔ جی۔ بی کو اطلاع نہیں ملی ـــــ ورنہ وہ اتنی دیر صبر نہیں کر سکتے“ ـــــ پائلٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا اب کام کی باتیں ہو جانی چاہئیں ـــــ میں زیادہ دیر تک یہاں نہیں ٹھہرنا چاہتا“ ـــــ عمران نے کہا۔

”دیکھئے! ـــــ ایکسٹو کے فارن شعبہ سے میرا تعلق ہے ـــــ میرا نمبر الیون تھرٹی ہے ـــــ ہماری ٹیم کا انچارج تھرٹی ون تھا جس کے ساتھ تھرٹی ٹو اور تھرٹی تھری دو ممبر کام کرتے تھے ـــــ مجھے ان سے علیحدہ رکھا گیا تھا اور میں براہ راست ایکسٹو کو جواب دہ ہوں ـــــ البتہ تھرٹی ون سے تعاون کرنا میرا کام ہے ـــــ تین چار روز قبل ایکسٹو نے مجھے ہدایت کی کہ میں روسیاہ

میں ایسے کارخانے کے محل وقوع کا پتہ چلاؤں جہاں مصنوعی انسان تیار کئے جا رہے ہیں ـــــ چونکہ میرا تعلق سائنس کے شعبے سے ہے اس لئے میں نے اس سلسلے میں خاصی بھاگ دوڑ کی اور پھر میں نے اس کارخانے کا پتہ چلا لیا ـــــ یہ کارخانہ زوگاناش نامی قصبے میں زیر زمین بنایا گیا ہے یہ قصبہ یہاں سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ـــــ لیکن میں اس کے اندر نہ جا سکا اور مزید تفصیلات کے لئے میں نے تھرٹی ون کو کاشن دے دیا۔ اور جو کچھ میں معلوم کر سکا تھا اس کی اطلاع میں نے ایکسٹو کو دے دی۔ آج مجھے تھرٹی ون نے اطلاع دی کہ سیکرٹ سروس کی ٹیم ناراکان پہاڑیوں کے راستے روسیاہ میں داخل ہو رہی ہے ـــــ اس کے بعد میں چوکنا ہو گیا اور پھر اچانک مجھے اطلاع ملی کہ کے۔ جی۔ بی کے خصوصی شعبہ سی۔ وی نے تھرٹی ون۔ تھرٹی ٹو اور تھرٹی تھری تینوں کو اچانک اغوا کر لیا ہے۔ چنانچہ میں نے آپ سے رابطہ قائم کیا اور پھر آپ نے خود دیکھ لیا کہ میری معلومات کتنی ٹھیک تھیں ـــــ اگر میں بروقت آپ کو اس غار میں چھپنے کے لئے نہ کہتا تو آپ کے۔ جی۔ بی کے ہتھے چڑھ جاتے ـــــ بہرحال بعد کی صورت حال آپ کے سامنے ہے ـــــ مجھے ایکسٹو نے یہ بھی ہدایت کی تھی کہ میں نے اس ٹیم سے جس کا سربراہ علی عمران صاحب ہیں بھرپور تعاون کرنا ہے۔ چنانچہ میں حاضر ہوں“ ـــــ الیون تھرٹی نے اپنے متعلق پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وہ محل وقوع مجھے تفصیل سے بتاؤ ـــــ میں فوری طور پر اس کارخانے پر حملہ کرنا چاہتا ہوں“ ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس کارخانے پر حملہ ناممکن ہے جناب ـــــ یہ کارخانہ جس قصبے

میں ہے وہ تمام قصبہ کے۔ جی۔ بی کے افراد پر مشتمل ہے۔ وہاں کے جی۔ بی کے چار مختلف شعبوں کے بڑے دفاتر موجود ہیں اور یہ قصبہ مخصوص لوگوں کا ہے ۔۔۔ جہاں ایک بھی اجنبی دُور سے پہچانا جا سکتا ہے ۔۔۔ پھر یہ کارخانہ اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ اس پر ایٹم بم تو ایک طرف ہائیڈروجن بم بھی مار دیا جائے تب بھی اس کارخانے کو کچھ نہیں ہو سکتا ۔۔۔ کارخانہ مکمل طور پر بم پروف ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اس کے ارد گرد انتہائی حساس قسم کے جدید ترین حفاظتی آلات نصب کئے گئے ہیں ۔۔۔ ایک مکھی بھی اس کارخانے میں بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتی ایک اور بات یہ کہ کارخانہ مکمل طور پر خود کار ہے ۔۔۔ اس میں تمام تر کام روبوٹ کرتے ہیں اور اسے باہر سے صرف کنٹرول یعنی چیک کیا جاتا ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کنٹرولنگ پوائنٹ کہاں ہے ۔۔۔ اس لئے اس کارخانے میں داخل ہونا ۔۔۔ اُسے تباہ کرنا ۔۔۔ یا اُسے سبوتاژ کرنا کسی بھی لحاظ سے ممکن نہیں ہے" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"خوب! ۔۔۔ اچھا انتظام کیا ہے ۔۔۔ بہر حال یہ بات تو طے ہے کہ اس کارخانے کو ہر قیمت پر تباہ ہونا ہے ۔۔۔ کس طرح تباہ ہونا ہے۔ یہ بات البتہ سوچنے کی ہے ۔۔۔ اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ اس قصبے کے پانچ چھ ایسے افراد کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے جو ہماری قد و قامت کے ہوں تاکہ ان کے میک اپ میں ہم قصبے میں رہ کر صورت حال کا اچھی طرح جائزہ لے سکیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہت خوب! ۔۔۔ آپ میں واقعی بے پناہ ذہانت موجود ہے ۔۔۔ یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے ۔۔۔ اس قصبے کے قریب میرے ایک دوست

کا فارم موجود ہے ۔۔۔ وہ دوست آجکل بزنس کے سلسلے میں ماسکو گیا ہوا ہے اور فارم خالی پڑا ہے ۔۔۔ ہم وہاں آسانی سے ڈیرہ جما سکتے ہیں" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اس فارم کا محل وقوع بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے پوچھا اور الیون تھرٹی نے کاغذ پہ یہاں سے اس فارم تک کے راستوں اور اس فارم کا مکمل محل وقوع تفصیل سے بتا دیا۔

"او۔ کے! ۔۔۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم رات ہونے کا انتظار کریں ۔۔۔ اور پھر رات کو یہاں سے نکل کھڑے ہوں ۔۔۔ ابھی رات ہونے میں چند گھنٹے باقی ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"میرے پاس کے۔ جی۔ بی کی جیپ موجود ہے ۔۔۔ آپ رات تک یہیں رہیں ۔۔۔ میں رات کو جیپ لے کر واپس آجاؤں گا اور پھر اس جیپ میں ہم آسانی سے اس فارم تک پہنچ جائیں گے" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جیپ کہاں ہے" ۔۔۔؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"فارم سے باہر موجود ہے" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم نے یہ کیا کیا ۔۔۔ اس طرح تو اس جیپ کی وجہ سے ہمیں فوراً تلاش کر لیا جائے گا" ۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے ۔۔۔؟ انہیں کیا معلوم" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے حیران ہوتے ہوئے کہا، مگر وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکا۔ کیونکہ باہر بے شمار لوگوں کے قدموں کی تیز آوازیں یکدم سنائی دینے لگیں، یوں لگتا تھا جیسے بے شمار افراد فارم کی

عمارت میں داخل ہو گئے ہوں۔

"یہ — یہ کون ہیں" —؟ الیون بھرتی کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔

یہ ہمارا شکار کھیلنے آئے ہیں الیون بھرتی صاحب! — آپ نے جیب
باہر کھڑا کر کے انہیں مکمل نشاندہی کر دی ہے" — عمران نے انتہائی
لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے سرنگ کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گ
باقی لوگ بھی چوکنے ہو گئے تھے۔

مگر دوسرے لمحے وہ سب ٹھٹھک گئے کیونکہ ایک کان پھاڑ دھماکہ
اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت ان کے سروں پر آگری ہو
کمرہ بُری طرح لرز اٹھا تھا۔ اور پھر گرد کے بادل سرنگ کی طرف سے کمر
میں گھستے چلے آئے۔

انہوں نے بم مار کر سرنگ اڑا دی ہے" — عمران نے بے اخت
اٹھنے والی کھانسی کو حتی الوسع ضبط کرتے ہوئے کہا۔ بے پناہ گرد کی وج
انہیں کھانسی روکنی مشکل ہو گئی اور دوسرے لمحے کمرہ کھوں کھوں کی آوا
سے گونج اٹھا۔ اور چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عین ا
کے قریب سنائی دینے لگیں۔

"اس کمرے میں جو کوئی بھی ہے ہتھیار پھینک کر باہر نکل آئے۔ تمہ
چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے — اور اگر ایک منٹ کے اندر تم لوگ
باہر نہ آئے تو اس کمرے کو بم مار کر اڑا دیا جائے گا" — اچانک سر
کے قریب سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

کمرے کا دروازہ سرنگ کے ملبے کی وجہ سے بند ہو چکا تھا اور کوئی را
بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ شاید کھانسی کی تیز آوازوں نے انہیں اس کمرے کا محل وقو

بتا دیا تھا۔

"ارے بھائی چیختے صاحب! — کمرے کا اکلوتا دروازہ تو سرنگ کے
ملبے نے بند کر دیا ہے — اب ہم کہاں سے باہر نکلیں —؟ پہلے دروازہ
تو کھولو" — عمران نے بھی جواب میں چیخ کر کہا۔

"دروازے سے ایک طرف ہٹ جاؤ — ہم دروازہ کھولتے ہیں" —
باہر سے آواز سنائی دی اور پھر اس طرح کی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے
بہت سے لوگ مل کر ملبہ ہٹا رہے ہوں۔

عمران نے پیچھے ہٹ کر تیزی سے اپنا تھیلا کھولا اور اس میں سے ایک
چھوٹی سی مشین باہر نکال لی جس پر آری نما دندانے سے لگے ہوئے تھے اس
نے وہ مشین کمرے کے عقبی کونے کی ساتھ والی دیوار کے ساتھ لگا کر مشین کا
بٹن آن کر دیا۔ مشین میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس میں موجود
آری تیزی سے دیوار میں گھستی چلی گئی۔

عمران ایک بڑے سے دائرے میں اس مشین کو گھماتا چلا گیا اور جب
اس نے مشین کو بند کر کے آری کو باہر نکالا تو دیوار کا ایک بڑا سا ٹکڑا ایک
دائرے کی صورت میں کٹ چکا تھا۔ عمران نے کٹے ہوئے ٹکڑے کے ایک
کونے پر آہستہ سے ہتھیلی ماری تو وہ ٹکڑا ایک دھماکے سے نیچے آگرا۔ مگر
دوسری طرف کوئی راستہ نہ تھا بلکہ نرم زمین موجود تھی۔ چونکہ کمرہ زیر زمین بنایا
گیا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ دیوار کے بعد بھی زمین ہی نکلنی تھی۔

"چلو بھئی اب تیار ہو جاؤ — میں سرنگ بناتا ہوں" — عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین کو دوبارہ تھیلے میں ڈالا۔ اور پھر
اس بار اس نے تھیلے میں سے ایک پنکھا نما مشین باہر نکالی۔ یہ چھوٹا سا پنکھا

تھا جس کے آگے ایک لمبی سی راڈ بنی ہوئی تھی۔ اس نے اس مشین کو چاروں طرف سے بٹن دبا کر کھولنا شروع کر دیا۔ اس پنکھے کا بیرونی قطر کافی بڑا بن گیا اس نے یہ پنکھا دیوار کے کٹے ہوئے حصے کے ساتھ لگایا اور زور لگا کر اس کا راڈ زمین کے اندر کر دیا اور پھر اس نے پنکھے کی پشت پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے پنکھا انتہائی تیزی سے چلنا شروع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پنکھے کے بیرونی قطر جتنی جگہ خود بخود کٹ کر نیچے گرتی چلی گئی اور پنکھا خود بخود آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ اس طرح انتہائی تیز رفتاری سے خود بخود ایک سرنگ سی بنتی چلی گئی۔

یہ سرنگ اتنی بڑی تھی کہ ایک آدمی آسانی سے اس میں سے گزر سکتا تھا۔ اور پھر پنکھا تھوڑی ہی دیر میں کافی آگے بڑھ گیا اور نرم زمین میں ایک خود کار ٹنل سی بنتی چلی گئی۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس نئی سرنگ میں داخل ہوتے چلے گئے۔

سرنگ کا ملبہ ابھی تک ہٹایا جا رہا تھا جب کہ عمران اور اس کے ساتھی اب اس کمرے سے کافی دور پہنچ چکے تھے۔

عمران پنکھے کے پیچھے پیچھے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا جب اس کے اندازے کے مطابق وہ سو گز کے فاصلے پر پہنچ گئے تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر پنکھے کا بٹن آف کر دیا۔ اور سرنگ بننی بند ہو گئی۔

عمران نے ایک جھٹکے سے پنکھے کو باہر کھینچ لیا اور پھر اس نے اُسے ٹیڑھا کر کے اوپر کے رُخ پر نصب کیا اور دوبارہ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے پنکھا تیزی سے سوراخ کرتا ہوا اوپر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور اس طرح یہ سرنگ مڑ کر خود بخود اوپر کو چڑھتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد پنکھا خود بخود رک

گیا اور عمران نے اس کا بٹن آف کر کے پنکھے کو جیسے ہی اندر کی طرف کھینچا باہر سے آسمان نظر آنے لگ گیا۔ پنکھے کا راڈ چونکہ زمین سے باہر نکل گیا تھا اس لئے وہ خود بخود رک گیا تھا۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے پنکھے کے بیرونی حصوں کو لپیٹا اور اُسے چھوٹا کر کے پشت پر لگے ہوئے تھیلے میں ڈال دیا اور دوسرے لمحے وہ زمین سے باہر نکل آیا۔ یہ جگہ ایک کھیت میں تھی اور چونکہ جوار کی فصل اُگی ہوئی تھی اس لئے ان کے دیکھ لئے جانے کا خدشہ بھی نہ تھا۔

چند لمحوں بعد وہ سب باری باری باہر آ گئے۔ اب وہ اس زرعی فارم سے سو گز کے فاصلے پر موجود تھے۔

باہر آتے ہی عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا بم نکالا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچ کر اُسے اس نئی ٹنل میں پھینک دیا۔ سرر کی تیز آواز سے یہ بم سرنگ میں گرتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور نئی سرنگ بیٹھ گئی۔ اب سرنگ ختم ہو چکی تھی اس طرح اندر سے باہر آنے کا راستہ مسدود ہو گیا تھا۔

"جلدی سے نکل چلو ۔ کمرے میں ہمیں نہ پا کر وہ ساری جگہ کا گھیراؤ کر لیں گے" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ گوریلوں کے سے انداز میں کہنیوں کے بل رینگتے ہوئے تیزی سے آگے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کھیت کے کنارے پر پہنچ کر وہ یکدم ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ سامنے سپاٹ میدان تھا اور اس میدان میں نکلتے ہی انہیں چیک کر لیا جاتا۔

"عمران صاحب! ــــ دائیں طرف ایک جیپ موجود ہے" ــــ اچانک

نعمانی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ان سب کی نظریں دائیں طرف مڑتی چلی گئیں۔ وہاں سے تھوڑے سے ہی فاصلے پر ایک بڑی سی جیپ موجود تھی۔

"چلو! ___ اب اس جیپ پر قبضہ ضروری ہو گیا ہے" ___ عمران نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر کھیت میں ہی رینگتے ہوئے دائیں طرف بڑھتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس جیپ کے قریب پہنچ گئے۔ جیپ کے اندر کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی ارد گرد کوئی اور نظر آ رہا تھا۔ البتہ اس جیپ سے تھوڑے سے فاصلے پر چند اور جیپیں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔

"چلو باری باری" ___ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ چھلانگ لگا کر کھیت سے نکلا اور سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھتا چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں سب افراد کھیت سے نکل کر جیپ میں سوار ہو گئے آخری آدمی کے جیپ میں سوار ہوتے ہی عمران نے جیپ سٹارٹ کی اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی۔ عمران نے پوری قوت سے سٹیرنگ موڑا اور دوسرے لمحے جیپ چکر کاٹ کر فارم کی مخالف سمت میں دوڑتی چلی گئی۔

دوسرے لمحے انہیں اپنے پیچھے کچھ لوگوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ مگر عمران انتہائی تیز رفتاری سے کھیتوں کے درمیان موجود کچی سڑک پر جیپ دوڑاتا چلا گیا۔

ابھی جیپ نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ عمران نے عقب نما آئینے میں تین جیپوں کو اپنے تعاقب میں آتے ہوئے دیکھ لیا۔

"عمران صاحب! ___ جیپیں آ رہی ہیں تعاقب میں" ___ کیپٹن شکیل

نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ___ شکیل اور صفدر! ___ تم دور مار گرنیڈ رائفلیں سنبھال لو اور ان جیپوں کو اڑانے کی کوشش کرو" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور یہ دونوں تیزی سے حرکت میں آ گئے۔

ان دونوں نے تھیلوں میں سے گرنیڈ رائفلوں کے پارٹس نکالے اور انہیں جوڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ رائفلیں تیار ہو گئیں اور پھر وہ دونوں پوزیشن میں آ گئے۔

تعاقب میں آنے والی جیپیں اب خاصی قریب آ چکی تھیں کہ ان دونوں نے فائر کھول دیئے۔ دوسرے لمحے دو خوفناک دھماکے ہوئے اور پیچھے آنے والی دونوں جیپوں کے پرخچے اڑ گئے۔ ان دونوں سے پیچھے آنے والی جیپ تیزی سے راستہ کاٹ کر ادھر ادھر سے گزر کر ایک بار پھر عمران کی جیپ کے تعاقب میں آ گئی۔ مگر ایک بار پھر گرنیڈ رائفلوں کا دھماکہ ہوا اور پیچھے آنے والی جیپ کا بھی پہلی والی جیپوں جیسا حشر ہوا۔ اور اس کے بعد تعاقب ختم ہو گیا۔

عمران جیپ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ سڑک شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"یہ سڑک کہاں جا کر ختم ہو گی" ___؟ عمران نے قریب بیٹھے ہوئے الیون تھرٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ سڑک تو اسی قصبہ میں جاتی ہے ___ جہاں کارخانہ موجود ہے ___ لیکن آگے جا کر بڑی بھاری چیکنگ چوکی موجود ہے ___ ذرا آگے جا کر ایک اور سڑک بائیں طرف نکلتی ہے ہم ادھر مڑ جائیں گے اس طرح چکر تو

لمبا ہو جائے گا لیکن ہم چیکنگ چوکی سے بچ جائیں گے" ___ الیون بھرتی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد بائیں طرف نکلنے والی سڑک نظر آئی اور عمران نے جیپ ادھر ہی موڑ دی۔

مگر ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑھا ہوگا کہ اچانک انہیں اپنے سروں پر ایک ہیلی کاپٹر کی گونج سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چونکتے ان کی جیپ کے اردگرد خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر سے ان کی جیپ پر بموں کی بارش شروع ہو گئی۔

عمران نے جیپ کو تیزی سے دائیں بائیں کاٹنا شروع کر دیا مگر ایک بم جیپ کے عین سامنے آگرا اور عمران نے اس بم کے دھماکے سے بچنے کے لئے جیسے ہی سٹیرنگ کو تیزی سے موڑا۔ جیپ کے پہیوں نے زمین چھوڑ دی اور جیپ الٹ کر قلابازیاں کھاتی ہوئی دائیں طرف موجود ایک گہرے گڑھے میں گرتی چلی گئی اور جیپ میں سوار سیکرٹ سروس کے ممبران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی تیزی سے گھومتے ہوئے لٹو پر سوار ہو گئے ہوں۔

چار جیپوں کا قافلہ انتہائی تیز رفتاری سے ناراکان پہاڑیوں کے شمالی سلسلے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چاروں جیپوں میں جی۔ پی کے ہنٹنگ سیکشن کے ارکان موجود تھے۔ سب سے آگے والی جیپ پر ڈرائیور کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ میں مائیک تھاما ہوا تھا اور ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبا رہا تھا۔

"ہیلو ہنٹنگ سیکشن سے زاروف سپیکنگ۔ اوور" ___ نوجوان نے کرخت لہجے میں بار بار یہی فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔

"یس ___ سی۔ وی۔ ٹو سپیکنگ اوور" ___ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جواب ملا۔

مجرموں کی کیا پوزیشن ہے ___ کیا ہم براہ راست فارم تک چلے آئیں۔ اوور" ___؟ زاروف نے کہا۔

"مجرم زرعی فارم میں موجود ہیں ___ میرے آدمی نگرانی کر رہے ہیں۔

آپ اپنی جیپیں فارم سے سو گز کے فاصلے پر روک لیں ـــــ تاکہ مجرم ہوشیار نہ ہو جائیں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے ـــ اوور اینڈ آل" ـــــ زاروف نے جواب دیا اور ڈیش بورڈ پر لگا ہوا بٹن آف کر کے اس نے مائیک کو ایک خالی خلنے میں جما دیا۔

"سر! ـــ کیا یہ مجرم اتنے ہی اہم ہیں کہ ہمارے سیکشن کو استعمال کیا گیا ہے" ـــــ؟ جیپ کے پچھلے حصے میں بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے زاروف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــ سی۔ وی۔ ون کی خصوصی درخواست پر ہمیں حرکت میں آنے کا حکم ملا ہے ـــــ معلوم ہوا ہے کہ یہ مجرم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں اور انتہائی خطرناک لوگ ہیں" ـــــ زاروف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

زاروف کے۔ جی۔ بی کے مخصوص شعبے کا سب انچارج تھا جسے ہنٹنگ گروپ کہتے ہیں۔ اس گروپ میں ایسے جی دار اور لڑائی بھڑائی کے فن کے ماہر رکھے جاتے تھے کہ جو پلک جھپکنے میں ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کی صلاحیتیں رکھتے تھے اور انہیں ایسے کاموں کی خصوصی تربیت دی جاتی تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نپٹنے کے لئے سی۔ ون نے ہنٹنگ سیکشن کو ہی استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور ہنٹنگ سیکشن کے پندرہ افراد زاروف کی سربراہی میں پوری طرح مسلح ہو کر چار جیپوں میں سوار اس زرعی فارم کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد موجود تھے۔

زرعی فارم دور سے ہی نظر آنے لگا تو اچانک ایک درخت سے ایک مسلح نوجوان نیچے کودا۔ اس کے سینے پر سی۔ ون کا مخصوص نشان موجود تھا اس نے ہاتھ اٹھا کر جیپوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور زاروف کی جیپ اس نوجوان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"شناخت کرلیجئے" ـــــ نوجوان نے سخت لہجے میں زاروف سے مخاطب ہو کر کہا تو زاروف نے اپنی دوسری آستین اس کے سامنے الٹ دی۔ دوہری آستین کی نچلی تہہ پر ہنٹنگ سیکشن کا مخصوص نشان موجود تھا، جسے دیکھتے ہی نوجوان تیزی سے مؤدب ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ـــ آپ لوگ آگے جا سکتے ہیں" ـــــ نوجوان نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا، اور پھر اس نے بیلٹ کے ساتھ بندھے ہوئے پاکٹ ٹرانسمیٹر کو آن کیا اور ہنٹنگ سیکشن کی جیپوں کے متعلق اپنے ساتھیوں کو اطلاع دینے لگا۔ جیپیں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔ فارم سے سو گز کے فاصلے پر زاروف نے جیپ رکوائی اور پھر وہ اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی پچھلی جیپوں سے بھی اس کے ساتھی نیچے اترے۔ ان سب نے کندھوں پر چھوٹے چھوٹے تھیلے باندھ رکھے تھے اور پھر وہ تیزی سے فارم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

فارم سے باہر ہی انہیں روک لیا گیا۔ انہیں روکنے والا سی۔ ون ٹو تھا بلڈاگ کی شکل والا ایک کرخت مزاج نوجوان۔

ایک دوسرے کی شناخت کے بعد سی۔ ون ٹو نے زاروف کو تمام تفصیلات بتائیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجرم ضرور کسی تہہ خانے میں ہوں گے" ـــــ زاروف

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے — بہرحال آپ چند لمحے رُک

جایئے — سی۔ وی۔ ون ابھی تشریف لانے والے ہیں۔ ان کا حکم

کہ آپریشن ان کی نگرانی میں کیا جائے" — سی۔ وی۔ ٹو نے کہا اور

زاروف نے سر ہلا دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دور سے ایک ہیلی کاپٹر زرعی فارم کی طرف بڑھتا

دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر پر سی۔ وی کا مخصوص نشان موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر فارم

سے تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر ایک کھیت میں اتر گیا اور سی۔ وی۔ ٹو

زاروف سمیت ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر سے ادھیڑ عمر سی۔ وی۔ ون باہر نکلا اور پھر چند لمحے آپس

میں بات چیت کرنے کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہنٹنگ سیکشن

اچانک زرعی فارم پر دھاوا بول دے اور سی۔ وی کے ارکان فارم سے

باہر رک کر نگرانی کریں۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوتے ہی زاروف نے اپنے ساتھیوں

کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور وہ کاندھوں پر لٹکی ہوئی برین گنیں سنبھالے

ہوتے تیزی سے فارم میں داخل ہو گئے۔

فارم میں داخل ہوتے ہی وہ پلک جھپکنے میں پورے فارم میں پھیلتے

چلے گئے۔ لیکن فارم خالی پڑا ہوا تھا۔

"میرا خیال صحیح ہے — یہاں کوئی تہہ خانہ موجود ہے" —

زاروف نے اندر آنے والے سی۔ وی ون اور ٹو سے مخاطب ہوتے

ہوئے کہا۔

"یقیناً ہو گا" — سی۔ وی ون نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور

زاروف تیز نظروں سے ہر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔

چند لمحوں بعد ایک راہداری کو دیکھ کر اس کی نگاہوں میں چمک سی ابھر

آئی۔ دوسرے لمحے اس نے اپنی پشت میں موجود تھیلے میں ہاتھ ڈال کر ایک

چھوٹا سا بم نکالا اور خود پیچھے ہٹ کر اس نے دانتوں سے بم کی پن نکالی

اور اسے اس راہداری میں پھینک دیا۔

بم کے راہداری کے فرش پر گرتے ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوسرے

لمحے پوری راہداری نیچے ایک خطِ مستقیم کی صورت میں دھنستی چلی گئی راہداری

تقریباً ساٹھ گز تک دھنس گئی تھی۔

اسی لمحے اس دھنسی ہوئی جگہ کے آخر میں زمین میں سے کچھ لوگوں

کے کھانسنے کی دبی دبی آوازیں سنائی دینے لگیں تو زاروف نے پھرتی سے

تھیلے میں سے ایک اور بم نکال لیا۔

"ٹھہرو! — ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے" — سی۔ وی ون

نے چیخ کر زاروف سے مخاطب ہو کر کہا اور زاروف نے بُرا سا منہ بناتے

ہوئے بم واپس تھیلے میں ڈال دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے بھلانگتے ہوئے

دھنسی ہوئی جگہ پر بڑھتے ہوتے اس مقام پہ پہنچ گئے جہاں سے کھانسی

کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"اس کمرے میں جو کوئی بھی ہے — ہتھیار پھینک کر باہر نکل آئے

تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے اور اگر ایک منٹ کے اندر اندر

تم لوگ باہر نہ آئے تو اس کمرے کو بم مار کر اڑا دیا جائے گا" — سی وی ون

نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"ارے بھائی چیختے صاحب! — کمرے کا اکلوتا دروازہ تو سرنگ

کے ملبے نے بند کر دیا ہے ___ اب ہم کہاں سے باہر نکلیں ___
دروازہ تو کھولو" ___ دوسرے لمحے زمین کے اندر سے ایک منمناتی ہو
سی آواز سنائی دی۔

"دروازے سے ایک طرف ہٹ جاؤ ___ ہم دروازہ کھولتے ہیں"
سی۔ وی۔ ون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"زاروف! ___ تم چار آدمیوں کو ملبہ ہٹانے پر لگا دو اور باقی لوگ
مورچے سنبھال لیں ___ اب یہ کہاں جا سکتے ہیں ___ پھر بھی احت
ضروری ہے" ___ سی۔ وی ون نے کہا اور زاروف نے اپنے ساتھیوں
کو ہدایات منتقل کر دیں اور پھر تیزی سے ملبہ ہٹنا شروع ہو گیا، چونکہ ا
کے پاس کدالیں موجود نہ تھیں اس لئے وہ ہاتھوں سے ہی کام کرنے
مجبور تھے۔ لیکن ان کے ہاتھ اتنی تیزی سے چل رہے تھے کہ جیسے
انسان نہ ہوں مشینیں ہوں۔

جب سرنگ کا دروازہ نمودار ہوا تو انہیں ملبہ ہٹاتے ہوئے بی
پچیس منٹ گزر چکے تھے۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔

زاروف نے پیچھے ہٹ کر زور سے اپنا کندھا دروازے پر مارا
لکڑی کا بوسیدہ دروازہ چوکھٹ سمیت اندر جا گرا۔ زاروف بجلی کی سی تیز
سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"ہاتھ اٹھائے باہر آ جاؤ ورنہ ..." اس بار زاروف نے چیخ کر
کہا۔ مگر اندر مکمل خاموشی طاری تھی۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے
آثار نمایاں ہو گئے۔

اچانک زاروف نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور وہ برین گن سنبھالے

سے آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے کمرے کے اندر چھلانگ لگا دی اور
کے ساتھ ہی برین گن کا ٹریگر بھی دبا دیا۔ نتیجہ یہ کہ کمرہ برین گن کی فائرنگ
گونج اٹھا۔ مگر اندر سے کوئی انسانی چیخ سنائی نہ دی جس کی توقع
سب کر رہے تھے۔

"کمرہ خالی ہے ___ وہ لوگ سرنگ بنا کر نکل گئے ہیں" ___ دوسرے
زاروف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور سی۔ وی۔ ون اور لُڈ کے
ساتھ زاروف کے چار پانچ ساتھی بھی بے تحاشا اندر داخل ہو گئے۔
واقعی سامنے دیوار کا ایک حصہ ٹوٹا ہوا تھا اور ایک سرنگ زمین کے اندر
جا رہی تھی۔ سرنگ کے نچلے حصے میں پھیلی ہوئی مٹی بتا رہی تھی کہ سرنگ
ابھی کھودی گئی ہے۔

زاروف نے اس سرنگ میں داخل ہونے کے لئے اپنے جسم کو سمیٹا
تھا کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور زاروف اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ
سرنگ اس دھماکے سے بیٹھ چکی تھی۔

وہ لوگ نکل گئے ___ باہر چلو جلدی" ___ زاروف نے چیختے
کہا اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکے۔

جیسے ہی وہ فارم سے باہر آئے، انہیں دور سے ایک جیپ تیزی
مڑ کر واپس شمال کی طرف دوڑتی دکھائی دی۔ اور زاروف کے ساتھی
بے تحاشا جیپوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

وہ ہماری ایک جیپ لے گئے ہیں ___ لیکن فکر کی کوئی بات نہیں
زیادہ دور نہیں جانے دیا جائے گا" ___ زاروف نے کہا اور
وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر فارم کی چھت کی طرف دوڑتا چلا گیا تا کہ

صحیح طور پر تعاقب کو چیک کر سکے۔ سی ون اور سی ٹو بھی اس کے پیچھے
اوپر چڑھتے چلے گئے۔

"حیرت ہے ـــ ان لوگوں نے اتنی جلدی سرنگ بھی کھود لی" ـ
سی ون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آجکل کی جدید مشینری کے سامنے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بہر
یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ ـــ ہمیں ملبہ ہٹانے کے چکر میں
کر انہوں نے وقت حاصل کر لیا" ـــ زاروف نے بڑبڑاتے ہوئے

تعاقب شروع ہو چکا تھا اور زاروف کے ساتھیوں کی جیپیں انتہا
تیز رفتاری سے آگے جانے والی مجرموں کی جیپ کے قریب ہوتی چلی جا
تھیں۔ ان سب کی نظریں ان جیپوں پر لگی ہوئی تھیں کہ اچانک دو خوفناک
دھماکے ہوئے اور آگے جانے والی جیپ کے بالکل پیچھے دو جیپوں کے
پرخچے اڑ گئے۔

"اوہ! ـــ یہ کیا ہو رہا ہے" ـــ زاروف نے دانت پیستے ہو
کہا۔ اور اسی لمحے دور دو دھماکے ہوئے اور بقایا جیپ بھی پرزوں
تبدیل ہو گئی۔

"میں انہیں پیس ڈالوں گا ـــ میں ان کی بوٹیاں اڑا دوں گا"
زاروف نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیاں
اترتا چلا گیا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑا چلا جا
تھا۔ سی۔ ون اور سی۔ ٹو اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے لیکن زاروف
تو بجلی بنا ہوا تھا۔ شاید اپنے ساتھیوں کو اس طرح مرتے دیکھ کر اس
دماغی توازن ہی الٹ گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے قریب ہی پائلٹ موجود تھا۔

"جلدی کرو ـــ ہیلی کاپٹر اڑا دو ـــ مجرم نکلے جا رہے ہیں" ـــ
زاروف نے دور سے ہی چیخ کر پائلٹ سے کہا اور جب تک پائلٹ نے
سیٹ سنبھالی، زاروف اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔

پائلٹ نے انجن آن کیا اور ہیلی کاپٹر کے بڑے بڑے پنکھے گردش میں
آ گئے اور پھر جب تک پنکھے پائلٹ کی مطلوبہ سپیڈ پکڑتے، نمبر ون اور نمبر ٹو
بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر
فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

"اسے جیپ کے اوپر لے چلو ـــ مگر بلندی پر رکھنا ـــ کہیں وہ اسے
ہٹ ہی نہ کر لیں" ـــ زاروف نے پائلٹ کو ہدایت کی اور پھر اس
نے پھرتی سے پشت پر لدا ہوا تھیلا اتار کر اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا
اور اس میں سے چھوٹے چھوٹے مگر طاقتور بم باہر نکال کر رکھنے شروع
کر دیئے۔

ہیلی کاپٹر تھوڑی ہی دیر میں زمین پر بھاگتی ہوئی جیپ کے عین اوپر
پہنچ گیا۔ اور زاروف نے دانت بھینچتے ہوئے جھولی میں رکھے ہوئے
بم اٹھا اٹھا کر نیچے جیپ پر پھینکنے شروع کر دیئے۔

بم خوفناک دھماکوں سے جیپ کے ارد گرد پھٹنے لگے لیکن ہیلی کاپٹر
کی تیز رفتاری کی وجہ سے کوئی بم بھی جیپ کے اوپر نہ گر رہا تھا۔

ادھر جیپ ڈرائیور نے جیپ کو زگ زیگ کے انداز میں دوڑانا
شروع کر دیا تھا۔ اور زاروف کے پاس بموں کا ذخیرہ تیزی سے ختم ہوتا
جا رہا تھا۔

"یہ لوگ بے حد چالاک اور عیّار ہیں" ——— زاروف نے دانت پیسے
ہوئے کہا اور پھر اس نے آخری بم بھی جیپ کی طرف اچھال دیا۔
یہ بم عین جیپ کے آگے جا کر پھٹا اور دوسرے لمحے جیپ الٹ کر
ایک طرف گری اور پھر قلابازیاں کھاتی ہوئی ایک گہرے گڑھے میں گرتی چلی
گئی۔
"وہ مارا ——— اب یہ بچ کر کہاں جائیں گے" ——— زاروف نے خوشی
سے چیختے ہوئے کہا اور نمبر ون اور نمبر ٹو کے اُترے ہوئے چہرے بھی
جیپ کے الٹتے ہی کھل اٹھے۔
ادھر پائلٹ نے جیپ کے الٹتے ہی ہیلی کاپٹر کو جیپ کے قریب
ہی میدان میں اتار دیا۔ اور ہیلی کاپٹر کے پیڈز جیسے ہی زمین پر ٹکے
زاروف اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے کاندھے پر لٹکی ہوئی برین گن ہاتھ
میں پکڑی ہوئی تھی اور وہ محتاط انداز میں اس گڑھے کی طرف بڑھتا چلا گیا
جس میں جیپ پڑی ہوئی تھی۔
گڑھے کے کنارے پر جا کر وہ رک گیا۔ جیپ آخری بار سیدھی ہو کر
ہوئی تھی۔ لیکن پانچ افراد پیٹ کے بل زمین پر پڑے ہوتے تھے جب
دو آدمی جیپ کی کھڑکیوں سے آدھے باہر کو لٹک رہے تھے۔ اور ایک
آدمی جیپ کی پشت پر زمین پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں
اور سینہ بالکل ساکت تھا۔
"یہ تو سب ختم ہو گئے" ——— زاروف نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے نمبر ون اور نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے ساتھ ہی آ کر
کھڑے ہو گئے تھے۔ پائلٹ بھی اتر کر ان کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— ان کی لاشیں ہیلی کاپٹر میں لاد دو اور ہیلی کاپٹر
کو ہیڈ کوارٹر لے چلو" ——— نمبر ون نے کہا اور زاروف نے برین گن
کاندھے سے لٹکائی اور پھر وہ گڑھے میں اترتا چلا گیا۔ نمبر ٹو بھی اس کے
پیچھے ہی تھا۔
وہ دونوں جیسے ہی زمین پر پڑے ہوتے ان پانچوں افراد کے قریب
پہنچے، اچانک وہ پانچوں یوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے فلم کی
شوٹنگ ختم ہو جانے پر فلمی مُردے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ زاروف
نے چونک کر کاندھے سے برین گن اتارنی چاہی۔ مگر اس کی حسرت دل
میں ہی رہ گئی۔ کیونکہ ان میں سے ایک کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت
میں آیا اور زاروف کے ہاتھ میں آنے والی برین گن اڑتی ہوئی جیپ کی
پچھلی طرف جا گری۔ ریوالور سے نکلنے والی گولی ٹھیک زاروف کے ہاتھ
پر پڑی تھی۔ اور برین گن کو زمین پر گرنے نہ دیا گیا۔ کیونکہ جیپ کی پشت
پر پڑا ہوا آدمی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور برین گن اس نے کیچ کر لی تھی۔
"خبردار! ——— اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا" ———
مشین گن بردار جو عمران تھا، نے چیختے ہوئے کہا اور پیچھے کی طرف
بے اختیار ہٹتے ہوئے نمبر ون اور پائلٹ یکدم اپنی جگہ پر ساکت ہو گئے۔
اور دوسرے لمحے سیکرٹ سروس کے ممبران نے انہیں گھیرے میں لے
لیا اور وہ سب انہیں ساتھ لئے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
"عمران صاحب! ——— اس آدمی کو ختم کر دیں ——— یہ ہنٹنگ سیکشن
کا آدمی ہے ——— انتہائی خطرناک" ——— ایلون تھرٹی نے عمران کے
کان میں سرگوشی کرتے ہوئے آنکھ سے زاروف کی طرف اشارہ کیا۔

"تم فکر نہ کرو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچتے ہی اچانک زاروف تیزی سے مڑا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران پر چھلانگ لگا کر اس سے مشین گن چھیننے کی کوشش کی مگر عمران اس کی طرف سے پہلے ہی ہوشیار تھا اس لئے جیسے ہی زاروف کے جسم نے حرکت کی۔ عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں نے زاروف کو آدھے راستے پر ہی روک دیا اور زاروف چیختا ہوا زمین پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔

"اور کسی نے حرکت کی تو اس کا بھی یہی انجام ہوگا" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ان سب کو ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ الیون تھرٹی نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور عمران اور اس کے ساتھی نمبر ون، نمبر ٹو اور پائلٹ کو لئے ہوئے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے دوسرے لمحے الیون تھرٹی نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔

"اسے کہاں لے جانا ہے" ـــــ؟ الیون تھرٹی نے عمران سے پوچھا۔

"اسی زرعی فارم میں لے چلو جو قصبے کے پاس ہے ـــــ میں زاروف سے کچھ پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔

"تم ہم سے کچھ معلوم نہیں کر سکتے" ـــــ اچانک نمبر ون نے چیخ کر کہا۔

"خاموش بیٹھو ـــــ ابھی تمہارے بولنے کا وقت نہیں آیا" ـــــ عمران نے مشین گن کی نال سے نمبر ون کی کمر میں ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ون خاموش ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے مشرق کی طرف اڑتا چلا جا رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان چیختا ہوا اندر داخل ہوا۔

"غضب ہو گیا جناب! ـــــ نمبر ون اور نمبر ٹو کو انہی کے ہیلی کاپٹر میں اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے" ـــــ آنے والے نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ کیسے اغوا کر لیا گیا" ـــــ؟ کمرے میں موجود نوجوان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"آپریشن روم میں آجایئے ـــــ اور خود دیکھ لیجئے" ـــــ آنیوالے نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

نوجوان تیزی سے میز کے پیچھے سے نکلا اور پھر دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے ہال کمرے میں پہنچ گیا جہاں

مختلف قسم کی مشینیں آپریٹ کی جا رہی تھیں۔ دیوار پر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جس پر ایک اڑتے ہوتے ہیلی کاپٹر کی تصویر نظر آ رہی تھی۔

"کلوز اَپ دکھاؤ" ـــــ اسی آنے والے نے مشین آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے مشین پر لگا ہوا ایک چکر تیزی سے گھمانا شروع کر دوسرے لمحے کھلی کھڑکیوں والا ہیلی کاپٹر سکرین پر نزدیک آتا چلا گیا۔

"دیکھ لیجئے" ـــــ آپریٹر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ہنٹنگ سیکشن ناکام رہا۔ اور مجرم باس کو ہی لے اڑے ـــــ لیکن یہ جا کہاں رہے ہیں اور تم نے انہیں کیسے چیک کیا" ـــــ ؟ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں باس نے ہیلی کاپٹر پر چڑھتے وقت ہیڈنگ راڈ کو دبا دیا تھا ـــــ جس کی وجہ سے یہاں مشین پر خطرے کی گھنٹی بج اٹھی اور ہم نے مشین آن کر دی ـــــ اس طرح ہم نے اسے چیک کر لیا ـــــ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ قصبے کی طرف جا رہے ہیں" ـــــ اطلاع دینے والے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم اسے چیک کرو ـــــ میں ہیڈ کوارٹر اطلاع دیتا ہوں ـــــ یہ اہم ترین مسئلہ ہے" ـــــ نوجوان نے کہا اور تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آیا اور پھر اس نے الماری میں نصب ایک بہت بڑے ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ سی۔ وی۔ تھری فرام سی۔ وی ہیڈ کوارٹر کالنگ ـــــ

کے۔ جی۔ بی ہیڈ کوارٹر ان ایمرجنسی۔ اوور" ـــــ نوجوان نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر سبز رنگ کا ایک بڑا سا بلب جل اٹھا اور دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"یس ـــــ کے۔ جی۔ بی ہیڈ کوارٹر ایمرجنسی سیکشن۔ اوور" ـــــ بولنے والے کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"میں سی۔ وی۔ ہیڈ کوارٹر سے نمبر تھری بول رہا ہوں جناب ـــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نارا کان کی پہاڑیوں سے ہماری سرحد میں داخل ہوئے ـــــ سی۔ وی نے انہیں چیک کیا اور ان کی گرفتاری کے لئے ہنٹنگ سیکشن کو حرکت میں لایا گیا ـــــ مگر مجرموں نے ہنٹنگ سیکشن کو ختم کر کے سی۔ وی۔ ون اور ٹو سمیت ہیلی کاپٹر اغوا کر لیا ہے۔ اوور" نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان داخل ہوئے ہیں ـــــ ؟ تم نے پہلے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کیوں نہیں ـــــ جب کہ تمہیں الرٹ کر دیا گیا تھا کہ جیسے ہی اس قسم کی اطلاع ملے۔ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دی جاتے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے چیختے ہوئے کہا۔

"سی۔ وی ون ہمارے باس ہیں جناب! ـــــ یہ فیصلہ انہوں نے ہی کیا تھا کہ آنے والوں کو گرفتار کر کے ہی ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی جاتے ـــــ لیکن اب ان کے اغوا ہوتے پر میں سی۔ وی کا انچارج ہوں۔ اس لئے میں اطلاع دے رہا ہوں۔ اوور" ـــــ نوجوان نے

اپنی طرف سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ایک لمحے ہولڈ کرو ۔۔۔ میں چیف آف کے۔جی۔بی مارشل زاتورے کو اطلاع کرتا ہوں ۔۔۔ پھر تمہیں کوئی جواب دیا جائے گا۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور نوجوان کا چہرہ مارشل زاتورے کا نام سنتے ہی یکدم زرد پڑ گیا۔ مارشل زاتورے کا نام ہی ایسا تھا کہ سننے والا خواہ مخواہ دہشت زدہ ہو جاتا تھا۔

تقریباً دو منٹ بعد دوسری طرف سے آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ کے۔جی۔بی ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ۔۔۔ آواز پہلے بولنے والے کی ہی تھی۔

"یس سر! ۔۔۔ میں اٹنڈ کر رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارشل زاتورے سے بات کرو۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور نوجوان کے ہاتھ خود بخود کانپنے لگے۔

"ہیلو مارشل سپیکنگ ۔۔۔ کون بول رہا ہے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے بھوکے بھیڑیے جیسی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"سس ۔۔۔ سر! ۔۔۔ میں سی۔وی نمبر تھری بول رہا ہوں جناب سی۔وی۔ہیڈ کوارٹر سے جناب۔ اوور" ۔۔۔ نوجوان نے ہکلاہٹ آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا اطلاعات ہیں ۔۔۔ تفصیل بتاؤ۔ اوور" ۔۔۔ مارشل زاتورے کی کڑکدار آواز سنائی دی۔

"سر! ۔۔۔ سی۔وی ون کو اطلاع ملی کہ مشکوک افراد کی نقل و حرکت آج ہے۔ اس پر سی۔وی۔ون نے تینوں مشکوک افراد کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لایا ۔۔۔ اور پھر ان پر تشدد کیا گیا تو معلوم ہوا کہ آج ناراکان کی پہاڑیوں کے راستے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان خفیہ طور پر روسیاہ میں داخل ہو رہے ہیں جس پر سی۔وی۔ون حرکت میں آگئی اور پہاڑیوں پر ریڈ کیا گیا۔ مگر مجرم ایک زرعی فارم میں چھپ گئے ۔۔۔ اس زرعی فارم کو گھیر لیا گیا۔ اور مجرموں کی اہمیت کے پیش نظر سی۔وی۔ون نے ہنٹنگ سیکشن کے افراد کو بلایا اور خود بھی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ گئے ۔۔۔ ہم مطمئن تھے کہ مجرم اب آسانی سے پکڑے جائیں گے ۔۔۔ مگر ابھی ہمارے سیکشن نے چیک کیا ہے کہ مجرم اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہیں جو سی۔وی ون کا ہے اور سی۔وی ون اور ٹو اور ہیلی کاپٹر پائلٹ کو قبضہ میں کر لیا گیا ہے ۔۔۔ اور ہیلی کاپٹر قصبے کی طرف جا رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے مناسب سمجھا کہ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی جائے۔ اوور" ۔۔۔ نمبر تھری نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"مجرم اب کہاں ہیں۔ اوور" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ وہ قصبہ زوگاناش کی طرف سی۔وی۔ون کے ہیلی کاپٹر میں جا رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم اپنی سرگرمیاں بند کر دو ۔۔۔ اب میں انہیں خود کنٹرول کر دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے مارشل زاتورے نے دبنگ لہجے میں کہا اور نمبر تھری نے اطمینان کی ایک طویل

سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ مارشل زاتورے نے خود کنٹرول سنبھال لیا تھا اس لئے اس کی جان بچ گئی تھی ورنہ اُسے ان خطرناک لوگوں کے تعاقب میں خود نکلنا پڑتا۔ ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ تیزی سے دوبارہ آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آپریشن رُوم میں موجود تمام لوگوں کی نظریں اب بھی دیوار پر نصب سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ نمبر تھری نے دیکھا کہ سکرین پر قصبہ زوگاناش کی عمارتیں نظر آ رہی تھیں ---- لیکن قصبہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ایک زرعی فارم کے قریب ہیلی کاپٹر اتر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے زمین پر اترتے ہی مجرم باہر نکلے۔ سی۔ ڈی۔ ون اور ٹو اور ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو بھی نیچے اتارا گیا۔ اور پھر مجرم انہیں لئے ہوئے زرعی فارم کے اندر داخل ہو کر سکرین سے آؤٹ ہو گئے چونکہ سکرین کا تعلق صرف ہیلی کاپٹر تک تھا۔ اس لئے اب سکرین پر صرف ہیلی کاپٹر ہی کھڑا نظر آ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان فارم سے باہر نکلا اور وہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اس بار اس کا رُخ ناراکان پہاڑیوں کی طرف تھا۔

ہیلی کاپٹر ابھی فارم سے تھوڑی ہی دُور گیا ہو گا کہ اچانک فضا میں چار فائٹر طیارے نمودار ہوئے اور انہوں نے انتہائی برق رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا۔

"ہیلی کاپٹر نیچے اتارو ---- ورنہ ہم اسے تباہ کر دیں گے" ---- اچانک مشین سے ایک غراتی ہوئی آواز نکلی۔

"کر دو تباہ ---- مجھے اس کا کیا کرنا ہے" ---- ایک دوسری آواز اُبھری اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی نے نیچے چھلانگ لگا دی۔

"اوہ! ---- اس نے تو پیراشوٹ بھی نہیں باندھا ہوا" ---- نمبر تھری کے منہ سے نکلا۔

اس آدمی کے چھلانگ لگانے کے بعد ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ البتہ اس کا جھکاؤ اب زمین کی طرف تھا۔ اور پھر وہ آدمی اور ہیلی کاپٹر بیک وقت زمین پر جا گرے۔

ہیلی کاپٹر اس آدمی سے کافی دُور جا گرا تھا اور زمین سے ٹکرا کر ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین بھی تاریک ہوتی چلی گئی۔

ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگانے والے آدمی کو انہوں نے ایک بڑی چٹان کے عقب میں گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور ظاہر ہے اس کا انجام انہیں معلوم تھا کہ اتنی بلندی سے سخت زمین پر گرنے کے بعد اس کا قیمہ ہی زمین پر بکھرا ہو گا۔ ایک بھی ہڈی صحیح سلامت رہنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

سکرین کے تاریک ہوتے ہی نمبر تھری تیزی سے واپس اپنے کمرے میں دوڑتا ہوا داخل ہوا اور اس نے ایک بار پھر کے۔ جی۔ بی کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا۔

اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے ہیڈ کوارٹر کو بتایا کہ مجرم ہیلی کاپٹر سے اتر کر قصبہ کے جنوبی سمت بنے ہوئے زرعی فارم میں داخل ہوئے

ہیں" ۔۔۔۔ یہ اطلاع دے کر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور پھر اطمینان سے
وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُسے نجانے کیوں ایک انجانی سی مسرت ہو رہی تھی
اس کا دل کہہ رہا تھا کہ مجرم جس قدر عیار و چالاک واقع ہوتے ہیں۔ وہ
سی وی ون اور ٹو کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اور ان دونوں کی موت کے
بعد وہ لازماً سی۔ وی سنٹر کا انچارج یعنی نمبر ون بن جائے گا اور یہ اس
کی ذاتی خوش قسمتی کی انتہا تھی۔

ھیلی کاپٹر جیسے ہی الیون تھرٹی نے فارم کے قریب زمین پر اتارا۔
عمران اور اس کے ساتھی قیدیوں کو ہمراہ لئے اس فارم میں داخل ہو گئے۔
الیون تھرٹی نے آگے بڑھ کر پائیدان کے نیچے سے چابی نکالی اور پھر دروازہ
کھول دیا۔ فارم چونکہ اس کے دوست کا تھا اس لئے وہ جانتا تھا کہ فارم کی
چابی کہاں رکھی جاتی ہے۔

"تم اس ہیلی کاپٹر کو کہیں لے جا کر ٹھکانے لگا آؤ ۔۔۔ ورنہ اس کی
موجودگی ہمیں ٹارگٹ بنائے رکھے گی" ۔۔۔ عمران نے دروازہ کھلتے ہی
الیون تھرٹی نے مخاطب ہو کر کہا اور الیون تھرٹی سر ہلاتا ہوا واپس باہر کی طرف
مڑتا چلا گیا۔

"انہیں کرسیوں پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو ۔۔۔ اور نعمانی تم چھت پر
چلے جاؤ ۔۔۔ صفدر، شکیل اور تنویر تم تینوں فارم کی تینوں اطراف سے
نگرانی کرو اور صدیقی تم سامنے کے رخ باہر نکل جاؤ اور کسی درخت پر بیٹھ

جاؤ ـــــ میں ذرا ان سے پوچھ گچھ کر لوں۔ اس کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل بنائیں گے ـــــ اور سنو! ـــــ کوئی مشکوک بات نظر آئے تو فوراً ٹرانسمیٹر پر مجھے مطلع کرنا ـــــ ہمیں پوری طرح ہوشیار رہنا ہوگا" ـــــ عمران نے اندر پہنچتے ہی باقاعدہ ہدایات جاری کرنی شروع کر دیں اور سب لوگ تیزی سے اس کی ہدایات پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

چند لمحوں بعد وہ ان تینوں کو کرسیوں پر اچھی طرح باندھ کر نگرانی کے لئے باہر نکل گئے۔ جب کہ کمرے میں صرف عمران اور چوہان باقی رہ گئے۔

"دیکھو بھئی ـــــ ہمارے پاس بات چیت کرنے کا بالکل وقت نہیں ہے ـــــ اس لئے میں زیادہ سوال نہیں پوچھوں گا ـــــ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ کارخانے کے اندر جانے کا کیا ذریعہ ہے" ـــــ؟ عمران نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس کارخانے کی بات کر رہے ہو" ـــــ؟ نمبر ون نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا کوئی کارخانہ یہاں موجود نہیں ہے ـــــ اور نہ ہی ہم نے ایسے کسی کارخانے کے متعلق آج تک سنا ہے" ـــــ نمبر ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ بولنے والے کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ عمران کو اب مجرموں سے

پوچھ گچھ کرتے کرتے اُسے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ کون کس وقت سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ بول رہا ہے۔

دوسرے لمحے عمران کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کارخانہ یقیناً اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ نزدیک ترین کے لوگوں کو بھی اس کا علم نہ ہو۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی مزید بات کرتا۔ اس کی کلائی پہ ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے تیزی سے گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبایا تو گھڑی سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــــ نعمانی بول رہا ہوں ـــــ ہیلی کاپٹر کو چار فائٹر طیاروں نے گھیر لیا ہے ـــــ الیون تھرٹی نے بغیر پیراشوٹ کے نیچے چھلانگ لگا دی ہے اور ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے ـــــ فائٹر طیارے واپس چلے گئے ہیں۔ اوور" ـــــ نعمانی نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں چیک کر لیا گیا ہے ـــــ بہرحال ہوشیار رہو ـــــ اگر انہیں فارم کا پتہ چل گیا ہے تو وہ یقیناً یہاں ریڈ کریں گے۔ اوور" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے نعمانی نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"چوہان! ـــــ جلدی سے میک اپ بکس نکالو ـــــ اور سنو! تنویر اور کیپٹن شکیل کو بلا لاؤ ـــــ یہ تینوں تم تینوں کے قد و قامت کے ہیں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور چوہان تیزی سے اپنے بیگ کی طرف بڑھا اور اس نے ایک بڑا سا میک اپ بکس نکال کر عمران

کے سامنے رکھا اور خود باہر کی طرف دوڑ گیا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے میک اَپ باکس کھول کر ان بندھے ہوئے افراد پر قدوقامت کے مطابق نمبر وَن پر کیپٹن شکیل کا میک اَپ کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جب چوہان ___ تنویر اور کیپٹن شکیل کو ہمراہ لئے واپس اندر آیا تو عمران نمبر وَن پر کیپٹن شکیل کا میک اَپ کر چکا تھا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔

"عمران صاحب! ___ ہمیں ان کے متعلق تفصیلات کا علم نہیں ہے اس لئے یہ ترکیب ناکام رہے گی۔" ___ تنویر نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک صدیقی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس کے فوراً بعد صفدر اور نعمانی بھی اندر آ گئے۔

"عمران صاحب! ___ بیشمار جیپیں اس فارم کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہیں ___ ان کی تعداد تقریباً تیس پینتیس کے قریب ہے" ___ صدیقی نے اندر آتے ہی کہا اور عمران نے چونک کر ہاتھ روک لئے۔ اب تو مجبوری تھی۔ اب اتنا وقت باقی نہ رہا تھا کہ وہ ان تینوں پر اپنے آدمیوں کے اور اپنے آدمیوں پر ان تینوں کا میک اَپ کر سکتا۔ اس نے تیزی سے بکس سمیٹ کر چوہان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"چلو باہر نکلو جلدی ___ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے" ___ عمران نے جھپٹ کر اپنا بیگ اٹھا کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے کہا اور وہ سب افراتفری کے عالم میں اپنے اپنے بیگ اٹھا کر باہر کی طرف لپکے۔

عمران نے کمرے کے دروازے پر رُک کر جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے تڑاتڑ تین گولیاں اس کے ریوالور سے مسلسل نکلیں اور کمرے میں تین انسانی چیخیں گونج اٹھیں۔ عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش بھی نہ کی، کیونکہ اُسے اپنے نشانے پر اعتماد تھا۔ اور پھر وہ بھاگتے ہوئے فارم سے باہر آ گئے۔ جیپیں ابھی کافی دُور تھیں۔ کیونکہ وہ نظر نہ آ رہی تھیں صدیقی چونکہ چھت پر تھا اس لئے اس نے انہیں دُور سے ہی چیک کر لیا تھا۔

فارم کے اردگرد کھلا میدان تھا اور قصبہ وہاں سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ البتہ قصبے کی ایک بڑی سی عمارت فارم سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھی۔ اس لئے عمران نے اس عمارت کی طرف جانے کا ہی فیصلہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ قصبے کی گھما گھمی میں تو کوئی جگہ بننے کا امکان ہو سکتا ہے۔ جب کہ کھلے میدان میں وہ کسی صورت بھی نہ بچ سکیں گے۔ اس لئے اس نے اسی عمارت کا رخ کیا اور پھر وہ درختوں کی آڑ لیکر تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے اور ظاہر ہے ان کی رفتار انتہائی تیز تھی۔

وہ درختوں کی آڑ لے کر اس لئے بھاگ رہے تھے تاکہ جیپوں میں سوار آنے والوں کی نظر میں نہ آ سکیں۔

جب وہ اس عمارت کے قریب پہنچے تو عمارت کے گرد موجود باؤنڈری پھلانگتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ کیونکہ باہر تالا لگا ہوا تھا۔ اور ان کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ تالا کھول کر اندر داخل ہوتے۔ پھر جیسے ہی وہ اندر داخل ہوتے اسی لمحے انہوں نے جیپوں کو فارم کے

گرد پھیلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"تنویر! ___ تم یہاں پھاٹک سے چیک کرو ___ یہ لوگ ادھر آنے لگیں تو بتانا" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ باقی ساتھیوں سمیت تیزی سے عمارت کے اندر داخل ہوتا چلا گیا۔

عمارت کے باہر لگے ہوئے تالے سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اندر کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود عمران محتاط تھا۔ عمارت خاصی بڑی تھی اور واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمارت کے اندر تقریباً دس کے قریب کمرے تھے جن میں بڑی بڑی پیٹیاں پڑی ہوئی تھیں جو خالی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ کسی کارخانے کا سٹور رہا ہو۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ان پیٹیوں کو چیک کیا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں چھپنے کی ایک عجیب و غریب ترکیب آگئی۔ اس نے ایک کمرے میں پڑی ہوئی پیٹیوں کی ترتیب تیزی سے بدلنی شروع کر دی اور پھر باقی ساتھی بھی اس کی ہدایات کے مطابق تیزی سے حرکت میں آگئے۔ عمران نے تمام پیٹیاں ایک طرف قطار میں دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیں اور پھر ان پیٹیوں اور دیوار کے درمیان خالی جگہ بنا دی گئی۔ چونکہ پیٹیاں تعداد میں کافی تھیں اس لئے وہ قطار میں لگنے کے باوجود کم از کم چار چار پیٹیاں ایک دوسری کے اوپر آگئیں۔ اس طرح پیٹیوں کی پوری دیوار بن گئی۔ عمران نے آخری کونے سے پیچھے گھسنے کا راستہ رکھ دیا تھا۔

اسی لمحے تنویر بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"چار جیپیں اس عمارت کی طرف آرہی ہیں" ___ تنویر نے اندر

آتے ہی کہا۔

"ٹھیک ہے ___ پیٹیوں کے پیچھے چھپ جاؤ ___ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس تنگ راستے سے گزر کر پیٹیوں سے بنی ہوئی دیوار کے پیچھے چھپتے چلے گئے۔ آخر میں عمران اندر داخل ہوا اور اس نے آخر والی قطار کو ذرا سا کھسکا کر راستہ بند کر دیا۔ اب جب تک ساری پیٹیوں کو نہ ہٹایا جاتا، انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ یہ ترکیب ان کے خلاف بھی جا سکتی تھی اور ان کے حق میں بھی۔ اگر انہیں چیک کر لیا جاتا تو پھر ان کے نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہ تھا۔ وہ چوہے دان میں پھنسے ہوئے چوہوں کی طرح بے بسی کے عالم میں پکڑے جا سکتے تھے اور ان کے حق میں اس طرح کہ انہیں آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

اسی لمحے عمارت کے اندر کئی افراد کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور ان سب نے اپنے سانس تک روک لئے۔

جیسے ہی مارشل زاتورے کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ نہ صرف روسیاہ میں داخل ہو چکے ہیں بلکہ ہنٹنگ سیکشن اور سی وی سنٹر کو ختم کر کے سی وی سنٹر کے دو عہدیداروں کو اغوا کر کے قصبہ زوگاناش کی طرف اڑے چلے جا رہے ہیں تو غصے کی شدت سے وہ پاگل ہونے کے قریب ہو گیا۔

اس نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہی تیزی سے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف گھسیٹا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ــــ دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"تالین سنٹر سے بات کراؤ ــ فوراً" ــــ مارشل زاتورے نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے خودکار مشین کے ذریعے اس کا رابطہ تالین سنٹر سے قائم ہو گیا۔ یہ سنٹر کے۔ جی۔ بی کی خصوصی فضائیہ کا سنٹر تھا جہاں ہر قسم کے طیارے ہر وقت کے۔ جی۔ بی کے کسی بھی مشن کے لئے

تیار رہتے تھے۔

"ابراموف ــ انچارج تالین سنٹر سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے چند لمحوں بعد آواز ابھری۔

"ابراموف سنو! ــ ایک ہیلی کاپٹر ناراکان پہاڑیوں کی طرف سے زوگاناش قصبے کی طرف جا رہا ہے ــــ اس میں خطرناک مجرم ہیں اسے تباہ کر دو فوراً ــــ اور سنو! ــــ ہیلی کاپٹر سی۔ وی سنٹر کا ہے اس لئے جھجکنے کی ضرورت نہیں ہے" ــــ مارشل زاتورے نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ــ اگر آپ چاہیں تو ہم اسے زمین پر بھی اتار سکتے ہیں" ــــ ابراموف نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"کوشش کر دیکھنا ــــ ورنہ اڑا دینا" ــــ مارشل زاتورے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ رسیور کریڈل پر پھینکنے کے بعد اس نے انٹرکام کے بارہ نمبر کو انگلی سے دبایا۔

"یس ــ نارو سیکشن" ــــ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"مارشل زاتورے سپیکنگ" ــــ مارشل کا لہجہ اسی طرح غصیلا تھا۔

"یس باس" ــــ دوسری طرف سے بولنے والا مزید مودب ہو گیا۔

"سنو! ــ اپنے سیکشن کو فوری حرکت میں لے آؤ ــــ چند غیر ملکی مجرم قصبہ زوگاناش میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ہیلی کاپٹر پر سوار قصبے کی طرف جا رہے ہیں ــــ میں نے تالین سنٹر کو حکم دے دیا ہے ــــ وہ اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیں گے ــــ لیکن مجرم بیحد چالاک اور عیار ہیں ــــ اگر وہ بچ نکلیں تو انہیں تم نے گولی مار کر ان

کی لاشیں میرے پاس بھیجنی ہیں ___ اور اگر وہ ہیلی کاپٹر سمیت تباہ
ہو جائیں تب بھی ___ سُنا تم نے ___ فوری حرکت میں آ جاؤ ___ یہ کسی
صورت بھی زندہ نہیں رہنے چاہئیں اور مجھ سے رابطہ قائم رکھو" ___
مارشل نے غصے سے بڑبڑانے والے انداز میں کہا اور پھر کوئی جواب سنے بغیر
انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

مارشل زاتورے کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے
ابھی اُسے ہدایات جاری کیے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ انٹرکام کی
گھنٹی بج اٹھی اور مارشل نے چونک کر بٹن دبا دیا۔

"کیا بات ہے" ___؟ مارشل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ___ سی وی سنٹر کے نمبر تھری نے اطلاع دی ہے کہ
مجرم ہیلی کاپٹر سے اتر کر قصبے کے شمالی سمت واقع زرعی فارم میں داخل
ہو گئے ہیں اور ہیلی کاپٹر میں صرف ایک آدمی تھا جس وقت تالین
سنٹر کے فائٹرز نے اُسے تباہ کیا" ___ دوسری طرف سے جواب
دیا گیا۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ مجرم بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔
تم ایسا کرو کہ نارو سیکشن کو اطلاع دے دو کہ وہ اس زرعی فارم کو گھیر لیں
مجرم کسی طور زندہ بچ کر نہیں جانے چاہئیں" ___ مارشل زاتورے
نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل زاتورے نے
انٹرکام آف کر دیا۔ اس کے بعد اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن
دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کمرے کا دروازہ خود بخود کھلا اور ایک نوجوان نے
اندر آ کر باقاعدہ فوجی سلیوٹ کر دیا۔

"رائمے کو میرے پاس بھیجو ___ اُسے کہو کہ وہ یاروے سنٹر کی فائل
ساتھ لے آئے ___ مگر بے حد جلدی" ___ مارشل زاتورے نے
کہا اور نوجوان سلیوٹ کر کے باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک اُدھیڑ عمر گنجے سر والا
آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنگ کی فائل تھی جس پر
سیاہ رنگ سے دو کراس بنے ہوئے تھے۔

"بیٹھو ___ اور مجھے بتاؤ کہ مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے
یاروے سنٹر کی کیا پوزیشن ہے ___ تازہ ترین پوزیشن" ___؟ مارشل
زاتورے نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس! ___ یاروے سنٹر تیزی سے کام کر رہا ہے جناب۔
آج تک ایک ہزار مصنوعی انسان تیار ہو چکے ہیں ___ لیکن آج ہی
ان میں اچانک ایک ایسی خامی کا پتہ چلا ہے جس کی طرف پہلے
سائنسدانوں کا خیال نہ گیا تھا" ___ رائمے نے جواب دیا۔

"خامی! ___ کیسی خامی ___؟ کس خامی کی بات کر رہے ہو" ___؟
مارشل زاتورے نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ___ ان مصنوعی انسانوں میں جو خامی دریافت ہوئی
ہے ___ اس کے مطابق اگر درجہ حرارت چالیس سنٹی گریڈ سے
بڑھ جاتے تو یہ مصنوعی انسان موم کی طرح خود بخود پگھل جاتے ہیں۔
روسیاہی موسم کے مطابق ۴۰ سنٹی گریڈ انتہائی درجہ کی حرارت ہے۔

اور اس سے زیادہ گرمی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن سائنسدانوں کو اطلاع ملی کہ پاکیشیا میں گرم موسم میں درجہ حرارت عام طور پر چوالیس سنٹی گریڈ کے لگ بھگ یا اس سے زائد ہو جاتا ہے ___ اور چونکہ آجکل پاکیشیا میں موسم گرما ہے ___ اس لئے ان مصنوعی انسانوں کو وہاں بھیجنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے" ___ رائمے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ ___ یہ تو بہت بڑی خامی ہے ___ پورا منصوبہ ہی فیل ہو گیا ___ ہمارے سائنسدانوں کی یہ کوتاہی ناقابل معافی ہے" ___ مارشل زاتورے نے غصے سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"اب وہ اس کوتاہی کو پورا کر رہے ہیں جناب ___ نیا خام مال تیار کیا جا رہا ہے جو پچاس ڈگری سنٹی گریڈ تک درست رہے گا۔ اس لئے اب مصنوعی انسانوں کی تیاری میں مزید ایک ماہ کی دیر ہو گئی ہے" رائمے نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ایک ماہ تک ہم پاکیشیا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ مصنوعی یاروے سنٹر کی کیا پوزیشن ہے" ___؟ مارشل زاتورے نے اچانک بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"مصنوعی یاروے سنٹر جناب قصبہ زوگاناش میں تعمیر شدہ ہے اور ایسے حالات پیدا کئے گئے ہیں کہ اسے بالکل اصلی سمجھا جاتے ___ جب کہ آپ کو علم ہے کہ اصل یاروے سنٹر جزیرہ ساریما میں قائم شدہ ہے۔ مگر یہ مصنوعی یاروے سنٹر بالکل اسی طرح کا ہے جس طرح اصل بنایا گیا ہے ___ وہاں خودکار اور جدید ترین حفاظتی نظام کام کر رہا ہے۔ ایسا نظام جو ناقابل تسخیر ہے" ___ رائمے نے جواب دیا۔

"سنو رائمے [1] ___ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ یاروے سنٹر کی تباہی کے مشن پر روسیاہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ان کا رخ چونکہ قصبہ زوگاناش کی طرف ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ انہیں ہماری توقع کے عین مطابق یاروے سنٹر کی نشاندہی کی گئی ہے ___ اول تو یہ گروپ مصنوعی سنٹر تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے گا ___ لیکن پھر بھی میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا اس لئے تم میری طرف سے جزیرہ ساریما میں اصل یاروے سنٹر کے انچارج کو مطلع کر دو کہ وہ ہر حالت میں بے حد چوکنا رہے" ___ مارشل زاتورے نے اس بار نرم لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ___ رائمے نے جواب دیا اور پھر فائل سنبھالے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور مارشل زاتورے کے سر ہلانے پر وہ سلام کر کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

مارشل زاتورے کو یہ سن کر شدید مایوسی ہوئی تھی کہ ان کا مشن ایک ماہ لیٹ ہو گیا ہے، اس کا جی چاہ رہا تھا کہ ایک لمحہ بھی نہ گزرے اور پورے پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔ کیونکہ کافرستان میں سولر میزائلوں کے اڈے کو پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جس طرح تباہ کر دیا تھا اس سے کے۔جی۔بی کی بڑی بدنامی ہوئی تھی اور روسیاہ کے صدر نے دبے لفظوں میں کے۔جی۔بی کی اس ناکامی پر ناگوار انداز میں تبصرہ کیا تھا۔ کیونکہ سولر میزائلوں کا یہ اڈہ کے۔جی۔بی کی حفاظت میں تھا۔

ابھی وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور مارشل زاتورے نے چونک کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

---

[1] :۔ اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول ڈینجر لینڈ ملاحظہ فرمائیں

"لوکاشین فرام نارو سنٹر سپیکنگ" ـــــ نارو سنٹر کے انچارج لوکاشین کی قدرے گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے لوکاشین ـــــ ؟ کیا مجرم ختم ہو گئے" ـــــ ؟ مارشل زاتورے نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ نارو سنٹر کی بیس جیپوں اور پچاس مسلح افراد نے اس زرعی فارم کو گھیرے میں لیا ـــــ مگر اس زرعی فارم میں سی. وی سنٹر کا نمبر ون اور نمبر ٹو اور ایک پائلٹ جوماکوف کرسیوں پر بندھے ہوئے پائے گئے۔ ان کو سینوں میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا اور مجرم غائب تھے۔ چونکہ ان ہلاک شدگان کی حالت بتا رہی تھی کہ انہیں چند لمحے پہلے ہی ہلاک کیا گیا ہے۔ اس لئے میرے سیکشن کے آدمیوں نے اردگرد کے علاقے کی چھان بین شروع کر دی ـــــ لیکن مجرم کہیں نہیں مل رہے میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ کر دوں ـــــ اور ہاں ایک اور بات یہ کہ سی. ون کے چہرے پر نامکمل میک اَپ بھی پایا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجرموں کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ سی. وی ون ـ ٹو ـ اور جوماکوف کے میک اَپ میں آجائیں مگر اچانک چھاپے کی وجہ سے ان کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا ـــــ اب قصبہ زوگاناش کی ہر عمارت کی تلاشی لی جا رہی ہے" ـــــ لوکاشین نے پوری طرح تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر مجرم کوئی جادوگر ہیں جو چند لمحوں میں غائب ہو گئے ہیں ـــــ تمہارا سیکشن نا اہلوں کا سیکشن ہے لوکاشین! ـــــ یہ بات کیسے ممکن ہے کہ چند لمحوں میں سات آٹھ افراد یکدم غائب ہو جائیں" ـــــ ؟ مارشل زاتورے نے غصے میز پر بار بار مکے مارتے ہوئے کہا۔ اس کی

جھلاہٹ عروج پر پہنچ گئی تھی۔

"اسی بات پر تو ہم حیران ہیں جناب! ـــــ بہرحال ہمیں ایک عمارت پر شک ہے جو فارم سے قریب ترین اور خالی پڑی ہوئی ہے۔ لیکن اُسے دوبارہ چیک کیا گیا ـــــ مگر وہاں کچھ بھی نہیں ہے" ـــــ لوکاشین نے جواب دیا۔

"تم اس عمارت کو گھیرے میں رکھو ـــــ میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں ـــــ میں اپنی نگرانی میں انہیں ڈھونڈونگا ـــــ میں دیکھتا ہوں کہ کیسے نہیں ملتے" ـــــ مارشل زاتورے نے چیخ کر کہا اور پھر انٹرکام کا بٹن آف کر کے وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور اپنے مخصوص ہیلی پیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ہر وقت ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود رہتا تھا اور چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر مارشل زاتورے کو اپنے اندر سموئے تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اس کی رفتار انتہائی تیز تھی اور مارشل زاتورے کو معلوم تھا کہ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں وہ قصبے میں پہنچ جائے گا۔

الیون تھربی جس کا اصل نام ہرمن تھا، زرعی فارم سے ہیلی کاپٹر کو اڑا کر ناراکان پہاڑیوں کی طرف لئے جا رہا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ پہاڑیوں کے قریب ہیلی کاپٹر کو چھوڑ کر خود کسی جیپ کے ذریعے واپس فارم میں پہنچ جائے گا۔

لیکن ابھی اسے فضا میں بلند ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہونگے کہ چار فائٹرز طیاروں نے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا اور اسے نیچے اترنے کا حکم دیا گیا مگر ہرمن جانتا تھا کہ اگر وہ نیچے اتر گیا تو پھر گرفتاری کے بعد دردناک موت اس کا مقدر بن جائے گی۔ اس لئے اس نے فوری طور پر ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے ایک خطرناک فیصلہ کر لیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس بڑی چٹان کے پیچھے ایک قدرتی چشمہ موجود ہے جس کے ساتھ قدرتی طور پر ایک چھوٹی سی جھیل بن گئی ہے۔ چونکہ اس کے پاس پیراشوٹ نہ تھا اس لئے اب یہی جھیل ہی اسے بچا سکتی تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر

کی رفتار کا جائزہ لیتے ہوئے فوری طور پر ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کا جسم گولی کی سی تیزی سے زمین کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ٹھیک اس جھیل کے درمیان میں سر کے بل گرا۔ اور پانی کی گہری تہہ میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کا اندازہ سو فیصد درست نکلا تھا۔ اگر اس کے اندازے میں معمولی سی بھی غلطی ہو جاتی تو سپاٹ زمین سے ٹکرا کر اس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہتی اور شاید قدرت کو ابھی اس کی زندگی مقصود تھی۔ خوش قسمتی سے اس کا اندازہ درست نکلا اور وہ ٹھیک جھیل میں جا گرا۔

پہلے تو وہ سیدھا تہہ میں بیٹھتا چلا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے پانی نے اسے اوپر کی طرف اچھال دیا اور پھر سطح پر آنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیزی سے کنارے کی طرف تیرتا چلا گیا۔ اور پھر کنارے سے باہر نکل آیا۔ اس کے کپڑے پانی میں تر بتر تھے اور اسے ہیلی کاپٹر کا جلتا ہوا ڈھانچہ صاف نظر آ رہا تھا جب کہ فائٹر طیارے واپس جا چکے تھے۔

ہرمن جھیل سے نکل کر واپس فارم کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر پھر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ طیاروں کے جلنے کے بعد وہاں ضرور چھاپہ مارا جائے گا اور اس کے کپڑوں سے بہتے ہوئے پانی کی لکیر اس کی فوراً ہی نشاندہی کر دے گی۔ اس نے چند لمحے انتظار کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ ٹپکتا ہوا پانی کسی حد تک کم ہو جائے۔ چنانچہ وہ ایک چٹان کی اوٹ میں دبک کر بیٹھ گیا۔

مگر ابھی اسے وہاں بیٹھے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ

اُسے دُور سے جیپوں کے چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور وہ چونک
کر کھڑا ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے اُسے فوری طور پر دبکنا پڑا۔ کیونکہ اس
نے دُور سے بیس پچیس تیز رفتار جیپوں کو فارم کی طرف بڑھتے ہوئے
دیکھ لیا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ اب ان کے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے" ۔۔۔ ہر
نے مایوسی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس کی تیز نظروں نے
نارو سیکشن کی مخصوص جیپوں کو چیک کر لیا تھا۔ یہ سیکشن اپنی صلاحیتوں
کی بنا پر کے۔ جی۔ بی میں سب سے ٹاپ پر سمجھا جاتا تھا۔ ان کا کام کھ
نکالنا تھا۔ اور یہ زمین کی تہہ میں موجود مجرموں کو بھی باہر نکال لانے
ماہر سمجھا جاتا تھا۔

اس نے چٹان کی آڑ سے صورت حال کا جائزہ لینا شروع کر
تمام جیپوں کا رُخ فارم کی طرف ہی تھا۔ اس لئے وہ ان کی زد سے
محفوظ تھا۔ اس نے سوچا کہ اس کے متعلق بھی یقین کر لیا گیا ہو گا
وہ زمین پر گر کر ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی فوری تلاش ضرور
سمجھی گئی ہو گی۔

ابھی جیپیں فارم سے کافی دُور تھیں کہ ہر من اچانک چونک پڑا۔
نے فارم سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو خرگوشوں کی طرح باہر
اور قصبے کی عمارت کی طرف انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتے دیکھ لیا۔
سمجھ گیا کہ انہیں بھی جیپوں کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے۔ لیکن اُ
معلوم تھا کہ نارو سیکشن کے ماہرین سے یہ چھپ نہیں سکتے وہ ا
ہر قیمت پر ڈھونڈ نکالیں گے۔ چونکہ وہ کافی بلندی پر تھا اس لئے

اور اس کے ساتھی اُسے بھاگتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ
بڑے محتاط انداز میں درختوں کی آڑ لے کر بھاگ رہے تھے۔ ان کے ساتھ
قیدی موجود نہ تھے اس لئے وہ سمجھ گیا کہ انہیں فارم میں ہی چھوڑ دیا گیا ہے
زندہ یا مُردہ کسی بھی حالت میں۔

اور پھر ہر من نے دیکھا کہ عمران اور اس کے ساتھی قریب ترین عمارت
کی چار دیواری پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے۔ اور ہر من کے لبوں پر ایک
طنزیہ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"خوامخواہ بھاگ رہے ہیں ۔۔۔ نارو سیکشن کے آدمیوں سے بچ
نکلنا ناممکن ہے ۔۔۔ اور ظاہر ہے فارم میں انہیں نہ پا کر انہوں نے
پورے علاقے کو گھیرے میں لے لینا ہے اور عمران اور اس کے ساتھی
حقیر چوہوں کی طرح مار ڈالے جائیں گے۔ لیکن وہ سوائے مایوسی سے
بڑبڑانے کے اور کر بھی کیا سکتا تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔

چند لمحوں بعد جیپوں نے فارم کو گھیر لیا اور پھر مسلح افراد جیپوں سے
نکل نکل کر فارم میں داخل ہوتے چلے گئے۔

مگر تھوڑی دیر بعد وہ سب فارم سے باہر نکل آئے اور پھر ہر من
کی توقع کے عین مطابق وہ سب تیزی سے اس عمارت کی طرف دوڑتے
چلے گئے۔ عمارت کی طرف جانے والوں کی تعداد بارہ کے قریب تھی
جب کہ باقی افراد ادھر اُدھر پھیلنے لگ گئے تھے۔

اور پھر اس نے نارو سیکشن کے مسلح افراد کو اس عمارت میں داخل
ہوتے دیکھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے اور
ہر من کا سانس تیز ہو گیا۔ اب اُسے کسی بھی لمحے فائرنگ کی آوازوں کا

انتظار تھا جس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس نے لاشوں کے ڈھیر میں بدل
جانا تھا۔ مگر جب دس بارہ منٹ گزر گئے اور فائرنگ کی آوازیں نہ سنائی
دیں تو حیرت کے مارے اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ فائرنگ نہ ہونے
کا جواز اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا۔

اور پھر اس کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل کر پھٹنے کے قریب
ہوگئیں جب اس نے اندر جانے والے مسلح افراد کو خالی ہاتھ باہر نکلتے
دیکھا۔ اتنی دیر میں چند مسلح افراد کے سوا باقی لوگ بھی عمارت کے قریب
پہنچ چکے تھے۔ اور پھر چند لمحے وہ گروپ کی صورت میں جمع ہو کر بات
چیت کرتے رہے اور اس کے بعد وہ سب اکٹھے ہو کر ایک بار پھر
عمارت میں داخل ہو گئے۔ اس بار ان کی تعداد تیس کے قریب تھی۔
اور ہرمن سمجھ گیا کہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا چھپنا ناممکن ہے
مگر تھوڑی دیر بعد وہ یہ دیکھ کر ایک بار پھر حیران ہو گیا کہ اندر
جانے والے ایک بار پھر ناکام باہر نکل آئے۔ اور پھر دو مسلح افراد اس
عمارت کے سامنے رک گئے جب کہ باقی افراد قصبے کی طرف بڑھتے چلے
گئے۔ وہ شاید اب قصبے کی عمارتوں کی تلاشی لینا چاہتے تھے۔ لیکن ہرمن
اونچی جگہ پر ہونے وجہ سے صاف طور پر دیکھ رہا تھا کہ عمران اور اس کے
ساتھی عمارت میں داخل ہونے کے بعد باہر نہیں آئے۔ کیونکہ عمارت
کا عقبی میدان بھی اسے صاف نظر آرہا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا
کہ بہرحال عمران اور اس کے ساتھی عمارت کے اندر موجود ہیں۔ لیکن
پھر وہ کیسے نارووسیکشن کے افراد کی نظروں سے چھپے رہے یہ بات
اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ یہ تو اسے معلوم تھا کہ جدید انداز میں بنی

ہوئی عمارتوں میں تہہ خانے بنانے کا رواج نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں
کہا جاسکتا کہ وہ کسی خفیہ تہہ خانے میں چھپ گئے ہوں گے۔

ہرمن کو یہ تو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس عمارت
میں ہیں اور ان کے بچ نکلنے کے امکانات ان کے پراسرار طور پر چھپ
نکلنے کے باوجود کافی کم ہیں۔ کیونکہ نارووسیکشن کے افراد اس وقت تک
واپس نہ جائیں گے جب تک انہیں ڈھونڈ نہ نکالیں۔ اس لئے اس نے
خود ہی کوئی ایسی ترکیب سوچنی شروع کر دی جس سے وہ عمران اور
اس کے ساتھیوں کو اس عمارت سے صحیح سلامت نکال کر لے جاسکتا
اور پھر اچانک ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔ اور وہ چونک کر
اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے کپڑے اب خشک ہو چکے تھے اس لئے اب وہ
آگے بڑھ سکتا تھا۔

وہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر اس نے درختوں کی آڑ لے کر
ایک لمبا چکر کاٹ کر اس عمارت کی پشت کی طرف بڑھنا شروع کر دیا
وہ حتی الامکان احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم
تھا کہ کسی بھی وقت اسے کہیں سے بھی چیک کیا جاسکتا ہے۔ اب
اسے اس کی خوش قسمتی کہیئے یا اس کی احتیاط کہ وہ کسی کی نظروں میں آئے
بغیر اس عمارت کی پشت پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرف چونکہ
مسلح سپاہی موجود نہ تھے اس لئے وہ آسانی سے چھوٹی دیوار سے کود
کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔

عمارت میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے عمارت کے سامنے
کے رخ پر مڑا اور پھر اس نے ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر آہستہ

سے ایکسٹو کے الفاظ دوہرائے۔ لیکن جب کمرے سے کوئی جواب نہ ملا
تو وہ آگے بڑھ گیا اور ایک بڑے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس
کے اندر ہر طرف خالی پیٹیاں بکھری ہوئی تھیں۔

"ایکسٹو! ــــ میں الیون تھرٹی ہوں" ــــ ہرمن نے دروازے
کے قریب جا کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے پیٹیوں کی ایک دیوار
کو حرکت ہوئی اور پھر ایک تنگ سے راستے سے عمران نکل کر باہر آگیا۔
اس کا لباس گرد سے اٹا ہوا تھا۔

"کیا تلاش کرنے والے چلے گئے ہیں جو تم یہاں پہنچ گئے ہو" ــــ
عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"وہ یہاں سے ناکام ہو کر قصبے کی طرف گئے ہیں ــــ صرف سامنے
کے رخ پر دو مسلح افراد موجود ہیں ــــ میں عقبی سمت سے آیا ہوں"
ہرمن نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ یہاں سے نکلنے کا موقع اچھا ہے"
عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ساتھیوں کو
باہر نکلنے کے لئے کہا۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ سب پیٹیوں کے
پیچھے سے نکل کر باہر آگئے۔

"مگر آپ لوگ ان کی نظروں سے چھپے کیسے" ــــ ہرمن نے
حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے پاس سلیمانی ٹوپیاں ہیں" ــــ عمران نے بُرا سا
منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ظاہر ہے
عمران کے پاس اتنا وقت تو نہ تھا کہ وہ ساری بات بتاتا۔

"میرے پیچھے آیئے" ــــ ہرمن نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے
پیچھے لئے عمارت کی عقبی سمت میں آگیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ سب
چھوٹی دیوار پھلانگ کر عمارت سے باہر نکل آئے۔

اسی لمحے انہیں ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ سب
تیزی سے دیوار کے ساتھ سمٹتے چلے گئے۔ بڑا سا مخصوص ساخت کا یہ
ہیلی کاپٹر عمارت کے اوپر سے ہوتا ہوا قصبے کی طرف بڑھا اور پھر قصبے
کے اوپر چکر لگا کر وہ مڑا اور پھر عمارت کی عقبی سمت کے میدان میں اترتا
چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کو نیچے اترتے دیکھ کر ہر طرف سے قدموں کی تیز آوازیں
اسی طرف بڑھتی سنائی دی۔ اور عمران اور اس کے ساتھی بڑی بے بسی
کے عالم میں دیوار کے ساتھ چمٹے کھڑے رہ گئے۔ اب ان کے لئے چھپنا
ہر لحاظ سے ناممکن ہو چکا تھا۔ وہ خود ہی جال میں پھنس چکے تھے۔

مارشل زاتورے کا مخصوص ہیلی کاپٹر آدھے گھنٹے کے اندر اندر قصبہ
زدگاناش کے اوپر پہنچ گیا۔ مارشل زاتورے نے دُور سے ہی اس زرعی
اور اس کے نزدیک کی عمارت کو چیک کر لیا تھا۔ اس لئے اس نے قصبے
میں اترنے کی بجائے پائلٹ کو اس عمارت کے قریب ہیلی کاپٹر کو اتار
کا حکم دیا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو موڑ کر عمارت کی عقبی سمت میں موجو
میدان میں ہیلی کاپٹر اتارنے کا فیصلہ کیا اور پھر ہیلی کاپٹر نیچے اترتا چلا گیا۔

”ارے یہ کون لوگ دیوار کے ساتھ سمٹے کھڑے ہیں“ ___ اچانک
مارشل زاتورے نے چونک کر کہا۔ اس کی نظریں نیچے اترتے وقت اچانک
ہی دیوار کی طرف اٹھ گئی تھیں اور اس نے آٹھ افراد کو دیوار کے ساتھ
چمٹے ہوئے چیک کر لیا تھا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر زمین پر اتر چکا تھا۔ مارشل زاتورے نے پھرتی سے
جیب سے ریوالور نکالا اور پھر کھلے دروازے سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ وہی ہیں جن کی تلاش کی جا رہی ہے
اور یہ ایک سنہری موقع تھا کہ وہ خود ہی انہیں ٹھکانے لگا دیتا۔ لیکن مارشل
زاتورے کو جوش میں یہ خیال نہ رہا کہ اس کے مقابلے میں بندھے ہوئے
اور بے بس لوگ نہیں ہیں۔

جیسے ہی مارشل زاتورے نے ریوالور سنبھال کر نیچے چھلانگ لگائی
دیوار سے چمٹے ہوئے افراد کسی عقاب کی طرح مارشل زاتورے پر جھپٹ
پڑے۔ مارشل زاتورے نے پھرتی سے سب سے آگے آنے والے پر
فائر جھونک مارا مگر آنے والا اس کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا نکلا۔
اس نے تیزی سے جھکائی دے کر اپنے آپ کو گولی سے بچایا اور دوسرے
لمحے وہ مارشل زاتورے پر ٹوٹ پڑا۔ مارشل کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دُور
جا گرا۔

اسی لمحے پائلٹ نے بھی شاید فائر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ایک
آدمی کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی نے اسے اس کی مہلت ہی نہ دی
اور وہ سیٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

مارشل زاتورے پر حملہ کرنے والے نوجوان نے جسم کو مخصوص انداز
میں حرکت دی اور مارشل زاتورے کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا ہیلی کاپٹر
کے کھلے دروازے سے ہوتا ہوا دوبارہ اندر جا گرا۔ اور پھر وہ سب دھڑ دھڑ
کرتے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے چلے گئے۔

اسی لمحے عمارت کی دوسری سمت سے دوڑتے ہوئے آدمی اس
سمت پر پہنچ گئے۔ وہ ایک لمحے کے لئے تو اندازہ ہی نہ کر سکے کہ ادھر
کیا ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی عمران کے ساتھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو رہے تھے

تھے۔ اس لئے آنے والے ان کی اجنبی صورتیں دیکھ کر فوراً ہی سمجھ گئے
کہ سچویشن گڑبڑ ہے۔ چونکہ وہ تربیت یافتہ افراد تھے اس لئے میکانکی اند
میں انہوں نے مشین گنیں سیدھی کیں۔ مگر ان سے زیادہ تیزی صفدر
نے دکھائی۔ اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک چھوٹا سا بم نکا
اور بجلی کی سی تیزی سے ان پر اچھال دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور آن
والوں میں سے کئی افراد کے جسموں کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

اتنا وقفہ ان کے لئے کافی تھا۔ پائلٹ سیٹ الیون تھرٹی نے
خود ہی سنبھال لی تھی اور پائلٹ کو نیچے دھکیل دیا گیا تھا۔ اور دوسرے لمحے
ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ آخری آدمی صفدر تھا جس
نے بم پھینک کر اندر چھلانگ لگا دی تھی۔ اس لئے وہ سب اس بڑے
ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکے تھے۔ جب ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا تھا
عمران نے مارشل زاتورے کو اپنے دونوں بازوؤں میں بری طرح جکڑا ہوا
تھا اس لئے باوجود کسمسانے کے وہ اپنے آپ کو نہ چھڑا سکا۔

ہیلی کاپٹر چونکہ مخصوص ساخت کا تھا اس لئے وہ انتہائی تیز رفتا
سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اور نیچے موجود سپاہی اور دوسرے بھاگ
کر آنے والوں کو اتنی مہلت ہی نہ مل سکی کہ وہ ہیلی کاپٹر پر فائر کھو
سکتے۔ اور ویسے بھی وہ جب تک صورت حال کو سمجھتے، ہیلی کاپٹر اتنی
بلندی پر پہنچ چکا تھا کہ ان کی مشین گنوں کی رینج سے باہر نکل چکا تھا۔

الیون تھرٹی نے ہیلی کاپٹر کو خاصی بلندی پر لے جا کر شمالی سمت
کی طرف موڑ دیا اور ہیلی کاپٹر میں سوار افراد نے اطمینان کا ایک طو
سانس لیا۔ عمران نے بھی اپنی گرفت ہلکی کر دی۔ کیونکہ اب مارشل زاتو

کا نیچے اترنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"تمہیں اس کے لئے بھگتنا پڑے گا ۔۔۔ میں تمہاری لاشیں کتوں
سے نچوا دوں گا" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے غصے سے چیختے ہوتے کہا۔

"اچھا تو تم کے۔ جی۔ بی کی کتا پلٹن کے سردار ہو ۔۔۔ بہت خوب۔
تمہاری اپنی خصلت بھی کتے جیسے ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے بازو
ہٹاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے نہیں جانتے ۔۔۔ اس لئے ایسی بات کر رہے ہو ۔۔۔ میں
ایسی باتیں سننے کا روادار نہیں ہوں" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے مڑ کر
انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اچھا بھئی تم اپنا تعارف کرا دو ۔۔۔ تمہارا ہیلی کاپٹر دیکھ کر تو یہی اندازہ
ہو سکتا ہے کہ تم کے۔ جی۔ بی کی کسی اہم پوسٹ پر ہو" ۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام میخائیلو ہے ۔۔۔ میں نارو سیکشن کا انچارج ہوں" ۔۔۔
مارشل زاتورے نے غصے کے باوجود اپنے ذہن کو کنٹرول میں رکھا ہوا
تھا۔ اس لئے وہ اپنی اصل حقیقت چھپا گیا تھا۔

"الیون تھرٹی! ۔۔۔ اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ عمران نے مارشل
زاتورے کو غیر اہم سمجھتے ہوتے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوتے الیون تھرٹی
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ ہمیں زوگاناشس کے جنوب میں موجود پہاڑیوں
میں اتر جانا چاہئے ۔۔۔ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے کارخانہ انہی پہاڑیوں
کے نیچے ہے" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چلو" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ الیون تھرٹی ہیلی کاپٹر کا رخ موڑتا، اچانک فضا مہیب آوازوں سے گونج اٹھی۔ تقریباً بیس پچیس فائٹر جہاز فضا میں پھیلتے چلے گئے۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کے گرد پھیل گئے تھے۔

"ہیلو۔ ہیلو ہیلی کاپٹر پائلٹ! ـــ فوراً ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار دو ورنہ اسے ہٹ کر دیا جائے گا" ـــ اچانک ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر سے ایک کرخت آواز گونجی۔

"کر دو ہٹ ـــ ہمیں پرواہ نہیں ہے" ـــ الیون تھرٹی کی بجائے عمران نے چیخ کر کہا۔

"یہ ہیلی کاپٹر اڑا دیں گے ـــ تم اگر میری جاں بخشی کا وعدہ کرو تو میں ہیلی کاپٹر کو فائر پروف بنانے والا بٹن بتا سکتا ہوں" ـــ اچانک مارشل زاتورے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"فائر پروف" ـــ عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں! ـــ یہ خصوصی ساخت کا ہیلی کاپٹر ہے اسے فائر پروف بنایا جا سکتا ہے" ـــ مارشل زاتورے نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے ـ بتاؤ" ـــ عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

"دائیں ہاتھ پر بارہ نمبر کا بٹن دبا دو ـــ بٹن کے اوپر فائر کی تصویر بھی بنی ہوئی ہے" ـــ مارشل زاتورے نے کہا۔

"بٹن دبا دو ـــ کم از کم یہ اندر موجود رہ کر کوئی خطرناک بات نہیں بتا سکتا ـــ ورنہ اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا" ـــ عمران نے

الیون تھرٹی سے کہا اور الیون تھرٹی نے بٹن آن دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے گرد سفید رنگ دھات کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سوئچ پینل کے درمیان ماچس کی ڈبیہ جیسی سکرین روشن ہو گئی جس میں باہر کا منظر نظر آنے لگ گیا۔

فائٹر جہاز مسلسل ہیلی کاپٹر کے ارد گرد اور اوپر نیچے چکر کاٹ رہے تھے۔ وہ الیون تھرٹی کو راستہ ہی نہ دے رہے تھے۔ بلکہ جنگی حکمت عملی کے طور پر وہ اسے ایک مخصوص راستے پر چلنے پر مجبور کر رہے تھے اور الیون تھرٹی کو راستہ بنانے میں بڑی الجھن سی محسوس ہو رہی تھی۔

"صفدر! ـــ اس کا خیال رکھنا ـــ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو بے شک اسے گولی مار دینا" ـــ عمران نے اپنی سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔ لیکن مارشل زاتورے اب بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے اسے اب کسی بات کی بھی پرواہ نہ ہو۔

عمران نے الیون تھرٹی کو پائلٹ سیٹ سے اٹھایا اور خود سیٹ سنبھال لی۔ الیون تھرٹی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کیپٹن شکیل جو پہلے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر عمران کی جگہ پر چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کے فائر پروف ہونے کے بعد فائٹر جہازوں کی طرف سے کوئی پیغام موصول نہ ہوا تھا۔ البتہ وہ مسلسل ہیلی کاپٹر کے گرد چکر کاٹتے چلے جا رہے تھے۔

عمران نے غور سے ڈائلوں کو دیکھا۔ اسے سیٹ پر بیٹھتے ہی احساس

ہوگیا تھا کہ ہیلی کاپٹر غیر محسوس طور پر اپنی بلندی کم کرتا چلا جارہا ہے۔ مگر ڈائلوں پر سوئیاں صحیح بلندی دکھا رہی تھیں۔

عمران نے ہیلی کاپٹر کو اونچا کرنے کے لئے تھروٹل استعمال کی تو ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا۔ بلندی بتلانے والے ڈائل پر سوئی آہستہ سے آگے کی طرف تھرتھرائی اور پھر ایک ہندسہ عبور کر کے رک گئی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ ہیلی کاپٹر اور زیادہ بلند ہوگیا ہے۔ لیکن عمران کو اب بھی یہی احساس ہو رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر نیچا ہوتا چلا جارہا ہے۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑنا چاہا اور اسی لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کا رخ موڑنے والے آلات جام ہو چکے تھے۔ اور ہیلی کاپٹر ایک ہی رخ پر مسلسل آگے بڑھا چلا جارہا تھا۔

عمران نے مختلف سوئچ آف آن کئے تاکہ ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جاسکے مگر بے سود۔ اس کی مشینری واقعی جام ہو چکی تھی۔ جب کہ ڈائل باقاعدہ کام کر رہے تھے۔

عمران نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور دوسرے لمحے اس نے فائر پروف والا بٹن آف کر دیا۔ لیکن بے سود۔ ہیلی کاپٹر کے گرد ویسے ہی سفید دھات کی چادر تنی رہی۔

"اب سب کچھ بے سود ہے نوجوان! ـــــ اب نہ ہی تم ہیلی کاپٹر کو روک سکتے ہو ـــــ اور نہ ہی اسے چلا سکتے ہو ـــــ اب یہ بیرونی کنٹرول کی زد میں ہو چکا ہے" ـــــ اچانک مارشل زاتورے نے بلند آواز سے کہا۔ اس کے چہرے پر بڑی پراسرار سی مسکراہٹ طاری تھی۔

"تمہارا تو خاتمہ کیا جاسکتا ہے" ـــــ عمران نے مڑ کر بڑے مطمئن لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے کھلونے بھی بیکار ہو چکے ہیں ـــــ اس ہیلی کاپٹر میں اب فائر نہیں ہوسکتا" ـــــ مارشل زاتورے نے صفدر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور صفدر نے چونک کر ریوالور کا رخ بیرونی کھڑکی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ سب یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑے کیونکہ ریوالور سے ٹرچ کی ایسی آواز نکلی جیسے ریوالور خالی ہو۔ صفدر نے پھرتی سے میگزین کھولا۔ گولیاں موجود تھیں لیکن چل نہ رہی تھیں۔

"چلو ریوالور نہ سہی ـــــ ہمارے ہاتھ تو تمہارا گلا دبا سکتے ہیں" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی کر کے دیکھ لو" ـــــ مارشل زاتورے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ ہیلی کاپٹر میں ہلکی نیلے رنگ کی روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا۔ جیسے فلیش گن چلی ہو۔ اور دوسرے لمحے ان کے جسم بالکل مفلوج ہوتے چلے گئے۔ اب وہ واقعی ہاتھ پیر ہلانے سے بھی معذور ہو گئے تھے۔

"اب بولو! ـــــ اب بھی تم میرا گلا دبا سکتے ہو" ـــــ مارشل زاتورے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم بالکل صحیح انداز میں حرکت کر رہا تھا۔

وہ مختلف سیٹوں کو پھلانگتا ہوا پائلٹ سیٹ پر آیا اور پھر اس نے جھک کر سوئچ پینل کے نیچے ہاتھ بڑھا کر کسی خفیہ بٹن کو دبایا تو دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے گرد پھیلی ہوئی دھات کی چادر یکلخت سمٹ کر غائب

ہو گئی اور مارشل زاتورے نے ایک اور بٹن دبایا تو دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر میں ایک تیز آواز ابھری۔

"ہیلو۔ ہیلو ساراب سپیکنگ۔ سیلنیم فائر کر دیا گیا ہے۔ اوور" ۔۔۔

مارشل زاتورے سپیکنگ۔۔۔ فائر کا نتیجہ درست ہے۔۔۔ سب لوگ مفلوج ہو چکے ہیں۔۔۔ ہیلی کاپٹر کو ہیڈ کوارٹر میں اتار لو۔ اوور" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے بڑے رعونت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے باس!۔۔۔ ہمیں بس آپ کی فکر تھی۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میری فکر نہ کرو۔۔۔ اور ہیلی کاپٹر کو جلدی اتارو۔ اوور" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر باس۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل زاتورے نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور دوبارہ اپنی سیٹ پر آکر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔

عمران کی زبان تک مفلوج ہو گئی تھی۔ لیکن دماغ بدستور کام کر رہا تھا اب اس کی سمجھ میں سارا چکر آ گیا تھا۔ دراصل اُسے یہ علم نہ تھا کہ ان کا قیدی کے۔ جی۔ بی کا چیف مارشل زاتورے ہے۔ ورنہ وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا لیتا۔ اور مارشل زاتورے اپنے مخصوص ساخت کے ہیلی کاپٹر کی وجہ سے اُلٹا انہیں بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور اب وہ مفلوج ہو کر بے بسی کے عالم میں اس کے قیدی بن کر رہ گئے تھے۔ اور اتنا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کے۔ جی۔ بی کا ہیڈ کوارٹر کیا آفت ہو گا۔ وہاں سے زندہ سلامت نکلنا تقریباً ناممکن ہو گا۔ لیکن وہ دل ہی دل میں

فیصلہ کر چکا تھا کہ نہ صرف اس ہیڈ کوارٹر سے نکلے گا بلکہ مارشل زاتورے کو بھی وہ سبق دے گا کہ اس کی نسلیں تک اس سبق کو فراموش نہ کر سکیں گے۔

"بیٹھے سوچتے رہو۔۔۔ اب اس سے زیادہ تم کر بھی کچھ نہیں سکتے۔ اور پھر اسی عالم میں تم پر موت طاری کر دی جائے گی" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے عمران کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔ اُسے شاید عمران کی آنکھوں میں سوچ کے ڈورے جھلکتے دکھائی دے گئے تھے۔ عمران ظاہر ہے خاموش رہا۔ اور سوائے خاموش رہنے کے اور اس کے پاس فی الحال کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک کافی طویل و عریض کمرے کے فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوتے تھے۔ کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ کمرے میں کوئی روشندان یا کھڑکی نہ تھی۔ صرف ایک دروازہ تھا جہاں سے انہیں اندر لا کر فرش پر پھینک دیا گیا تھا۔

کمرے کی چھت خاصی اونچی تھی اور چھت کے عین درمیان ایک چوکور بکس نما خانے میں سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔

اور انہیں یوں ہی فرش پر پڑے ہوتے دس منٹ سے زیادہ گزر گئے تھے۔ انہیں اندر پھینکنے کے بعد کوئی شخص دوبارہ اندر نہ آیا تھا اور عمران انتظار میں تھا کہ کوئی اندر آئے اور ایک بار انہیں اس بے بسی سے نجات دلائے۔ تب ہی وہ کوئی اور منصوبہ بنا سکتا ہے۔ سیلنیم فائر جس سے انہیں اس طرح ہیلی کاپٹر میں ہی مفلوج کر دیا گیا تھا۔ اس کے لئے بالکل نئی چیز تھی۔ اس لئے وہ اس کا توڑ بھی نہ کر سکا تھا۔

ابھی وہ یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ان کی طرف بڑھے انہوں نے غور سے ایک ایک کے چہرے کو دیکھا اور پھر ان میں سے ایک نے عمران کی طرف اشارہ کیا اور دوسرے نے جھک کر عمران کو اٹھایا اور پھر کاندھے پر لاد کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑتے چلے گئے۔

عمران کے باقی ساتھی ساکت پڑے عمران کو اس طرح باہر جاتے دیکھتے رہے۔ وہ بھی عمران کی طرح ہی بے بس تھے۔ جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کے باوجود انہی کی طرح بے بسی کے عالم میں آٹے کے بورے کی طرح کندھے پر لدا ہوا جا رہا تھا۔

عمران کو اٹھائے وہ کمرے سے نکلے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک دروازے پر رک گئے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی بلب یکلخت سبز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور وہ آدمی جس نے عمران کو اٹھایا ہوا تھا تیزی سے اندر داخل ہوا۔ جب کہ دوسرا وہیں باہر ہی رک گیا تھا۔

یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کے بالکل آخر میں ایک بڑی میز تھی۔ میز کی دونوں سائیڈوں پر دو دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز کے پیچھے ایک بڑی کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر مارشل زاتور سے بیٹھا ہوا تھا۔ اطراف والی کرسیوں پر چار افراد بیٹھے ہوتے تھے۔ میز کے بالکل سامنے ذرا فاصلے پر ایک مخصوص ساخت کی لوہے کی ایک کرسی تھی۔ جس کے ساتھ تاروں کے گچھے سے لٹک رہے تھے۔ عمران کو لے آنے والے نے اسے اس کرسی پر

بٹھادیا اور پھر اس نے کرسی کے پائے کے اندرونی طرف کو پیر سے
دبایا۔ دوسرے لمحے کھٹک کی تیز آواز سے لوہے کے راڈ کرسی کے
بازوؤں کے درمیان پھیلتے چلے گئے اور عمران کا جسم اس کرسی میں
جکڑا گیا۔

"اب تم جا سکتے ہو" ـــــ سائیڈ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ
عمر آدمی نے اٹھ کر عمران کو لے آنے والے مسلح فرد سے کہا اور وہ باقاعدہ
سلیوٹ مار کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد کمرے کا دروازہ بند ہوا اور وہی ادھیڑ
عمر آدمی اٹھا اور کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے
کونے میں کھڑی ہوئی ایک سٹینڈ نما مشین کھینچی اور اُسے عمران کی کرسی
کی پشت کے پاس لا کر کھڑا کر دیا۔ پھر اس نے کرسی کے ساتھ لٹکے ہوئے
تاروں کے مختلف گچھوں کو اس مشین کے ساتھ منسلک کرنا شروع کر دیا اور
پھر اس نے مشین کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی مشین میں ہلکی سی گھر گھر کی آوازیں پیدا ہوئیں اور
عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں زندگی کی لہریں سی دوڑتی
چلی گئی ہوں اور دوسرے لمحے اس کے جسم نے حرکت کرنی شروع کر دی۔
اب عمران کا جسم معمول کے مطابق حرکت کر رہا تھا۔ مشین چلنے کی آواز مسلسل
آ رہی تھی۔

"بہت بہت شکریہ دوستو! ـــ آپ لوگ بے حد ہمدرد واقع ہوئے
ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے پہلی بار زبان کھولی۔

"مشین ہٹا دو کوموبوف! ـــ اب یہ بولنے پر قادر ہو گیا ہے" ـــ

مارشل زاتورے نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب
ہو کر کہا۔ اور وہ تیزی سے مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے اُسے بند کیا۔ اور
پھر پھرتی سے تاریں علیحدہ کر کے وہ مشین کو گھسیٹتا ہوا اور دوبارہ کونے
کی طرف لے گیا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو" ـــ ؟ اچانک مارشل
زاتورے نے سوال کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"چیف! ـــ ارے ارے مجھ پر اتنا ظلم نہ کرو ـــ اگر اس پردہ نشیں
نے سن لیا تو میرا حشر عبرتناک ہو گا ـــ نہ بھائی نہ ـــ میں ایسی ہمدردی
سے باز آیا" ـــــ عمران نے چونک کر بڑے معصوم سے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"پردہ نشیں! ـــ کیا مطلب ـــ ؟ کیا وہ عورت ہے" ـــ ؟
مارشل زاتورے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ بہت خوب! ـــ واقعی پردہ نشیں تو عورتیں
ہوتی ہیں ـــ اب جب بھی اس سے ملاقات کا موقع ملا۔ میں اُسے
ضرور کہوں گا کہ وہ پردے سے باہر آ جائے ـــ ورنہ اس کی مردانگی
مشکوک ہو جائے گی" ـــــ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"دیکھو! ـــ تم کے۔ جی۔ بی کے چیف مارشل زاتورے کے سامنے بیٹھے
ہو ـــ اس لئے فضول باتوں سے گریز کرو ـــ جو پوچھا جائے اس
کا مہذب انداز میں جواب دو" ـــــ کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان
نے عمران کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"مارشل زاتورے! ـــ اچھا تو مارشل زاتورے یہ ہے ـــ !

"السلامُ علیکم قبلہ مارشل صاحب! ـــــ آپ کے مزاج کیسے ہیں ـــــ پچھلے دنوں میں نے سُنا تھا کہ آپ کے دشمنوں کی طبیعت ناساز تھی۔ کچھ دماغی خلل بتایا گیا تھا ـــــ اب آپ کے دشمنوں کی طبیعت کیسی ہے" ـــــ عمران نے بڑے مہذب انداز میں حال چال پوچھتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ـــــ تمہاری زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے ـــــ میرے سوالوں کا جواب دو۔ ورنہ میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دونگا ـــــ تمہارا کیا ہے" ـــــ مارشل زاتورے نے غصّے سے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔ غصے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"اللہ تعالیٰ نے زبان چلنے کے لئے ہی دی ہے ـــــ اور دیکھئے اللہ کی قدرت ـــــ زبان کے پاؤں نہیں ہیں ـــــ پہیے نہیں ہیں ـــــ گیئر نہیں بدلے جاتے ـــــ ایکسلیٹر نہیں دبانا پڑتا ـــــ پٹرول خرچ نہیں ہوتا ـــــ ماڈل نہیں بدلتے ـــــ پھر بھی چلتی رہتی ہے اور ہمارے ہاں ایک شاعر ہے بھگت کبیر ـــــ وہ کہتا ہے ـــــ چلنے کا نام گاڑی ہے ـــــ اس لئے آپ زبان کو بھی گاڑی کہہ سکتے ہیں" ـــــ عمران کی زبان جب چل پڑے تو ظاہر ہے اُسے کون روک سکتا ہے۔

"تم ضرورت سے زیادہ بکواس کرنے کے عادی ہو ـــــ اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہاری بکواس سنتے رہیں ـــــ کوموبوف" مارشل نے غصّے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ اسی اُدھیڑ عمر آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"خنجر سے اس کی ایک آنکھ نکال دو" ـــــ مارشل زاتورے نے کوموبوف سے مخاطب ہو کر حکم دیتے ہوئے کہا اور کوموبوف نے انتہائی

پھرتی سے خنجر نکال لیا۔

"ٹھہرو! ـــــ اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو تمہیں پچھتانا پڑے گا"۔ اچانک عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اور انداز یکلخت بدل گیا تھا کہ کوموبوف خود بخود ٹھٹھک کر رک گیا۔ مارشل زاتورے اور اس کے دوسرے ساتھی بھی چونک پڑے۔

"اگر تم سنجیدگی سے ہمارے سوالوں کے جواب دے دو تو میں وعدہ کرتا ہوں ـــــ" مارشل زاتورے نے کہنا شروع کیا۔

"کسی وعدے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ میں ایسے وعدے اکثر سُنتا رہتا ہوں ـــــ سنو مارشل! ـــــ اگر ہیلی کاپٹر میں مجھے ذرا بھی شُبہ ہو جاتا کہ تم کے۔ جی۔ بی کے چیف مارشل زاتورے ہو تو یقین جانو کہ اس وقت صورت حال کچھ اور ہوتی ـــــ بہرحال میں تمہارے سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں اور بالکل درست جواب دونگا ـــــ لیکن میری ایک شرط ہے کہ تم میرے ساتھیوں کو یہیں بلوالو اور ان کی موجودہ حالت درست کر دو" ـــــ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ان سب کو یہاں بلانے کی کیا ضرورت ہے ـــــ ہم اسی کمرے میں ان پر سیلنیم فائر کے اثرات ختم کر دیتے ہیں" ـــــ مارشل زاتورے نے کہا۔

"چلو ایسا کر لو ـــــ لیکن میں جو بیان دونگا ان کے سامنے دُوں گا۔ میں اپنے ضمیر میں کوئی خلش لے کر نہیں مرنا چاہتا" ـــــ عمران کا لہجہ پہلے سے کہیں زیادہ ٹھوس تھا۔

" اور اگر ہم تمہاری شرط نہ مانیں تو" ـــــ ؟ مارشل زاتورے نے اچانک بات بدلتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تمہارا جو جی چاہے کر لو ـــ تم ایک آنکھ کی بات کر رہے ہو تم ہم سب کی بوٹیاں اڑا دو ـــ تب بھی تم ایک لفظ اپنے مطلب کا نہیں سن سکتے" ـــــ عمران نے انتہائی پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کمرے میں چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ مارشل زاتورے کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے یوں کندھے جھٹکے، جیسے کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

" ٹھیک ہے ـــ مجھے تمہاری شرط منظور ہے" ـــ مارشل زاتورے نے کہا اور پھر اس نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سنجوف! ـــ تم اس کے ساتھیوں کو ٹھیک کر کے یہاں لے آنے کا بندوبست کرو۔ لیکن خیال رکھنا اگر ان میں سے کوئی غلط حرکت کرنا چاہے تو بے شک گولی مار دینا" ـــــ مارشل زاتورے نے سخت لہجے میں کہا۔

" بہتر باس" ـــ ایک نوجوان نے تیزی سے کرسی سے اٹھتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد مارشل زاتورے نے اپنے سامنے پڑی ہوئی موٹی سی فائل اٹھائی اور اس کے صفحات کھول کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔

جیسے جیسے وہ انہیں پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ وہ کبھی چونک کر غور سے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران کو

دیکھتا اور پھر نظریں جھکا کر فائل پڑھنا شروع کر دیتا۔

عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس وقت مارشل زاتورے کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل ہے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران کے ساتھیوں کو عمران کی طرح کی کرسیوں پر جکڑے ہوئے کرسیاں دھکیلتے کچھ لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے کرسیاں عمران کی سائیڈ میں لگا دیں۔ اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ کر چلے گئے۔ آخر میں سنجوف اندر داخل ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر اپنی کرسی سنبھال لی۔

" حکم کی تعمیل ہو گئی ہے باس" ـــ سنجوف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہونہہ! ـــ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ـــ مارشل زاتورے نے فائل بند کرتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں جناب" ـــ سنجوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" دیکھو مسٹر! ـــ اب تمہاری شرط پوری ہو گئی ہے ـــ اب تم میرے سوالات کا جواب دو ـــ اور سنو! ـــ اب اگر تم نے بکواس کی یا جھوٹ بولا تو میں تم سب کو ایسی عبرتناک سزا دوں گا کہ تمہاری ہڈیاں بھی تڑپتی رہ جائیں گی" ـــ مارشل زاتورے کا لہجہ یکدم بلند ہو گیا۔

" ان دھمکیوں کی ضرورت نہیں ـــ تم جو پوچھنا چاہتے ہو۔ پوچھ لو" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے" ـــ ؟ مارشل زاتورے نے پوچھا۔

" اصلی نام بتاؤں ـــ یا کوڈ نام" ـــ ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

میں پوچھا۔

"دونوں بتا دو" ـــــ مارشل زاتورے نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا اصل نام شیراز ہے ـــــ اور کوڈ نام علی عمران" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں ـــ کیا تم کہنا یہ چاہتے ہو کہ تم اصلی علی عمران نہیں ہو" ـــ ؟ مارشل زاتورے نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو مارشل! ـــ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمیشہ حقیر اور پسماندہ سمجھ کر نظر انداز کیا ہے ـــ جب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو دنیا کا سب سے ذہین اور قابل انسان ہے ـــ اس نے اپنی سیکرٹ سروس کے دو گروپ بنائے ہوئے ہیں ـــ ایک اصل اور دوسرا کوڈ۔ قد و قامت شکل و صورت ملتی جلتی ـــ اور ٹریننگ ایک جیسی ـــ جس کا نتیجہ یہ کہ عام آدمی ان دونوں گروپوں میں پہچان نہیں کر سکتا ـــ اب ہماری مثال دیکھ لو ـــ ہمارا گروپ کوڈ گروپ ہے یعنی نقلی گروپ۔ اسے ہم سرکاری زبان میں کوڈ گروپ کہتے ہیں ـــ اور اصل گروپ کسی جزیرے میں گھوم پھر رہا ہوگا جب کہ ہم یہاں پھنسے ہوئے ہیں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جزیرے میں! ـــ کیا کہہ رہے ہو ـــ کونسے جزیرے میں" ـــ؟ مارشل زاتورے اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران نے ایک لمحے کے لئے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے تو محاورتاً جزیرے کا لفظ کہہ دیا تھا۔ لیکن مارشل زاتورے جزیرے کے لفظ پر جس بری طرح

اچھلا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ جزیرے سے کوئی خاص مطلب متعلق ہے۔

"میرے خیال میں اس سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے ـــ تم مجھ سے زیادہ بہتر سمجھتے ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر تمہیں اس جزیرے کا کیسے پتہ چلا ـــ یہ ناممکن ہے ـــ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ـــ اس کے متعلق تو یہاں بیٹھے ہوئے میرے خاص آدمیوں کو بھی علم نہیں ہے ـــ تم ڈاج کر رہے ہو" ـــ مارشل زاتورے نے چیخ کر کہا لیکن اس کا یہ چیخنا سراسر مصنوعی تھا۔ اس کے لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"تم جو چاہو سمجھ لو ـــ اصل گروپ بہرحال اپنے کام میں مصروف ہے اور تم دیکھنا کہ ایک روز وہ دھماکہ ہوگا کہ تم سر پیٹتے رہ جاؤ گے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں! ـــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ جزیرے پر ایک مکھی بھی ہمارے نوٹس میں آئے بغیر نہیں جا سکتی" ـــ مارشل زاتورے نے زور سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ـــ مکھی واقعی نہ جا سکتی ہوگی ـــ لیکن جہاں مکھی نہ جا سکتی ہو۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہنچ جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ـــ اب تم خود دیکھو ـــ تمہاری پوری کے۔ جی۔ بی ہمارے گروپ کے پیچھے پاگل ہوئی پھر رہی ہے اور اصل گروپ کی طرف تمہاری توجہ جا ہی نہیں سکتی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بکواس! ــــ سراسر بکواس ــــ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ بیوقوف سمجھتے ہو ــــ ڈیم فول ــــ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہاری باتوں میں آجاؤں گا ــــ ہونہہ! ــــ کوڈ گروپ اور اصل گروپ ــــ میرا نام مارشل زاتورے ہے ــــ میں نے تمہاری فائل دیکھی ہے۔ تم اپنے آپ کو عیار اور مکار سمجھتے ہو ــــ لیکن مارشل زاتورے کے سامنے تمہاری عیاری و مکاری نہیں چل سکتی ــــ اب موت تمہارا مقدر بن چکی ہے" ــــ مارشل زاتورے کا ذہن یکدم پٹڑی سے اتر گیا تھا۔

"جو تمہارا جی چاہے کرو ــــ لیکن ہمیں مار کر پچھتاؤ گے" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

مارشل زاتورے چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ اب چہرے پر چھائی ہوئی سختی نرمی میں تبدیل ہونے لگی تھی۔

"کیا تم کوئی ایسی پہچان بتا سکتے ہو جس سے اصل اور کوڈ گروپ کے فرق کو سمجھا جا سکے" ــــ مارشل زاتورے نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں ــــ فرق تو واضح ہے لیکن اس وقت جب ممبر بالمقابل موجود ہوں ــــ ورنہ کسی طور پر بھی فرق ظاہر نہیں ہو سکتا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں تمہاری بات کی تحقیق کروں گا اس وقت تک تم ہیڈ کوارٹر میں قید رہو گے ــــ اور سنو! ــــ یہ کے۔ جی۔ بی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس لئے یہاں تم ہماری مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے"۔

مارشل زاتورے نے کہا اور پھر اس نے دوبارہ سنخوف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"انہیں آکٹوپس روم میں قید کر دو" ــــ مارشل زاتورے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"بہتر باس" ــــ سنخوف نے اٹھ کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ اندر آیا تو اس کے ساتھ آٹھ مسلح افراد تھے انہوں نے ان کی کرسیوں کو باہر کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ کرسیوں کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے اس لئے وہ آسانی سے چلتی ہوئیں دروازے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔ جب ان سب کے جانے کے بعد دروازہ بند ہوا تو مارشل زاتورے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

"تم لوگوں نے ساری باتیں سن لیں ــــ اب تمہارا کیا خیال ہے" ــــ ؟

"باس! ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کچھ بعید نہیں کہ انہوں نے واقعی دو گروپ بناتے ہوئے ہوں ــــ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں ڈاج دیا جا رہا ہو تاکہ ہم انہیں چھوڑ کر کسی نامعلوم گروپ کی تلاش میں لگ جائیں"۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں نے سوچی تھی ــــ اس لئے میں نے انہیں آکٹوپس روم میں بھجوایا ہے تاکہ وہاں ان کے ذہنوں کا خفیہ طور پر تجزیہ کیا جاتے۔ یہ لوگ فائل کے مطابق انتہائی عیار اور مکار واقع ہوتے ہیں اور آج تک جدید سے جدید مشین بھی ان کے ذہن کا تجزیہ نہیں کر سکی ــــ ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو ــــ میں آکٹوپس آپریشن روم میں جاتا ہوں تاکہ اگر

کچھ معلوم ہو تو پھر اس کے مطابق لائحہ عمل تیار کیا جا سکے" ___ مارشل
زاتورے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی لوگ
بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر وہ سب تو پہلے والے دروازے کی طرف
بڑھتے چلے گئے جب کہ مارشل زاتورے ایک اور خفیہ دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔ جو بظاہر دیوار کا ہی ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔

مارشل زاتورے دروازہ کھول کر ایک راہداری میں پہنچ گیا۔
اور پھر وہاں سے گھوم کر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

جیسے ہی مارشل زاتورے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود ایک
نوجوان تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ نوجوان دیوار سے پیوست
ایک مشین پر جھکا ہوا تھا۔

"آکٹوپس آپریشن روم آن کر دو ___ وہاں چند قیدی میں نے
بھیجے ہیں ___ ان کا مکمل تجزیہ مجھے مل جانا چاہیئے" ___ مارشل
زاتورے نے نوجوان سے مخاطب ہو کہا۔ مارشل کا لہجہ انتہائی
تحکمانہ اور کرخت تھا۔

"بہتر باس! ___ لیکن جناب کو رپورٹ کس وقت کی جائے"؟
نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہر ایک گھنٹے بعد مجھے تفصیلی رپورٹ پہنچا دی جائے ___ اور
سنو! ___ مجھے مکمل اور تفصیلی تجزیہ چاہیئے ___ دوسری بات
یہ کہ قیدی بے حد ہوشیار اور ذہین ہیں ___ اس لئے تجزیہ مکمل
طور پر خفیہ ہونا چاہیئے ___ انہیں ذرا برابر بھی یہ شک نہ ہو کہ ان
کا تجزیہ کیا جا رہا ہے" ___ مارشل زاتورے نے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ گیا باس! ___ آپ بے فکر رہیں" ___ نوجوان نے سر
جھکاتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں! ___ مکمل اور تفصیلی رپورٹ تم خود میرے پاس لے کر آنا۔
کسی اور کے ذریعے نہ بھیجنا ___ سمجھے" ___ مارشل زاتورے نے نوجوان
کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ___ حکم کی تعمیل ہو گی ___ آپ بے فکر رہیں" ___
نوجوان نے جواب دیا۔

اور مارشل زاتورے سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور اس کمرے سے نکل کر
اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد جزیرہ ساریما میں اصل
کارخانے کے انچارج سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر وہاں واقعی کسی
گروپ نے کوئی مشکوک حرکت کی ہو تو اس کا پتہ چلایا جا سکے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو مختلف راہداریوں سے گزارنے کے بعد ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچایا گیا۔ اور پھر مسلح افراد نے ان کی کرسیوں کے بند کھولے۔ جب کہ باقی افراد مشین گنیں اٹھائے ان کے سروں پر موجود تھے۔

کرسیوں سے اٹھا کر انہیں فرش پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا اور اس کے بعد کرسیاں دھکیل کر باہر پہنچادی گئیں۔ اور پھر وہ سب مسلح افراد بھی آہستہ آہستہ باہر چلے گئے۔ اور ان کے باہر جاتے ہی کمرے کا دروازہ بند ہو گیا۔

" واہ بھئی واہ! — اب کچھ دن تو آرام سے گزریں گے جب تک اصل گروپ نہ پکڑا جائے" — عمران نے بڑے بھرپور انداز میں انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بڑے غیر محسوس طریقے سے اپنے ساتھیوں کو آنکھ کا اشارہ کیا۔ اس اشارے کا مطلب تھا کہ وہ آئی کوڈ میں باتیں کرنا چاہتا ہے۔

" آپ نے بھی کمال کیا — خوامخواہ اصل گروپ کی نشاندہی کر دی۔ یہ غداری ہے — اب ان کا پکڑا جانا لازمی ہے" — صفدر نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔

اور پھر وہ آپس میں اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔ لیکن آنکھوں کے مخصوص اشاروں سے وہ ایک دوسرے کو اپنا پیغام بھی پہنچاتے رہے

عمران نے آئی کوڈ میں انہیں بتایا کہ اس کمرے کی مخصوص ساخت اور اس کا کام بتاتا ہے کہ اس کمرے میں چیکنگ کے مخصوص آلات نصب ہیں اس لئے وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جو گرفت میں آسکے۔

اور پھر عمران اچانک بات کرتے کرتے رک گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی چیز آہستہ آہستہ سرسرا رہی ہو۔ اور دوسرے لمحے وہ سمجھ گیا کہ کسی نامعلوم طریقے سے ان کا ذہنی تجزیہ کیا جا رہا ہے۔ اس نے فوراً ہی آئی کوڈ میں اپنے ساتھیوں کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا اور ان سب نے عمران کی ہدایت کے مطابق اپنے ذہنوں کو بلینک کر لیا۔ البتہ الیون تھرٹی کو یہ سب باتیں سمجھ نہ آ رہی تھیں وہ نہ ہی آئی کوڈ سمجھتا تھا اور نہ ہی ان کی باتیں — البتہ وہ دل ہی دل میں افسوس کر رہا تھا کہ وہ خوامخواہ ان کے چکر میں پھنس گیا۔ یہ گروپ تو نقلی آدمیوں پر مشتمل ہے۔

تھوڑی دیر بعد عمران اٹھا اور اس نے کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو۔ لیکن ذہنی طور پر وہ جان بوجھ کر یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں کے۔ جی۔ بی واقعی اصل گروپ کو نہ ڈھونڈ نکالے اور اس طرح ان کا مشن ناکام ہو

لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی تیز نظریں کمرے کے فرش، دیواروں اور چھت
کا بغور معائنہ کر رہی تھیں۔ وہ کوئی ایسا راستہ ڈھونڈنا چاہتا تھا جس سے
اس ہیڈ کوارٹر سے نکل سکے۔ بلکہ اب تو مسئلہ یہ تھا کہ اُسے جزیرے
کے متعلق بھی معلوم کرنا تھا۔ کیونکہ اس کا احساس تھا کہ جزیرے کے نام
پر مارشل زاتورے کا چونکنا کچھ گڑبڑ ہے اور پھر اچانک اس نے ایک
ترکیب پر عمل کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ذہن میں
ایسے خیالات پیدا کرنے شروع کر دیئے جن سے یہ ظاہر ہو کہ وہ ذہنی
طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے باغی ہے کیونکہ اصل گروپ کے مقابلے
میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بلکہ انہیں صرف چارے کے
طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر وہ پاکیشیا سے غداری کر کے
کے۔جی۔بی کا ایجنٹ بن جائے تو وہ زیادہ اطمینان اور وقار کی زندگی گزار
سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ اگر مارشل
زاتورے اس پر اعتماد کرے تو وہ اسے ایسا راز بتا سکتا ہے جس سے
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اصل گروپ کو بڑی آسانی سے شکنجے میں جکڑا
جا سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس نے اپنی سوچ میں اس خیال کو جھٹک
دیا کہ مارشل زاتورے اس پر اعتماد کرے گا اور اُسے علیحدگی میں بلا کر اس
سے یہ راز حاصل کرے گا اور اُسے انعام کے طور پر کے۔جی۔بی میں کوئی
اعلیٰ عہدہ بخش دے گا۔

عمران جان بوجھ کر یہ سب باتیں سوچ رہا تھا تاکہ اگر واقعی اس کا
ذہنی تجزیہ کیا جا رہا ہے تو یہ باتیں زاتورے تک پہنچ جائیں۔ اُسے
یقین تھا کہ مارشل زاتورے یقیناً اس چکر میں پھنس جائے گا۔ اور پھر

معاملات اس کے لئے آسان ہو جائیں گے۔

لیکن تقریباً ایک گھنٹے تک اس کی سوچ کے کوئی نتائج برآمد نہ ہوئے
اور عمران مایوس ہونے ہی لگا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور دس کے قریب
سٹین گنوں سے مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

"اے تم ہمارے ساتھ چلو ـــــ تمہیں چیف نے بلایا ہے اور سنو!
کوئی غلط حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ ورنہ ہمیں گولی مار
دینے کا حکم بھی ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے بڑے کرخت لہجے
میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے بھائی میں نے زندگی بھر کبھی کوئی غلط حرکت نہیں کی۔ اسی
وجہ سے تو اب تک کنوارہ ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مڑتے ہوئے
اپنے ساتھیوں کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا اور پھر مسلح افراد کے گھیرے
میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس
کی ترکیب کامیاب رہی تھی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ سب ایک کمرے کے دروازے
پر آ کر رک گئے۔ ان میں سے دو نے آگے بڑھ کر عمران کی مکمل تلاشی لی
لیکن عمران کے پاس کچھ ہوتا تو برآمد ہوتا۔ اس کے بعد اُسے دروازے کے
اندر دھکیل دیا گیا۔

"آؤ آؤ نوجوان" ـــــ کمرے میں پہنچتے ہی مارشل زاتورے کی آواز
گونجی۔ اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"بب ـــ بب ـــ بہتر جناب! ـــ مگر جناب میں نے تو سچ بولا

تھا جناب" ——— عمران نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم گھبراؤ نہیں ——— ہم نے ایک اور فیصلہ کیا ہے ——— اگر تم ہمارا ساتھ خلوص دل سے دینے پر تیار ہو جاؤ تو ہم تمہاری توقع سے بھی زیادہ انعام دیں گے" ——— مارشل زاتورے نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

" جی انعام! ——— جی بہت شکریہ ——— مجھے کوئی اچھی سی گھڑی دلا دیجئے ——— میری گھڑی بہت پرانی ہو چکی ہے ——— کئی بار ڈیڈی کو کہا ہے مگر وہ سنتے ہی نہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

" سنو نوجوان! ——— ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ اگر تم کے۔ جی۔ بی کا ساتھ دینے کا وعدہ کرو تو ہم کے۔ جی۔ بی کی فارن سروس میں تمہیں ایک اچھا اور باوقار عہدہ دینے پر تیار ہیں" ——— مارشل زاتورے نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے میٹھے لہجے میں کہا۔

" کے۔ جی۔ بی میں عہدہ ——— یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ——— میں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں" ——— عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے مارشل زاتورے کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

" سچ سچ بتاؤ ——— کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اپنے تعلق سے مطمئن ہو" ——— مارشل زاتورے نے کہا۔

" ج ——— ج ——— جی ہاں ——— جی ——— ہاں" ——— عمران نے یوں جھجکتے ہوئے اور ہکلاتے ہوئے کہا جیسے وہ زبردستی اقرار کر رہا ہو۔

" تمہارا جواب بتا رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے ——— سنو! کے۔ جی۔ بی دنیا کی طاقتور ترین تنظیم ہے ——— اس سے متعلق آدمی ہر لحاظ سے طاقتور اور محفوظ زندگی گزارتا ہے اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ ہم تمہیں کے جی بی میں اعلیٰ عہدے کی پیشکش کر رہے ہیں ——— ورنہ دنیا کے نامی گرامی جاسوس اس حسرت میں مر جاتے ہیں ——— لیکن کے۔ جی۔ بی انہیں گھاس نہیں ڈالتی" مارشل زاتورے نے کہا۔

" جی ——— جی ——— مگر آپ مجھ پر اعتماد نہیں کریں گے" ——— عمران نے جھجکتے ہوئے کہا۔

" نہیں! ——— ہمیں انسانوں کو پہچاننے کا سلیقہ آتا ہے ——— ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے کہ تم سچے اور کھرے آدمی ہو ——— اور پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ کے۔ جی۔ بی کو دھوکہ دینے والا ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا" ——— مارشل زاتورے نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

" جی ——— میں سمجھتا ہوں ——— لیکن آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں" ——— ؟ عمران نے اس بار نیم رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" سنو! ——— میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس مشن کو ہر قیمت پر ناکام بنانا چاہتا ہوں ——— اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کام میں ہماری امداد کرو" ——— مارشل زاتورے نے کہا۔

" مگر جناب! ——— میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں ——— میں تو قید ہوں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" پہلے تم بتاؤ کہ تم ہماری کیا امداد کر سکتے ہو" ——— ؟ مارشل زاتورے

نے بات بدلتے ہوتے کہا۔

"جناب اگر آپ وعدہ کریں کہ آپ واقعی مجھے کے۔ جی۔ بی میں رکھ لیں گے تو یقین کیجئے میں آپ کی ایسی امداد کر سکتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیشہ کے لئے سر پیٹتی رہ جائے" ——— عمران نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں ——— اور تم یقین جانو مارشل زاتورے کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا" ——— مارشل زاتورے نے بھاری لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— مجھے آپ کے وعدے پر یقین آگیا ہے اب میری تمام ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں ——— حکم فرمایئے" ——— عمران نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے سے بے پناہ خلوص ٹپک رہا تھا۔

"تو پھر مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ یہاں تمہارا مشن کیا ہے ——— تم کیا لائحہ عمل بنا کر نکلے ہو" ——— مارشل زاتورے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب! ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے ——— جو کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا ——— حتیٰ کہ صدر مملکت بھی اسے چہرے سے نہیں پہچانتے ——— وہ صرف غیبی آواز ہے اور میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا تھا کہ ایکسٹو نے سیکرٹ سروس کے دو ورکنگ گروپ بناتے ہوتے ہیں جن میں سے ایک اصل سیکرٹ سروس ہے اور دوسرا اس کی ہو بہو نقل ہے ——— اسے کوڈ گروپ کہا جاتا ہے ——— ایکسٹو کا مشن جہاں تک مجھے علم ہے آپ کے ملک میں مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی تباہی ہے ——— وہ کبھی اپنے منصوبے کی تفصیلات تو نہیں بتاتا لیکن

مجھے اصل علی عمران سے اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس نے دونوں گروپوں کو علیحدہ علیحدہ روسیاہ میں بھیجا ہے ——— کوڈ گروپ کو ہدایت دی گئی کہ نارکان پہاڑیوں سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ زوگاناش میں زیر زمین کارخانے کو تباہ کرنا ہے ——— اور اس کے ساتھ ہی اصلی گروپ کو یہاں کے کسی جزیرے میں پہنچنے کی ہدایات تھیں" ——— عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کس جزیرے میں" ——— ؟ مارشل زاتورے نے چونک کر پوچھا۔

"تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے ——— بہر حال یہاں جزیرہ ہے ——— ویسے بائی دی وے یہاں کتنے جزیرے ہیں" ——— عمران نے بڑے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"دو جزیرے ہیں ——— جزیرہ ہیوما اور جزیرہ ساریما ——— کیوں" ——— ؟ مارشل زاتورے نے جواب دیا۔

"بس انہی دو جزیروں میں سے کسی ایک جزیرے میں وہ گئے ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم ——— آپ بہتر جانتے ہوں گے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن وہ ساریما نہیں پہنچے ——— میں نے ابھی وہاں سے رپورٹ حاصل کی ہے ——— آخر وہ انسان ہیں کوئی مافوق الفطرت چیزیں تو نہیں ہیں کہ ان کی موجودگی کا کسی کو پتہ بھی نہ چلتا" ——— مارشل زاتورے کا لہجہ پہلی بار بگڑ گیا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ ساریما کی بجائے ہیوما میں گئے ہوں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"نہیں ہیوما میں کیا رکھا ہے ــــ اصل کارخانہ تو ساریما میں ہے۔ ہیوما میں تو سوائے مچھلیوں کے فارموں کے اور کیا ہے" ــــ مارشل زاتورے جوش میں آکر عمران کی مرضی کے مطابق جواب دیتا گیا اور اس کے جواب سے پہلی بار عمران کو یہ پتہ چلا کہ جو چکر وہ مارشل زاتورے سے چلا رہا ہے یعنی اصل اور نقل کا ــــ وہ مارشل زاتورے پہلے ہی چلا چکا ہے کہ اصل کارخانہ تو جزیرہ ساریما میں بنایا گیا ہے اور اس کی نقل قصبہ زوگاناش میں ــــ اور جب سے مارشل زاتورے عمران کے منہ سے جزیرے کا لفظ سن کر چونکا تھا۔ عمران اسی چکر میں تھا کہ وہ کس طرح اصل بات کا کھوج نکالے اور اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"سر! ــ آپ اجازت دیں تو میں جزیرے میں جا کر اصل گروپ کا کھوج نکلوا کر پکڑوا دوں" ــــ عمران نے چند لمحوں بعد ڈرتے ڈرتے کہا۔

"نہیں! ــ ہم کسی کو اس جزیرے کے قریب جانے کی اجازت نہیں دے سکتے ــــ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اصل گروپ کا کیا پروگرام تھا وہ کس طرح کام کریں گے ــــ ؟ اور دوسری بات یہ کہ تم ان سے کسی طرح بھی رابطہ قائم کرو ــ تمہارے درمیان ضرور کوئی نہ کوئی رابطہ قائم کرنے کا سلسلہ ہو گا" ــــ مارشل زاتورے نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس کے سوا اور کوئی معلومات نہیں ہیں" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر چھٹی کرو ــ تم مجھ سے ضرورت سے زیادہ معلومات حاصل کر چکے ہو ــــ اور دوسری بات یہ کہ تمہارا وجود میرے لئے بیکار ہے"۔ مارشل زاتورے نے اچانک بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ

تیزی سے میز کے کنارے کی طرف بڑھا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا، عمران نے اچانک کرسی سے چھلانگ لگائی اور وہ مارشل زاتورے کو کرسی سے گھسیٹتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

مارشل زاتورے نے نیچے گرتے ہی اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور عمران جو باوجود لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر ہونے کے اڑتا ہوا کمرے کے عین درمیان میں کمر کے بل جا گرا۔ اور پھر دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔

مارشل زاتورے نے اٹھتے ہی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے عمران پر فائر کھول دیا۔ مگر عمران نے انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ بدل لی اور گولی اسے چھو نہ سکی۔ مارشل زاتورے پے در پے فائر کرتا چلا گیا۔ مگر عمران کا جسم تو بجلی بنا ہوا تھا۔ سنگ آرٹ کی وجہ سے ایک گولی بھی اسے نہ چھو سکی۔

اور پھر جیسے ہی عمران نے مارشل زاتورے کے ریوالور سے ٹرچ کی آواز سنی۔ اس نے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگا دی۔ مارشل زاتورے نے جھکائی دے کر ایک طرف ہٹنا چاہا۔ مگر عمران نے فضا میں ہی اپنا رخ موڑ لیا اور وہ پوری قوت سے مارشل زاتورے کے جسم سے ٹکرایا اور مارشل زاتورے چیختا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

عمران نے اس بار اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکریں جما دیں اور مارشل زاتورے کی ناک سے خون کا فوارہ سا بہہ نکلا۔ مگر مارشل زاتورے کے جسم میں عمران کی توقع سے

کہیں زیادہ طاقت تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں گھٹنے موڑے
اور پوری قوت سے عمران کے جسم کے نچلے حصّے پر مارے۔ یہ ضرب اتنی
زوردار اور قوت سے پڑی تھی کہ عمران جیسے آدمی کو بھی اچھل کر پیچھے ہٹنا
پڑا۔ عمران کا جسم درد کی شدت سے دوہرا ہوتا چلا گیا۔

عمران کے پیچھے ہٹتے ہی مارشل زاتورے اچھل کر میز پر جا گرا اور
دوسرے لمحے اس نے ہاتھ سے میز کے کنارے کے اندر لگا ہوا خفیہ
بٹن دبا دیا۔

اسی لمحے عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے مارشل زاتورے
کے جسم کو اپنے دونوں بازوؤں میں جکڑ کر اٹھا لیا۔ مارشل زاتورے نے
ایڑیوں کی پشت ایک بار پھر عمران کی ٹانگوں پر مارنی چاہی لیکن عمران
نے اپنے قدم پیچھے ہٹا لئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر کی ٹکر
مارشل زاتورے کے سر کی پشت پر پوری قوت سے ماری اور مارشل
زاتورے کا جسم ایک لمحے کے لئے ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اور اسی لمحے سے
فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران نے ایک بازو مارشل زاتورے کی گردن کے
گرد لپیٹ کر زور سے جھٹکا دیا اور مارشل زاتورے کے حلق سے بے اختیار
چیخ نکل گئی۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور پانچ مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں
اٹھائے تیزی سے داخل ہوئے۔ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی مشین
گنیں سیدھی کر لیں۔

"خبردار! ۔۔۔ اگر تم نے فائر کیا تو تمہارا چیف ابھی لاش میں تبدیل
ہو جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے زور سے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے

کہا اور مارشل زاتورے کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔

مشین گن بردار بھی جھجک کر رک گئے۔ کیونکہ اگر وہ فائر کھولتے تو نشانہ
مارشل زاتورے ہی بنتا۔ عمران تو اس کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ مارشل زاتورے
نے اپنے جسم کی طاقت کو آزماتے ہوئے اچانک جھٹکا دے کر عمران
کو اٹھا کر آگے کی طرف پھینکنے کی کوشش کی۔ یہ بات اپنی جگہ درست تھی
کہ مارشل زاتورے کے جسم میں بے پناہ طاقت موجود تھی اور وہ کسی عام آدمی کے
بس کا روگ بھی نہ تھا لیکن مقابل عمران جیسا آدمی تھا۔ اس لئے باوجود
کوشش کے وہ عمران کے قدم زمین سے نہ اکھاڑ سکا۔ البتہ عمران نے
اس کے گلے میں حمائل بازو کی گرفت اور زیادہ سخت کر دی اور مارشل کا چہرہ
بگڑتا چلا گیا۔ اس کا سانس رکنے لگا تھا۔ اس کا جسم بے اختیار ڈھیلا
پڑتا چلا گیا۔

"میرے ساتھیوں کو یہاں منگواؤ ۔۔۔ جلدی ۔۔۔ ورنہ میں تمہاری گردن
ایک ہی جھٹکے سے توڑ دوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے گرفت اور زیادہ سخت
کرتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور مارشل زاتورے کا جسم سخت
ترین گرفت کی وجہ سے بری طرح پھڑپھڑانے لگا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو! ۔۔۔ میں بلاتا ہوں" ۔۔۔۔ مارشل زاتورے نے
ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے گرفت قدرے ڈھیلی کر دی۔

"اس کے ساتھیوں کو یہاں لے آؤ" ۔۔۔۔ مارشل زاتورے نے
مشین گن برداروں سے کہا۔

"اور سنو! ۔۔۔ اگر میرے کسی ساتھی کو خراش بھی آئی تو میں اس ہیڈ کوارٹر
کو جہنم بنا کر رکھ دوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"جج — جاؤ — حکم کی تعمیل کرو" ——— مارشل نے بھی عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا اور ان میں سے دو افراد مڑ کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر چار پانچ ادھیڑ عمر آدمی اور نوجوان بڑی پریشانی کے عالم میں اندر داخل ہوئے۔ یہ وہی لوگ تھے جو اس وقت کرسیوں پر بیٹھے ہوتے تھے جب عمران کو کرسی پر جکڑ کر اس سے سوال جواب کئے جا رہے تھے۔ اندر آتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔

"خبردار — اگر کسی نے کوئی چالاکی کھیلنے کی کوشش کی تو میں تمہارے مارشل کی گردن توڑ ڈالوں گا" ——— عمران نے ان کے اندر آتے ہی چیخ کر کہا۔

اور وہ سب حیرت سے اس صورت حال کو دیکھتے رہ گئے۔

"ایک بڑے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کیا جائے ——— لیکن اسکی ساخت سادہ ہونی چاہیئے ——— اس کی ٹینکی پٹرول سے بھری ہوئی ہو — میں مارشل کو اپنے ہمراہ لے جاؤں گا ——— یہ میرا وعدہ ہے کہ اگر میرے حکم کی تعمیل ٹھیک طور پہ کی گئی تو میں مارشل زاتورے کو ہیڈ کوارٹر سے باہر چھوڑ دونگا" ——— عمران نے غراتے ہوئے بھیڑیئے کی سی آواز میں کہا۔

"جو یہ کہہ رہے ہیں وہ کرو ——— جلدی" ——— مارشل زاتورے نے عمران کا فقرہ ختم ہوتے ہی گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور ان میں سے دو تیزی سے مڑے اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی ہاتھوں کو سر سے بلند کئے ہوئے

کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کی پشتوں سے مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔

"ایکشن" ——— اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا اور کمرے کی صورتحال کو دیکھتے ہوتے اور عمران کا کوڈ لفظ سنتے ہی وہ سب انتہائی تیزی سے پلٹے اور دوسرے لمحے مسلح افراد کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئیں۔ البتہ ایک مشین گن بردار اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس نے فائر کھولنے کی کوشش کی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا کیپٹن شکیل نے فائر کھول دیا۔ اور نتیجہ میں اس مسلح آدمی کے ساتھ ساتھ چار اور بھی چیختے ہوئے زمین بوس ہو گئے۔

باقی افراد تیزی سے دوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب کمرے میں صرف عمران، اس کے ساتھی اور مارشل زاتورے رہ گئے۔

"اس کی تلاشی لو صفدر" ——— عمران نے چیخ کر صفدر سے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر مارشل زاتورے کی مکمل تلاشی لے ڈالی۔ مگر اس کی جیبوں سے کچھ برآمد نہ ہوا۔ اور عمران نے ایک جھٹکا دیکر اسے آگے کی طرف دھکیل دیا۔ دوسرے لمحے اس کی طرف چار مشین گنیں اٹھ گئیں۔

"تت — تم بچ کر نہیں نکل سکتے ——— یہ کے۔جی۔بی کا ہیڈ کوارٹر ہے" مارشل زاتورے نے اپنے گلے کو تیزی سے مسلتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے اور ندامت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"ہم چاہیں تو ایک لمحے میں تمہارے پورے ہیڈ کوارٹر کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتے ہیں مارشل" ——— عمران نے غراتے ہوئے جواب دیا اور مارشل بے بسی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹتا رہ گیا۔

"ہیلی کاپٹر تیار ہے" ——— اچانک کمرے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"اندر آکر بات کرو" ـــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ایک ادھیڑ عمر نے ایک لمحے کے لئے اندر جھانکا اور پھر وہ جھجکتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"سنو! ـــ کسی قسم کا دھوکہ برداشت نہیں کیا جائے گا ـــ ہم تو ہر لمحے مرنے کے لئے تیار ہیں ـــ لیکن اگر تم نے ذرا برابر بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی تو نہ صرف مارشل زاتورے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا ـــ بلکہ تمہارا پورا ہیڈ کوارٹر بھی راکھ کا ڈھیر بن جائے گا ـــ اگر یقین نہ آئے تو دیکھو! ـــ میرے ہاتھ میں جدید ترین میکنار بم ہے۔ اس کی طاقت کو تم اچھی طرح جانتے ہو" ـــــ عمران نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔

اور مارشل زاتورے اور آنے والے دونوں کی آنکھیں عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک پتلی سی پٹی کو دیکھتے ہی خوف سے چوڑی ہوتی گئیں وہ میکنار بم کی طاقت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ یہ تباہی کے معاملے میں کسی طور پر بھی ایٹم بم سے کم نہ تھا۔

"مم مگر تمہاری یہاں آنے سے پہلے تلاشی لی گئی تھی" ـــــ مارشل نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری جدید ترین مشینیں بھی میری چھپائی ہوئی چیزوں کو چیک نہیں کر سکتیں مارشل! ـــ انسان کی تو مجال ہی کیا ہے ـــ یہ میرے کالر میں چھپا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کالر کھول کر دیکھنے سے تو تم رہے ـــ اور پھر میں نے اس پر فلائین کی تہہ چڑھائی ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ فلائین کی تہہ سے جدید ترین چیکنگ ریز بھی نہیں گزر سکتیں۔ اس لئے یہ تمہاری مشینوں اور آدمیوں سے چھپا رہا" ـــــ عمران نے اس طرح سمجھاتے ہوئے کہا جیسے کلاس ٹیچر بچوں کو سبق سکھاتے ہیں۔

"ٹھیک ہے ـــ تم بے فکر رہو ـــ سب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہوگا" ـــــ مارشل زاتورے نے کہا اور عمران طنزیہ انداز میں مسکرا دیا۔

"الیون تھرٹی! ـــ تم مشین گن لے کر آگے چلو ـــ اس کے بعد مارشل ہوگا ـــ مارشل کے دائیں بائیں صفدر اور کیپٹن شکیل ہوں گے اس کے بعد تنویر۔ نعمانی اور چوہان چلیں گے ـــ اور سب سے آخر میں صدیقی اور میں رہیں گے" ـــــ عمران نے اس طرح ترتیب دینی شروع کر دی جیسے وہ پریڈ کرنے کے لئے جا رہے ہوں۔ اور پھر عمران کی ہدایت کے مطابق جلوس اسی ترتیب میں کمرے سے باہر آیا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی آگے راہنمائی کر رہا تھا۔ جب کہ بے شمار مسلح افراد دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ لیکن ان سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔

عمران اور صدیقی اس انداز میں چل رہے تھے کہ پیچھے کا بھی خیال رکھ سکیں۔ عمران محسوس کر رہا تھا کہ پورے ہیڈ کوارٹر میں زبردست ہلچل مچی ہوئی تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ مارشل زاتورے کی ذات اور میکنار بم کی وجہ سے وہ آسانی سے ان پر ہاتھ نہ ڈالیں گے۔ اُسے بس اتنا خطرہ تھا کہ وہ انہیں کسی ایسی راہداری میں نہ لے جائیں جہاں سے ان پر سلینیم فائر جیسی روشنی ڈال کر انہیں دوبارہ مفلوج نہ کر دیں۔ اس لئے اس نے میکنار بم کی دھمکی دی تھی۔ پھر بھی خدشہ بہرحال اس کے ذہن

میں موجود تھا۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر ایک وسیع چھت پر پہنچ گئے۔

چھت پر ایک کافی بڑا ہیلی کاپٹر کھڑا ہوا تھا اور ہیلی کاپٹر کے گرد دس بارہ مسلح افراد موجود تھے۔ لیکن وہ سب ہیلی کاپٹر سے کافی فاصلے پر کھڑے ہوتے تھے۔

"صفدر! — تم جا کر ہیلی کاپٹر کو اچھی طرح چیک کرو — پٹرول بھی چیک کرنا" — عمران نے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس جلوس سے علیحدہ ہو کر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے دروازے میں داخل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد صفدر ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"سب اوکے ہے — ٹینکی بھی پٹرول سے بھری ہوئی ہے"۔ صفدر نے نیچے اتر کر کہا۔

"ٹھیک ہے — مارشل زاتورے! — آگے بڑھو اور ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ" — عمران نے غراتے ہوئے کہا اور مارشل زاتورے کے پیچھے موجود تنویر۔ نعمانی اور چوہان نے مشین گنوں کے ٹھوکے دے کر مارشل زاتورے کو ہیلی کاپٹر پر چڑھنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد باری باری وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

عمران کے کہنے پر الیون تھرٹی نے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور اس کا انجن اسٹارٹ کر دیا۔

"میری بات اچھی طرح سن لو — میں اپنے وعدے پر قائم ہوں اگر تم نے کوئی گڑبڑ نہ کی تو میں مارشل کو ہیڈ کوارٹر سے دور کہیں نہ کہیں زمین پر اتار دوں گا — لیکن اگر تم نے گڑبڑ کی تو پھر مارشل اپنی جان سے چلا جائے گا" — عمران نے تلخ لہجے میں وہاں موجود افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا اور الیون تھرٹی جس نے پہلے ہی انجن چلا دیا تھا، عمران کے سوار ہوتے ہی ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرتا چلا گیا۔

ھیڈ کوارٹر کے مین آپریشن روم میں ہنگامی حالات جیسی صورت ہو رہی تھی۔ میز کے گرد چار ادھیڑ عمر سامنے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر رکھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بڑی سی مشین چل رہی تھی اور اس کے اوپر لگی ہوئی ایک سکرین روشن تھی۔ جس پر وہ ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

تمام ملک کے ہوائی اڈوں ـــــ سی۔ وی سنٹروں ـــــ اور ہنگامی مراکز کو چوکنا کر دیا گیا تھا کہ وہ اس ہیلی کاپٹر کو ہر صورت میں نگاہ میں رکھیں۔

"اب صرف مسئلہ مارشل کا اس ہیلی کاپٹر سے نکلنے کا ہے ـــــ اگر مارشل کسی طرح ہیلی کاپٹر سے زندہ باہر نکل آئے تو ہم ایک لمحے میں اس ہیلی کاپٹر کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتے ہیں" ـــــ ایک ادھیڑ عمر شخص نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"مگر کس طرح ـــــ ؟ مارشل کو کس طرح ان کے پنجے سے رہائی دلائی جائے ـــــ ؟ جب تک مارشل اس میں موجود ہے۔ ہم بے بسی

ہیں سوائے اسے دیکھنے کے اور کیا کر سکتے ہیں ـــــ کوئی تجویز سوچو۔ کوئی ترکیب سوچو" ـــــ دوسرے ادھیڑ عمر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہ ہم سیلینم فائر کر کے انہیں مفلوج کر دیں" ـــــ ؟ ایک اور نے کہا۔

"احمق مت بنو ـــــ سیلینم فائر صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب سیلینم چادریں ہیلی کاپٹر کے گرد موجود ہوں" ـــــ دوسرے نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"آخر کہیں تو پٹرول ختم ہو گا ـــــ یہ ہیلی کاپٹر جیسے ہی پٹرول لینے کے لئے نیچے اترے ـــــ گوریلا کارروائی کر کے مارشل کو چھڑا لیا جائے"۔ ایک نے تجویز پیش کی۔

"نہیں! ـــــ اس کے پاس میکنا بم ہے ـــــ وہ ایک لمحے میں ہی سب کو تباہ کر دے گا" ـــــ باقی سب نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتے، اچانک وہ سکرین پر یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ ہیلی کاپٹر نیچے اتر رہا ہے۔

"وہ لوگ اتر رہے ہیں" ـــــ سب نے بیک وقت چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو بنجر میدان ہے ـــــ وہ یہاں کیوں اتر رہے ہیں"۔ ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس بات پر تبصرہ کرتا، ہیلی کاپٹر زمین پر اتر گیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر میں سے ایک آدمی کو باہر دھکیل

دیا گیا۔

" ارے یہ تو مارشل ہے ___ وہ احمق اپنا وعدہ پورا کر رہے ہیں۔
زندہ باد" ___ وہ سب مارشل کو باہر نکلتے دیکھ کر خوشی سے چیخ
پڑے۔

مارشل کو باہر دھکیلتے ہی ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا

" احمق کہیں کے! ___ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے زندہ رہ سکتے
ہیں" ___ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ ٹرانسمیٹر
پر جھک گیا۔ اس نے اس کا بٹن آن کیا۔

" ہیلو ___ ہیلو ___ کے۔ جی۔ بی ہیڈ کوارٹر کالنگ ڈیفنس بیس نمبر
تھری۔ اوور" ___ اُدھیڑ عمر بار بار چیخ کر فقرہ دوہرا رہا تھا۔

" یس ___ بیس نمبر تھری۔ اوور" ___ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے
آواز سنائی دی۔

" تم مطلوبہ ہیلی کاپٹر کو چیک کر رہے ہو ___؟ وہ تمہارے ایریئے
میں ہے۔ اوور" ___ ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے میں کہا۔

" یس سر! ___ ابھی ہیلی کاپٹر نیچے اتر کر دوبارہ فضا میں بلند ہوا ہے
ہم اسے راڈار پر چیک کر رہے ہیں۔ اوور" ___ دوسری طرف سے
جواب دیا گیا۔

" ہاں ___ اس نے مارشل زاتورے کو نیچے چھوڑا ہے ___ اس لئے
اب اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا جا سکتا ہے ___ اسے فوری طور پر کوبرا میزائل
سے فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے ___ اور مارشل زاتورے کو اس
پوائنٹ سے اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے۔ اوور" ___ اُدھیڑ عمر

نے چیخ کر اپنا حکم نافذ کرتے ہوئے کہا۔

" سر! ___ میزائل فائر کرنا ناممکن ہے ___ اس کے لئے صدر
مملکت کے براہِ راست احکامات ضروری ہیں ___ اس لئے اس کی بجائے
ہم جنگی جہازوں کے ذریعے اس ہیلی کاپٹر کو ایک لمحے میں تباہ کر
سکتے ہیں۔ اوور" ___ دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں
جواب دیا گیا۔

" کچھ بھی کرو ___ اس ہیلی کاپٹر کو فوری طور پر تباہ ہونا چاہیئے۔
کسی بھی طریقے سے ___ کسی بھی انداز میں۔ اوور" ___ ادھیڑ عمر نے
چیختے ہوئے کہا۔

" بہتر سر! ___ ابھی حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اوور" ___ دوسری
طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوور اینڈ آل" ___ اُدھیڑ عمر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب ان
سب کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا صاف
دکھائی دے رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی سکرین پر جنگی طیاروں کا ایک اسکواڈرن اڑتا نظر آیا۔
اور ہیلی کاپٹر کے گرد پھیلتا چلا گیا۔ اور پھر دوسرے لمحے سکرین پر جنگی طیاروں
سے نکلنے والے چھوٹے میزائل ہیلی کاپٹر کی طرف لپکتے دکھائی دیتے اور پھر
سکرین پر تیز روشنی پھیل گئی اور پھر یکدم سکرین تاریک ہو گئی۔

" وہ مارا ___ ہیلی کاپٹر ہٹ ہو گیا ہے ___ احمق کہیں کے۔ مارشل
کو نیچے اتار کر انہوں نے اپنی موت خود خرید لی ہے" ___ ان سب نے
خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی تیز

آوازیں نکلنے لگیں اور اسی اُدھیڑ عمر نے جس نے فائرنگ کا حکم دیا تھا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو بیس تھری کالنگ اوور" ــــ بٹن آن ہوتے ہی وہی پہلے والی آواز گونجی۔

"یس۔ کے۔ جی۔ بی ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ــــ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی ہٹ کر دیا گیا ہے ــــ اس کے پرخچے اڑ گئے ہیں۔ ــــ مارشل کو لینے کے لئے جیپ بھیج دی گئی ہے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویری گڈ! ــــ آپ کی کارکردگی واقعی قابل تعریف رہی ہے ــــ ہم مارشل کا انتظار کر رہے ہیں ــــ انہیں فوراً پہنچایا جائے۔ اوور" ــــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"بہتر سر! ــــ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ادھیڑ عمر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اور پھر وہ سب اٹھ کر بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے مین آپریشن روم سے نکلتے چلے گئے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے بحران کو ٹال دیا تھا اس لئے ان کے چہرے مسرت اور فتح سے جگمگا رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے ہی عمران نے بڑی پھرتی سے اپنی قمیض کو الٹا کر کے اس نے اس کے بازو کی سلائی ادھیڑنی شروع کر دی۔ باقی ممبرز اور مارشل حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

عمران نے بازو کی اندرونی طرف سے زرد رنگ کے کپڑے کی بڑی بڑی پٹیاں کھینچنا شروع کر دیں۔ یہ پٹیاں تعداد میں چار تھیں، پھر اس نے ان پٹیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور اس کے بعد اس نے قمیض دوبارہ پہن لی اور ایک پٹی کو اس نے اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ یہ پٹی اس طرح کلائی کے گرد لپٹتی چلی گئی جیسے اس کے نیچے گوند لگی ہوئی ہو۔ اس کے بعد عمران نے یہی پٹی ہر ممبر کی کلائی پر چپکا دی۔

"یہ کیا چیز ہے عمران صاحب" ــــ؟ الیون تھرٹی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ بارود کی پٹی ہے ــــ اس کی موجودگی میں کوئی گولی تم پر اثر نہ کرے

گی" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے سب ساتھی دھیرے سے مسکرا دیئے جب کہ الیون تھرٹی حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پیٹی کو دیکھنے لگا۔ لیکن اس نے مزید کوئی تبصرہ نہ کیا۔

"مارشل! ___ کیوں نہ تمہیں گولی مار کر نیچے پھینک دیا جائے" ___ عمران نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے ___ اب میں تمہارے بس میں ہوں ___ تم جو چاہو کر سکتے ہو" ___ مارشل نے کھردرے لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ! ___ مجھے تمہاری یہ بہادری پسند آئی ہے ___ اس لئے اب میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا ___ الیون تھرٹی! ہیلی کاپٹر کو کسی بڑے شہر کے قریب اتار دینا۔ تاکہ مارشل اطمینان و آرام سے اپنے ہیڈ کوارٹر واپس جا سکے" ___ عمران نے الیون تھرٹی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے قریب تو تارتو شہر ہے ___ خاصا بڑا شہر ہے" ___ الیون تھرٹی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے ___ اس کے قریب اتار دینا تاکہ مارشل کو اتارا جا سکے" ___ عمران نے کہا۔

"کیوں نہ اسے بطور یرغمال ساتھ رکھا جائے" ___ تنویر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ___ ہم اس زندہ لاش کو کہاں اٹھائے پھریں ___ پھر باقی تمام عمر ہم نے ہیلی کاپٹر میں تو نہیں گزارنی" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ہم شہر سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں" ___ اچانک الیون تھرٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ یہیں اتار دو" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور الیون تھرٹی نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کے پیڈز زمین پر ٹک گئے۔

"چلو مارشل باہر نکلو ___ اور دیکھو! ___ پاکیشیائی اپنا وعدہ کس طرح پورا کرتے ہیں" ___ عمران نے مارشل کو ہیلی کاپٹر سے باہر دھکیلتے ہوئے کہا اور مارشل اچھل کر ہیلی کاپٹر سے باہر نکل گیا۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت کے تاثرات تھے۔ شائد یہ بات اس کی توقع کے بالکل خلاف تھی کہ یہ لوگ اس طرح اسے زندہ چھوڑ دیں گے۔

مارشل کے باہر جاتے ہی عمران کے اشارے پر الیون تھرٹی نے ہیلی کاپٹر کو دوبارہ فضا میں بلند کر لیا۔

"تم سب نیچے چھلانگیں لگانے کے لئے تیار ہو جاؤ ___ الیون تھرٹی! تم پیچھے ہٹ آؤ ___ میں ہیلی کاپٹر کو خودکار پرواز پر سیٹ کرتا ہوں" ___ عمران نے پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس وقت ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر جا کر آگے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

"مگر ہمارے پاس تو پیراشوٹ نہیں ہیں" ___ سب ممبروں نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"پرواہ نہ کرو ___ پیرا ٹروپنگ جمپ لگانا ہوگا ___ میں ہیلی کاپٹر کو چند لمحوں کے لئے نیچے لے جاؤں گا" ___ عمران نے کہا اور اسی لمحے عمران نے الیون تھرٹی کی جگہ پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ اور پھر وہ

اس کے انجن پر جھک گیا۔

ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہی عمران نے دیکھ لیا تھا کہ اس میں خودکار پرواز کا سسٹم موجود ہے اس لئے وہ مطمئن تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے خودکار پرواز کا سسٹم ایڈجسٹ کیا اور تیزی سے اس کا لائحہ عمل ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اس نے چند لمحوں بعد ہی مکمل ایڈجسٹمنٹ کر کے ہاتھ پیچھے ہٹا لئے۔

اب ہیلی کاپٹر خودکار پرواز کے تحت خود بخود اڑ رہا تھا اور پھر وہ سب نیچے کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کی بلندی تیزی سے گھٹتی چلی جا رہی تھی۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں کے پاس کھڑے تھے بغیر پیراشوٹ کے بلندی پر پرواز کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے نیچے سخت زمین پر چھلانگ لگانا بظاہر ایک ناممکن سی بات نظر آتی تھی۔ لیکن پیراٹروپنگ جمپ ایک خاص تکنیک کا نام تھا۔ اس سے چھلانگ لگانے کے بعد زمین پر پہلے گرنے والے کے ہاتھ چھوتے تھے اور ہاتھ زمین سے لگتے ہی وہ انتہائی تیز رفتاری سے قلابازی کھا جاتا۔ اور پھر اس وقت تک مسلسل قلابازیاں کھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا تھا۔ جب تک اس کا جسم معمول پر نہ آجاتا اور اس طرح بلندی سے بغیر پیراشوٹ چھلانگ لگانے کے باوجود انسان کے جسم پر خراش تک نہ آتی تھی۔ لیکن اس میں اگر ذرا بھی اندازے کی غلطی ہو جاتی تو پھر آدمی کی ہڈیاں تک سرمہ بن جاتی تھیں۔

ہیلی کاپٹر نیچے اترتا چلا جا رہا تھا اور وہ سب عمران کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ اس بات کا صرف اسے ہی علم تھا کہ کس بلندی تک پہنچ کر ہیلی کاپٹر نے دوبارہ اوپر اٹھنا ہے۔

پھر جب ہیلی کاپٹر سو فٹ کی بلندی پر پہنچا تو عمران نے "کود جاؤ" کا نعرہ لگایا اور پھر سب سے پہلے خود نیچے چھلانگ لگا دی اور اس کے بعد باقی سب بھی تیزی سے نیچے کودتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں الیون تھرٹی کودا تھا۔ اس وقت تک ہیلی کاپٹر مزید نیچے آچکا تھا اور اس کے کودتے ہی ہیلی کاپٹر نے ایک جھٹکا کھا کر دوبارہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا اس بار اس کی رفتار بے حد تیز تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دوبارہ خاصی بلندی پر پہنچ گیا۔

نیچے کودنے کے بعد وہ سب قلابازیاں کھاتے ہوئے کھلے میدان میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو گئے تھے۔

عمران کو الیون تھرٹی کی طرف سے فکر تھی۔ کیونکہ وہ اس کی صلاحیتوں کے متعلق کچھ زیادہ نہ جانتا تھا لیکن الیون تھرٹی نے بالکل صحیح چھلانگ لگائی تھی۔ اس سے پہلے عمران نے اس سے اس لئے پیراٹروپنگ جمپ کے متعلق پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی کیونکہ وہ ایک بہترین پائلٹ ثابت ہو رہا تھا اور عمران جانتا تھا کہ پائلٹ کورس میں سب سے زیادہ زور پیراٹروپنگ جمپ پر ہی دیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ الیون تھرٹی تو جمپ لگا کر قلابازیاں کھاتا دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر اب کافی بلندی پر جا کر آگے بڑھنے لگا تھا اور دوسرے لمحے وہ سب بری طرح چونک پڑے جب انہوں نے فضا میں جنگی جہازوں کی مہیب آواز گونجتی سنی۔

"درختوں کے نیچے ہو جاؤ" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب

تیزی سے درختوں کے نیچے ہوتے چلے گئے۔

جنگی جہازوں کا پورا اسکواڈرن فضا میں موجود تھا انہوں نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو گھیرا اور پھر ہر طرف سے اس پر میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر کے پرزے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ اور وہ سب سوچ رہے تھے کہ اگر انہیں کودنے میں چند منٹ مزید دیر ہو جاتی تو اس وقت ان کے جسموں کے ریزے بھی فضا میں ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی بکھر چکے ہوتے۔

"اگر آپ مارشل کو باہر نہ نکالتے تو وہ کبھی ہیلی کاپٹر کو اس طرح تباہ نہ کرتے ——— اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہیلی کاپٹر ان کی نظروں میں تھا" ——— صفدر نے کہا۔

"میں نے چھت میں مخصوص سوراخوں سے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس میں ویژن آئی فٹ کرنے کی گنجائش ہے ——— اور یقیناً انہوں نے ویژن آئی فٹ کی ہوئی ہو گی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ ہمیں کودتے ہوئے بھی انہوں نے دیکھا ہو گا۔ اور اب کسی بھی لمحے ان کی تیز رفتار جیپیں ہمیں گھیر سکتی ہیں" ——— الیون تھرٹی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ——— دراصل میں نے انہیں اپنے تعاقب سے جھٹکنے کے لئے یہ سارا دھندہ کیا تھا ——— اگر ہم مارشل کو نہ اتارتے تو وہ مسلسل ہمارے پیچھے لگے رہتے۔ مارشل کو اتارنے کے بعد ان کا پہلا کام یہی ہونا چاہیئے تھا کہ وہ ہمیں ہیلی کاپٹر سمیت فضا میں ہی تباہ کر

دیتے اور یہی انہوں نے کیا ——— اب مسئلہ صرف اتنا تھا کہ ہم چھلانگیں لگا کر ہیلی کاپٹر سے اتر جائیں اور انہیں اس بات کا پتہ نہ چلے ——— اس کے لئے میں نے زرد گرانک کاٹن کی پٹیاں استعمال کیں جو تم سب نے اپنی اپنی کلائیوں پر لپیٹی ہوئی ہیں ——— ان کی خصوصیت یہ ہے کہ جس زندہ جسم کے ساتھ لپٹی ہوئی ہو اس کے خون سے مل کر ایسی ریز اس کے گرد پھیلا دیتی ہیں جنہیں ویژن آئی کی مخصوص ریز کراس نہیں کر سکتیں اس لئے ان پٹیوں کے لپٹنے کے بعد ہم ان کی سکرین پر نظر نہیں آ سکتے۔ چنانچہ اب انہوں نے یہی سمجھ کر ہیلی کاپٹر تباہ کیا ہو گا کہ ہم اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی ختم ہو چکے ہیں" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں کی تسلی کے لئے اپنی فطرت کے خلاف پوری بات تفصیل اور وضاحت سے بتا دی اور وہ سب عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی کی کارکردگی پر بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو گئے۔

الیون تھرٹی تو اب عمران کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ عمران کی بجائے کسی مافوق الفطرت چیز کو دیکھ رہا ہو۔ عمران ہر مشکل سے مشکل وقت کو یوں ٹال دیتا تھا جیسے اس نے اس کے متعلق پہلے سے منصوبہ بنایا ہوا ہو۔ فارم کے تہہ خانے سے سرنگ لگانے سے لیکر اب ہیلی کاپٹر سے کودنے تک اس نے قدم قدم پر عمران کی بے پناہ ذہانت۔ پھرتی اور حاضر دماغی کو چیک کیا تھا۔ اس لئے اب اس کے رویہ اور لہجے میں عمران کے لئے عقیدت کا عنصر ابھر آیا تھا۔

"الیون تھرٹی! ——— پہلے تو یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے تاکہ یہ نمبر کا عذاب گلے سے نکلے ——— مجھے الیون تھرٹی کہتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے

جیسے میں جیل میں کھڑا قیدیوں کی حاضری لگا رہا ہوں" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ہرمن ہے" ـــــ الیون مقرٹی نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے دھرمن نہیں ہے ـــــ ورنہ مجھے خوامخواہ لاحول ولا پڑھنا پڑتا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس بار اس کی بات پر سوائے ہرمن کے باقی سب ہنس پڑے اور ہرمن ہونق بنا ان کی صورتیں دیکھتا رہ گیا۔

جب صفدر نے ہرمن کو بتایا کہ دھرمن شیطان کو کہتے ہیں اور لاحول پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے تو ہرمن بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا اب ہمیں جلد از جلد تارتو پہنچنا ہے ـــــ وہ لوگ ضرور یہاں ہماری لاشوں کے ٹکڑے چیک کرنے آئیں گے اور میں چاہتا ہوں اس وقت تک کسی پُرہجوم شہر میں گم ہو جائیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ سب بھی یکدم سنجیدہ ہو گئے۔

"تارتو یہاں سے شمال مشرق میں قریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ـــــ خاصا بڑا شہر ہے اور وہاں ایک ہوٹل میں ہمیں ہر قسم کی امداد مل سکتی ہے" ـــــ ہرمن نے کہا۔

"ہوٹل میں ! ـــــ مگر کیسے ـــــ ؟ یہاں کے ہوٹل تو حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ! ـــــ ہوتے تو حکومت کی ملکیت ہیں ـــــ لیکن وہاں تجربہ کار لوگوں کو مستقل طور پر منیجر رکھا جاتا ہے ـــــ ہوٹل ویرو کی منیجر مادام گاکیہ میری قریبی دوست ہے ـــــ اور خاص بات یہ کہ میں ایکسٹو کے مختلف

مشنز کے سلسلے میں اس سے مدد حاصل کرتا رہتا ہوں ـــــ اور آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ زوگا ناکش کے کارخانے کے متعلق بنیادی معلومات بھی اسی نے مہیا کی تھیں" ـــــ ہرمن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ! ـــــ پھر تو یہ بہت اچھا ہے ـــــ اب ہمیں جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے" ـــــ عمران نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ روسیاہ جیسے ملک میں اس قسم کی امداد کو بس تائید غیبی ہی کہا جا سکتا ہے۔

اور پھر وہ سب خاصی تیز رفتاری سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی سے اتر کر بڑی سڑک پر آ گئے۔

"یہاں سے ہمیں تارتو کے لئے بس مل سکتی ہے" ـــــ ہرمن نے کہا۔

"نہیں ـــــ اس طرح انہیں کلیو مل جائیگا ـــــ انہوں نے یقیناً ہماری لاشیں نہ پا کر ارد گرد کے علاقے میں تحقیقات کرنی ہے۔ اور ہماری تعداد ہمارا پیچھا نہ چھوڑ دے گی" ـــــ عمران نے کہا۔

"مگر جناب ! ـــــ بس کے بغیر تو ہم تارتو میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ورنہ چیکنگ سٹاف ہمیں پیدل آتے دیکھ کر روک لے گا ـــــ یہاں اس طرح پیدل شہر سے باہر نکلنے یا داخل ہونے کا رواج نہیں ـــــ یا تو اپنی سواری ہو ـــــ یا پھر بس کے ذریعے ہو سکتا ہے" ـــــ ہرمن نے جواب دیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے ـــــ اس کے سوا چارہ نہیں ہے ـــــ لیکن تم نے ہمیں ایسی جگہ اتارنا ہے جہاں خاصی بھیڑ بھاڑ بھی ہو۔ اور وہ جگہ ہوٹل سے کافی دور بھی ہو" ـــــ عمران نے اسے ہدایات

دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ ہم گرشنیکا روڈ پر اتر جائیں گے وہ تارتو کی مین روڈ ہے اور وہاں ہر وقت ہجوم رہتا ہے" ۔۔۔ ہرمن نے جواب دیا۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں دُور سے سُرخ رنگ کی ایک دیوہیکل بس آتی دکھائی دی۔ ہرمن نے آگے بڑھ کر انگوٹھے اور اُنگلی کو مخصوص انداز میں موڑ کر بس ڈرائیور کو اشارہ کیا۔ اس اشارے کا مطلب یہی تھا کہ وہ بس میں سفر کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ بس ان کے قریب آکر رُک گئی۔ اور وہ سب بس میں سوار ہو گئے۔ بس میں چند ہی سواریاں تھیں وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر بیٹھ گئے اور پھر ہرمن نے اٹھ کر گیٹ کے قریب لگے ہوئے ٹکٹ بکس میں چند سکّے ڈال کر ٹکٹیں نکالیں اور اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیں۔ بس خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور چند لمحوں بعد تارتو شہر کی عمارتیں نظر آنے لگ گئیں۔

جزیرہ سارئیما روسیاہ کے جنوب مغرب میں جمہوریہ پارنو سے ہٹ کر خلیج ایگا میں واقع تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جس کا بحری تعلق جمہوریہ پارنو سے مربوط تھا۔

سارئیما پر روسیاہی حکومت کی فوجی چھاؤنی قائم تھی۔ اور وہاں عام آدمی کسی بھی انداز میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ جزیرہ سارئیما میں زیرِ زمین مصنوعی انسان تیار کرنے والا عظیم الشان کارخانہ قائم کیا گیا تھا۔ اور یہ کارخانہ انتہائی خفیہ طور پر زیرِ زمین بنایا گیا تھا

جب یہ کارخانہ قائم کیا گیا تھا اس وقت حکومت روسیاہ کے پروگرام میں ایسے مصنوعی انسان تیار کرنا تھا جو مشکل ترین ٹارگٹس پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ فوج میں بھی اصل آدمیوں کی جگہ لے سکیں لیکن بعد میں یہ پروگرام بدل گیا اور ان انسانوں سے تخریب کا کام لینے کا منصوبہ بن

گیا۔ ان کا خیال تھا کہ ہر ملک خاص طور پر شوگران اور ایکریمیا میں بسنے
والے لوگوں جیسے مصنوعی انسان تیار کر کے وہاں پھیلا دیئے جائیں
گے تاکہ ان ملکوں کے اہم ٹارگٹ ہر وقت ان کے کنٹرول میں رہیں
اور انہیں وہاں عام انسان ہی سمجھا جائے۔ اب یہ پاکیشیا کی بدقسمتی
تھی کہ ابھی اس کارخانے نے پیداوار دینی شروع نہ کی تھی کہ دو طاقتوں
نے مشترکہ طور پر پاکیشیا کی تباہی کا منصوبہ تیار کر لیا اور اس طرح اس کارخانے
کی پیداوار کو سب سے پہلے پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جانا تھا۔
حکومت روسیاہ نے دراصل ایکریمین جاسوسوں کو ڈاج دینے کے
لیے یہ منصوبہ تیار کیا تھا کہ اصلی کارخانہ سارہیما میں بنائے جانے کے علاوہ
اس سے بالکل مخالف سمت میں کافی دور قصبہ زوگاناش میں بھی ایک نقلی
کارخانہ تیار کیا تھا۔ جزیرہ سارہیما میں اصلی کارخانے کو اس حد تک سیکرٹ
رکھا گیا تھا کہ سوائے چند اعلیٰ ترین حکام کے اور کسی کو اس کے متعلق علم نہ تھا
عام بات یہی اڑائی گئی تھی کہ یہ کارخانہ قصبہ زوگاناش میں ہی قائم کیا گیا
ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جرمن اور اس کے ساتھیوں نے بھی ایکسٹو کو یہی
اطلاع دی تھی کہ یہ کارخانہ قصبہ زوگاناش میں ہے اور عمران نے بھی
اس اطلاع کو سامنے رکھ کر قصبہ زوگاناش پہنچنے اور اس کارخانے کو
تباہ کرنے کا پلان بنایا تھا۔ اب یہ تو عمران کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے
مارشل زاتورے کے سامنے تھاورتا جزیرے کا لفظ کہہ دیا اور مارشل کے
چونکنے اور اچھلنے پر عمران چونک پڑا اور پھر اس نے اپنی ذہنی صلاحیتوں
کو بروئے کار لا کر اس سے اگلوا لیا کہ یہ کارخانہ دراصل جزیرہ سارہیما میں
ہے۔ ورنہ وہ صرف اس نقلی کارخانے کو تباہ کر کے واپس چلا جاتا اور یہ

میں پاکیشیا کی تباہی لازمی ہو جاتی۔
جزیرہ سارہیما کے گرد میگنٹ سٹیل کی ایک اونچی دیوار تعمیر کی گئی تھی اس
دیوار میں ایسے جدید ترین حفاظتی نظام سیٹ کئے گئے تھے کہ جزیرہ سے بیس
میل کے فاصلے تک چاروں طرف سمندر کی تہہ سے آسمان کی وسعتوں تک
ہر چیز کو نہ صرف چیک کیا جا سکتا تھا بلکہ اُسے کنٹرول بھی کیا جا سکتا تھا۔
جمہوریہ پارٹو سے مخصوص بحری جہاز ہی جزیرے تک آمدورفت کے
مخصوص ذرائع تھے اور ان جہازوں کو باقاعدہ سائنسی آلات سے چیک کیا
جاتا اور یہ جہاز بھی جزیرے سے چار میل کے فاصلے پر رُک جاتے اور پھر
جزیرہ سارہیما سے مخصوص کشتیاں وہاں بھیجی جاتیں جو ضروری سامان اور
آنے جانے والوں کو لے آتی اور لے جاتی تھیں۔
جزیرے کے گرد سمندر میں چار میل کے فاصلے تک انتہائی طاقتور
کاکلیم شعاعیں پھیلائی گئی تھیں۔ ان شعاعوں کے سرکل میں کوئی چیز
سوائے پانی کے داخل نہ ہو سکتی تھی حتیٰ کہ پانی کا کیڑا تک اندر داخل
نہ ہو سکتا تھا۔ صرف وہ مخصوص کشتیاں ہی اس میں چل سکتی تھیں جزیرے
کے درمیان میں ایک بہت بڑی عمارت تھی جسے کنٹرول سنٹر کے نام
سے پکارا جاتا تھا۔ یہاں وہ لوگ تھے جن کی وفاداری ہر لحاظ سے
شکوک سے بالاتر ہوتی تھی۔
کارخانے میں زیادہ تر خودکار مشینیں تھیں اور مشکل سے سو کے قریب
انسان اس میں کام کرتے تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو کبھی بھی جزیرے
سے باہر نہ جاتے تھے کیونکہ ان کا پیچھے کسی انسان سے کوئی رشتہ نہ تھا۔
غرضیکہ اس جزیرے کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنایا گیا تھا اور واقعی جس

طرح کا اس کارخانے کا حفاظتی نظام تھا اس لحاظ سے اسے ناقابلِ تسخیر
ہی سمجھا جا سکتا تھا۔

اس وقت کنٹرول روم میں ایک عجیب سی ہلچل مچی ہوئی تھی ہر شخص
بے حد چوکنا اور محتاط تھا کیونکہ کے۔ جی۔ بی کا چیف مارشل زاتورسے خود
وہاں آرہا تھا اور چونکہ جزیرے کے حفاظتی نظام کا سربراہ براہ راست مارشل
زاتورسے ہی تھا اور دوسری بات یہ کہ مارشل زاتورسے کی فطرت سے وہ
لوگ اچھی طرح واقف تھے کہ وہ معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتا
تھا اور اس کی لغت میں معافی کا لفظ ہی نہ تھا۔

ابھی دو گھنٹے قبل ہی مارشل کی آمد کی اچانک اطلاع ملی تھی اور
اس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی وہ سب چوکنے ہو گئے تھے تمام مشینوں
کو ایک بار پھر چیک کیا گیا تاکہ کسی بھی کوتاہی کا کوئی امکان باقی نہ رہے

جزیرہ ساریما کے حفاظتی نظام کا انچارج ایک ادھیڑ عمر شخص
ایوانوف تھا۔ ایوانوف خود بھی ایک قابل ترین سائنسدان تھا۔ اور اس
کے ساتھ ساتھ وہ کے۔ جی۔ بی کا اعلیٰ ترین عہدے دار بھی تھا وہ کے جی بی
میں براہ راست اس اعلیٰ عہدے پر تعینات نہ ہوا تھا بلکہ وہ ایک عام
ایجنٹ کی صورت میں شامل ہوا تھا اور ہر قسم کی ٹریننگ حاصل کرنے کے
بعد وہ اپنی ذہانت اور دلیری، پھرتی کی وجہ سے اعلیٰ ترین عہدے پر پہنچ
گیا تھا اور یہ اس کی اعلیٰ ترین خصوصیات تھیں جن کی بنا پر اسے جزیرہ
ساریما کا کنٹرول انچارج بنایا گیا تھا۔ اس لحاظ سے اس کا درجہ مارشل
زاتورسے سے ایک درجہ کم تھا۔ ورنہ وہ بھی روسیاہ میں ایک طاقتور ترین
انسان تھا۔

وہ اپنے مخصوص دفتر میں کرسی پر بیٹھا سامنے کی دیوار پر نصب
سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ سکرین پر جزیرہ ساریما کے چاروں
طرف کا منظر نظر آرہا تھا۔ میز پر ایک جدید ترین قسم کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا
اور اسے اس وقت مارشل کی آمد کی اطلاع کا انتظار تھا۔ مارشل جیسے
ہی پارلو پہنچتا تو اسے اطلاع مل جاتی اور پھر اس نے اس کی آمد کے
لئے استقبال کرنا تھا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر میں سے مترنم سی آواز نکلی اور ایوانوف نے چونک
کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو پارلو سنٹر سپیکنگ ——— مارشل یہاں پہنچ چکے ہیں ——— لائن
کلیئر کا سگنل دیا جائے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ایک آواز
سنائی دی۔

"اوکے! ——— مارشل کس ذریعے سے آنا پسند فرمائیں گے۔ اوور"۔
ایوانوف نے جواب دیا۔

"مارشل ہیلی کاپٹر کے ذریعے آنا چاہتے ہیں۔ اوور" ——— دوسری
طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے! ——— انہیں بھیج دیجئے ——— میں فضائی کلیئرنس کر دیتا
ہوں۔ اوور" ——— ایوانوف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے! ——— مارشل پانچ منٹ بعد پرواز کر جائیں گے۔
اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا

"اوکے! ——— ہم ان کے استقبال کے لئے تیار ہیں۔ اوور" ———
ایوانوف نے کہا۔

"اوور اینڈ آل ـــ اینڈ وش یو گڈ لک" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ایوانوف نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ واقعی مارشل کی آمد پر گڈ لک کی دعا دینی لازمی ہو جاتی تھی۔

ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"شاکوف بول رہا ہوں باس" ـــ دوسری طرف سے سیکنڈ چیف کی آواز سنائی دی۔

"شاکوف! ـــ مارشل ہیلی کاپٹر کے ذریعے آ رہے ہیں ـ فضا کلیئر کر دینا ـــ لیکن خاص طور پر خیال رکھنا کہ اس وقفے کے دوران کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے" ـــ ایوانوف نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں باس! ـــ آپ بے فکر رہیں۔ کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔" شاکوف نے جواب دیا۔

"اوکے" ـــ ایوانوف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انٹرکام کا بٹن آف کر دیا گیا۔ اب اس کی نظریں ایک بار پھر سکرین پر جم گئیں۔

چند لمحوں بعد سکرین کے اوپر والے حصے میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ سمجھ گیا کہ فضائی سسٹم کلیئر کر دیا گیا ہے۔ چند لمحوں بعد مارشل کا مخصوص ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا نظر آیا اور ایوانوف اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا تاکہ ہیلی پیڈ پر مارشل کا استقبال کر سکے۔

جیسے ہی ایوانوف ہیلی پیڈ پر پہنچا وہاں کنٹرول سنٹر کے دیگر اعلیٰ عہدیدار بھی موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر مخصوص جگہ پر اتر گیا اور ایوانوف

تیزی سے آگے بڑھا۔

ابھی ایوانوف نے چند ہی قدم آگے بڑھائے ہوں گے کہ مارشل زاتوروف اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔

"خوش آمدید مارشل" ـــ ایوانوف نے بڑے خوشگوار موڈ میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ـــ مارشل نے خلاف معمول نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر نہ صرف ایوانوف سے بڑے بھرپور انداز میں مصافحہ کیا بلکہ ہیلی پیڈ پر موجود دیگر عہدیداروں سے بھی باقاعدہ ہاتھ ملائے اور ایوانوف سمیت سب لوگوں کے چہروں پر حیرت بھرے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ مارشل کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ وہ ان تکلفات کا سرے سے ہی قائل نہیں ہے۔ لیکن آج نجانے کیا بات تھی کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہی نرم مزاج بنا ہوا تھا۔

ایوانوف سمیت مارشل اس کے دفتر میں آ گیا۔ اور پھر کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ایوانوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایوانوف! ـــ میرے یہاں آنے کا ایک خاص مقصد ہے۔" مارشل کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"حکم فرمایئے مارشل" ـــ ایوانوف نے کہا۔

"ہمارا کارخانہ اس وقت شدید خطرے کی زد میں ہے اور کسی بھی وقت اسے تباہ کیا جا سکتا ہے" ـــ مارشل نے کہا۔

"جی! ـــ کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" ایوانوف نے حیرت کی شدت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں ۔۔۔ حالات بے حد نازک ہیں" ۔۔۔ مارشل کا لہجہ بدستور سنجیدہ تھا۔

"کیا ایکریمین فورس حملہ کرنے والی ہے" ۔۔۔؟ ایوانوف نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں!۔۔۔ اس کی کیا مجال ۔۔۔؟ دراصل بات یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم اس کارخانے کی تباہی کے مشن پر نکلی ہوئی ہے ۔۔۔ اور یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں" ۔۔۔ مارشل نے جواب دیا۔

"سر!۔۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔۔ پاکیشیا تو ایشیا کا پسماندہ ملک ہے ۔۔۔ یہ لوگ بھلا روسیاہ اور کے۔جی۔بی سے کیسے ٹکرا سکتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھلا ہمارے سامنے کیا حیثیت ہو سکتی ہے" ۔۔۔؟ ایوانوف نے یوں مارشل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے اُسے اس کی دماغی صحت پر شبہ ہو رہا ہے۔ اس کے لئے سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ مارشل کا لہجہ شکست خوردہ تھا حالانکہ یہ وہی مارشل تھا جو کے جی بی کے خلاف ایک لفظ بھی سنتے ہی مقابل کو گولی مار دیا کرتا تھا۔ آج وہ ایک پسماندہ ملک کے لوگوں سے خوفزدہ ہے۔

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا ۔۔۔ لیکن اب پے در پے تجربات کے بعد مجھے اپنا خیال بدلنا پڑا ہے ۔۔۔ تم کے جی بی کے اعلیٰ ترین عہدیداروں میں سے ہو۔ اس لئے تمہارے ساتھ معاملات پر بات چیت کی جا سکتی ہے" ۔۔۔ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اوّل سے آخر تک عمران اور اس کی ٹیم کے ساتھ ٹکراؤ

کی تفصیلات ایوانوف کو سنا دی۔

"اوہ!۔۔۔ یہ سب کچھ روسیاہ میں ہوا ۔۔۔ اور اس کے باوجود بھی وہ بچ نکلے" ۔۔۔ ایوانوف کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"ہاں وہ بچ گئے ہیں ۔۔۔ حالانکہ ہیڈ کوارٹر کے لوگوں کا پہلے یہی خیال تھا کہ وہ بھی ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی ہلاک ہو گئے ہیں ۔۔۔ لیکن مجھے یقین نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ میں نے موقع پر تحقیقات کرائی تو وہاں کسی انسانی جسم کا ایک ٹکڑا بھی نہ ملا بلکہ ایسی شہادتیں ملی ہیں کہ یہ جاسوس تارتو شہر میں داخل ہو گئے ہیں ۔۔۔ چنانچہ میں نے اس بار کے۔جی۔بی کا ٹاپ شعبہ ڈاگ ڈیپارٹمنٹ کو ان کے پیچھے لگا دیا ہے ۔۔۔ مجھے امید ہے کہ ڈاگ ڈیپارٹمنٹ نہ صرف انہیں جلد ہی ڈھونڈ نکالے گا بلکہ وہ انہیں ہلاک کرنے میں بھی کامیاب رہے گا ۔۔۔ لیکن اس کے باوجود میرے دل میں یہ خدشہ ہے کہ یہ لوگ کسی بھی وقت یہاں حملہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ بذاتِ خود جا کر تم سے بات چیت کی جائے اور تمہیں ہوشیار کر دیا جائے" ۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"آپ نے اچھا کیا سر! ۔۔۔ مگر دو باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں آپ جانتے ہیں کہ تارتو یہاں سے خاصے فاصلے پر ہے ۔۔۔ تارتو سے یہاں تک آنے کے لئے انہیں ہزاروں جگہوں پر چیک ہونا پڑے گا ۔۔۔ اس لئے ان کا یہاں پہنچنا ناممکن ہے ۔۔۔ دوسری بات یہ کہ انہیں سارپیا کے متعلق کیسے معلوم ہو سکتا ہے ۔۔۔؟ وہ زیادہ سے زیادہ زروگاناش والے نقلی کارخانے پر ہی حملہ کریں گے ۔۔۔ ایوانوف

نے کہا۔

"تمہاری سب باتیں اپنی جگہ درست ہیں ۔۔۔ ان کا ذہنی تجزیہ کرتے وقت اس بات کا پتہ چلا تھا کہ انہیں ساریما کے متعلق علم ہے اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اصلی کارخانہ کہاں ہے ۔۔۔ اور نقلی زوگا ناش میں۔ رہی دوسری بات یہ کہ وہ یہاں تک کیسے پہنچیں گے ۔۔۔ تو اس سلسلے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا ۔۔۔ یہ لوگ عجیب و غریب اور حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اس لئے ہمیں بہرحال ہوشیار رہنا چاہیئے"۔ مارشل نے جواب دیا۔

"باس ! ۔۔۔ آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ لیکن اگر انہیں پہلے سے ساریما کے متعلق پتہ ہوتا تو وہ زوگا ناش پر حملہ نہ کرتے ۔۔۔ بلکہ براہِ راست یہاں آتے ۔۔۔ ان کا زوگا ناش جانا تو یہی ظاہر کرتا ہے کہ انہیں ساریما کا وہاں جا کر پتہ چلا ہے"۔۔۔ ایوانوف نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

اب ظاہر ہے کہ مارشل اُسے یہ تو نہیں بتا سکتا تھا کہ ساریما کے متعلق انہوں نے اسی کو چیکر دے کر پتہ کر لیا ہے۔ اس لئے اس نے اس بات کا جواب دینے کی بجائے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بحث کی ضرورت نہیں ہے ایوانوف ! ۔۔۔ میرے یہاں آنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم فلسفیوں کی طرح بحث کرتے رہیں ۔۔۔ ہمیں ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا چاہیئے ۔۔۔ اب تم میرے ساتھ چلو ۔۔۔ میں بذاتِ خود ساریما کے تمام حفاظتی نظام کا جائزہ لینا چاہتا ہوں"۔۔۔ مارشل کا لہجہ یکدم بدلتا چلا گیا تھا۔

"یس مارشل ۔۔۔ آیئے"۔۔۔ ایوانوف نے تیزی سے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ اُسے اپنے ہمراہ لئے کنٹرول سنٹر کے ایک ایک سیکشن میں گیا اور مارشل نے بڑے غور و خوض سے ایک ایک مشینری اور اس کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ جب تمام سیکشن اس نے چیک کر لئے تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"ویری گڈ ایوانوف ! ۔۔۔ تمہاری کارکردگی واقعی بے داغ ہے۔ اب مجھے یقین ہے کہ دشمن یہاں وار کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے"۔ مارشل زاتورے نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی گہرے اطمینان کے آثار تھے۔

"آپ بے فکر رہیں باس ! ۔۔۔ ساریما ناقابل تسخیر ہے ۔۔۔ اگر یہ لوگ یہاں تک پہنچ بھی گئے تو کتے کی موت مارے جائیں گے"۔۔۔ ایوانوف نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔کے ! ۔۔۔ اب میں چلتا ہوں ۔۔۔ اگر یہ لوگ پکڑے گئے تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا ۔۔۔ اور اگر تمہارے نوٹس میں کوئی بات آئے تو تم نے فوراً مجھے اطلاع کرنی ہے"۔۔۔ مارشل نے ہیلی پیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے ایوانوف کو ہدایت کی۔

"ٹھیک ہے باس ! ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔ ایوانوف نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد مارشل ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر فضا میں پرواز کر گیا۔ اور ایوانوف واپس اپنے دفتر میں آ گیا۔ اس کے ذہن میں مارشل کی باتیں کھٹک رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس والے مافوق الفطرت صلاحیتوں کے مالک ہیں کہ اس طرح ہر موقع پر ڈاج دے

کہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ۔ لیکن بات اس کے حلق سے اتر نہ
رہی تھی ۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ مارشل کے اعصاب اب جواب
دے چکے ہیں اسس لئے مارشل اب اسس قابل نہیں رہا کہ وہ کے۔جی۔بی
کو کنٹرول کر سکے ۔ اس نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر یہ لوگ
یہاں تک پہنچ گئے تو وہ مارشل کو اطلاع کرنے کی بجائے انہیں خود
ہی پکڑے گا یا ہلاک کر دے گا ۔ اور اسس کے بعد وہ روسیاہ کی اعلیٰ
ترین قیادت کو خفیہ طور پر اس بات کی رپورٹ کرے گا کہ مارشل اب
ایک ناکام انسان ہو چکا ہے ۔ اُسے یقین تھا کہ اگر اس نے کامیابی حاصل
کر لی تو پھر روسیاہ کی اعلیٰ ترین قیادت اس کا ساتھ دے گی ۔ اور مارشل
کی بجائے اُسے کے۔جی۔بی کا چیف بنا دیا جائے گا اور یہ ایک ایسا
اعزاز تھا جس کا تصور بھی خوشیوں اور مسرتوں کا خزانہ تھا کیونکہ کے جی بی
کے چیف سے بڑے عہدے کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا ۔

بس تیزی سے دوڑتی ہوئی تارتو شہر میں داخل ہوئی اور پھر ایک
چھوٹی سی عمارت کے قریب جا کر رُک گئی ۔ یہ عمارت چیکنگ چوکی تھی
سڑک کو راڈ کی مدد سے بلاک کر دیا گیا تھا بس کے رُکتے ہی چار پانچ مسلح
افراد اچھل کر بس میں سوار ہوئے اور انہوں نے طائرانہ انداز میں بس
کی سواریوں کا جائزہ لیا ۔ اس کے بعد وہ کچھ بڑبڑاتے ہوئے تیزی سے
جیسے اوپر آئے تھے اسی طرح اچھل کر باہر نکل گئے ۔

یہ شاید معمول کی چیکنگ تھی اس لئے انہوں نے زیادہ چھان بین
کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی ۔ چند لمحوں بعد راڈ ہٹا لیا گیا اور ڈرائیور
نے بس آگے بڑھا دی ۔ عمران اور اسس کے ساتھیوں نے اطمینان کی
ایک طویل سانس لی ۔ تارتو شہر واقعی خاصا وسیع و عریض تھا ۔ یہ شہر چالیس
لاکھ آبادی پر مشتمل تھا اس لئے یہاں خاصی گہما گہمی تھی ۔ بس مختلف
اسٹاپ پر رُکتی سواریاں اتارتی اور چڑھاتی آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر جب

ایک پُر ہجوم سڑک کے کنارے رُکی تو ہرمن اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ہرمن کے
اٹھتے ہی عمران اور اس کے ساتھی بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ سب
باری باری بس سے نیچے اترتے چلے گئے۔

انہوں نے آپس میں کوئی بات چیت نہ کی اور وہ ایک دوسرے سے
علیحدہ ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔
سب سے آگے ہرمن تھا۔ وہ یوں اطمینان بھرے انداز میں چل رہے تھے
جیسے کام کرنے کے بعد ویسے ہی چہل قدمی کے لئے نکل کھڑے ہوئے
ہوں۔ سڑک پر آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک اور سڑک پر مڑ گئے اور اس
طرح کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک اور پُر ہجوم سڑک پر پہنچ گئے۔
اس سڑک پر پہنچتے ہی انہیں دُور سے ایک چار منزلہ عمارت نظر آئی۔
جس پر ویرو ہوٹل کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

"آپ لوگ اسی طرح ٹہلتے رہیں ۔۔۔ میں جا کر مادام گاگیہ کا پتہ کرتا
ہوں" ۔۔۔ ہرمن نے مڑ کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے
اندر داخل ہو گیا۔ جب کہ عمران اور اس کے ساتھی اسی طرح ٹہلتے ہوئے
آگے بڑھتے چلے گئے۔

کافی دُور آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک بار پھر پلٹے اور ہوٹل کی طرف
بڑھے تو انہیں ہرمن باہر نکلتا ہوا ملا۔

"میرے پیچھے آیئے! ۔۔۔ سب انتظام ہو گیا ہے" ۔۔۔ ہرمن نے
کہا اور پھر وہ آگے بڑھ کر ہوٹل کی سائیڈ والی سڑک پر بڑھتا چلا گیا سائیڈ
سے ہو کر وہ ہوٹل کی عقبی سمت میں پہنچ گئے۔ اور چند لمحوں بعد ہرمن
انہیں ایک تنگ سے دروازے سے گزار کر ایک بڑے تہہ خانے میں

لے گیا جو بڑے خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔

"تشریف رکھیئے! ۔۔۔ مادام گاگیہ ابھی آ رہی ہیں ۔۔۔ میں نے انہیں
مختصر سے حالات بتا دیئے ہیں ۔۔۔ وہ ہر لحاظ سے ہماری امداد کرنے
پر تیار ہیں" ۔۔۔ ہرمن نے کہا اور وہ سب صوفوں پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔
چند لمحوں بعد کونے میں موجود دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت اور نوجوان
عورت مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"خوش آمدید دوستو!" ۔۔۔ آنے والی نے ان سب سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"یہ ہوٹل کی مینجر مادام گاگیہ ہیں" ۔۔۔ ہرمن نے اٹھ کر باقاعدہ تعارف
کراتے ہوئے کہا

"ارے یہ ہیں مادام! ۔۔۔ بھئی مجھے تو خوامخواہ تم نے کوفت میں ڈالے
رکھا ۔۔۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی والدہ محترمہ قسم کی چیز ہو گی۔ ان کے سامنے
نظریں جھکا کر بیٹھنا پڑے گا ۔۔۔ اور ادب سے سر ہلانا پڑے گا ۔۔۔ یہاں
تو نظریں جھک ہی نہیں سکتیں" ۔۔۔ عمران نے تبصرہ کرتے ہوئے
کہا اور مادام گاگیہ کے چہرے پر عمران کے تعریفی فقرے سُن کر گلناری رنگ
بکھرنے لگا۔ آنکھوں میں پسندیدگی اور شکریہ کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کی تعریف کا شکریہ! ۔۔۔ آپ اپنا تعارف تو کرائیے ۔۔۔ مجھے
ہرمن نے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ۔
مادام گاگیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب ہرمن نے بتا ہی دیا ہے تو تعارف میں کوئی حرج نہیں ہے۔
مجھے حقیر ۔ فقیر ۔ ہیچمیداں ۔ بندۂ ناداں کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی

ڈی. سی. ایس کہتے ہیں ___ اور میں ان احمقوں کی ٹولی کا مہا احمق ہوں۔"
عمران نے اپنے ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں کا بھی مختصر سا تعارف کرا دیا۔

"احمق تم خود ہو ___ ہمیں خوامخواہ احمق بنا ڈالا ہے" ___ باقی سب ممبر تو خاموش رہے البتہ تنویر سے نہ رہا گیا اور وہ بول پڑا۔

عمران نے بھی تنویر کو ہی چھیڑنے کے لئے یہ فقرہ کہا تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جب سے مادام گاگیہ آئی ہے تنویر کی نظریں اس کے سراپے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔

"کاش! ___ یہاں جولیا ہوتی ___ پھر میں دیکھتا کہ تم کیسے اپنی نظروں کا ٹیپ مادام کے چہرے پر چپکاتے ہو" ___ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار جھینپ گیا جب کہ باقی سب لوگ ہنس پڑے۔

پھر عمران نے فرداً فرداً سب کا تعارف مادام گاگیہ سے کرا دیا۔

"بہت خوب! ___ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اعتماد کے قابل سمجھا ___ میں آپ کی ہر ممکن مدد کروں گی ___ میری مکمل ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں" ___ مادام گاگیہ نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"دیکھئے مادام! ___ ہمارا مشن بے حد خطرناک ہے۔ اس لئے آپ براہِ راست اس میں ملوث نہ ہوں ___ بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے، ہمیں کچھ ضروری سامان مہیا کر دیجئے اس کے بعد ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں گے" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ___ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ___ آپ مجھے کوئی معمولی عورت نہ سمجھیں ___ آپ یہاں ہر لحاظ سے محفوظ ہیں ___ اور

کے. جی. بی آپ کو تمام عمر یہاں ٹریس نہیں کر سکتی ___ اس لئے اطمینان سے رہیں ___ آپ کو یہاں آپ کے کہنے کے مطابق ہر چیز مہیا کر دی جائے گی" ___ مادام گاگیہ نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں ___ تاکہ آپ کی رہائش کا معقول بندوبست کیا جا سکے" ___ اس نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"سنیئے! ___ سب سے پہلے آپ ہمیں میک اپ کا سامان مہیا کر دیں تاکہ ہم اپنی شکلیں بدل لیں ___ پھر اطمینان سے رہیں گے" ___ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں بھجوا دیتی ہوں ___ تم میرے ساتھ آؤ ہرمن"۔ مادام نے کہا اور پھر وہ ہرمن سمیت دروازہ کراس کر کے باہر چلی گئی۔

"ہرمن نے ہماری اصل حقیقت بتا کر اچھا نہیں کیا" ___ ان دونوں کے جانے کے بعد صفدر نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے" ___ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

تھوڑی دیر بعد ہرمن واپس آیا تو اس نے ایک بڑا سا باکس اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے وہ باکس عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اسے کھولا تو اس میں موجود سامان دیکھ کر اطمینان سے سر ہلا دیا یہ جدید ترین کیمیکلز پر مبنی میک اپ باکس تھا۔ پھر عمران نے باری باری خود ہی سب کے چہروں پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ان کے چہروں کے ساتھ ساتھ بالوں کے رنگ اور انداز بھی بدل ڈالے۔ ساتھ ہی اس نے

آنکھوں کے رنگ بدلنے کا بھی خیال رکھا۔ تاکہ انہیں کسی بھی لحاظ سے چیک نہ کیا جا سکے۔

جب مادام گاکیہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ سب نئے میک اپ میں آ چکے تھے۔ مادام گاکیہ اندر داخل ہوتے ہی بری طرح چونک پڑی۔ اس کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے اپنے سامنے بالکل اجنبی چہرے نظر آ رہے تھے۔

"کمال ہے — اس قدر تبدیلی" — مادام گاکیہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ کیا ہے۔

"تبدیلی تو اب آئے گی — تمہیں یہاں مینجر اس لئے مقرر کیا گیا تھا کہ تم غیر ملکی جاسوسوں کی امداد کرو" — اچانک عمران نے اٹھ کر بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی۔

"کک — کیا مطلب" — ؟ مادام گاکیہ عمران کی بات سن کر بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

"کے۔ جی۔ بی نارو سیکشن — ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم نے غیر ملکی جاسوسوں کو ہوٹل میں پناہ دے رکھی ہے" — عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ کرخت ہوتا چلا گیا۔

اور مادام گاکیہ کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔ یہ شاید نارو سیکشن کے الفاظ کا رد عمل تھا۔

"مم — مگر —" مادام سے کوئی بات نہ بن سکی۔

"بس — اس برتے پر اکڑ رہی تھیں آپ — گاکیہ صاحبہ! یہ

کام بڑا سخت ہے" — اچانک عمران نے اپنے اصل لہجے میں ہنستے ہوئے کہا۔ اور مادام گاکیہ کے چہرے کا رنگ بحال ہو گیا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا — واقعی تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو" — مادام نے جھینپتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم اتنی جلدی ڈرتی رہی تو پھر ہمارا تو خدا ہی حافظ ہے" — عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اچھا آیئے! — میں نے آپ کے لئے ایک خفیہ تہہ خانہ تیار کرا لیا ہے" — مادام گاکیہ نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے ہوئے کمرے سے نکلی اور ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچ گئی جہاں ان کے لئے بستر لگے ہوتے تھے۔

ابھی وہ ان کے متعلق تفصیلات بتا رہی تھی کہ اچانک راہداری میں کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ اور مادام گاکیہ کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"مادام — مادام! — ڈاگ سیکشن چیکنگ کر رہا ہے — انہیں غیر ملکی جاسوسوں کی تلاش ہے" — آنے والی لڑکی نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ڈاگ سیکشن" — مادام گاکیہ ڈاگ سیکشن کا نام سنتے ہی بری طرح اچھل پڑی۔

"اوہ! — ویری بیڈ" — مادام نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ہوٹل میں آ گئے ہیں" ــــــ ؟ اچانک عمران نے آنے والی لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"انہوں نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے ــــ ابھی وہ ساتھ والی دکانیں چیک کر رہے ہیں ــــ بس آنے ہی والے ہیں" ــــ آنے والی لڑکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ تم اوپر جاؤ ــــ میں آ رہی ہوں" ــــ مادام نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی تیزی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"یہ ڈاگ سیکشن کیا چیز ہے" ــــ ؟ عمران نے اس لڑکی کے جاتے ہی مادام سے پوچھا۔

"یہ کے۔ جی۔ بی کا سب سے خطرناک سیکشن ہے ــــ جدید ترین آلات ان کے پاس ہوتے ہیں ــــ اور یہ پاتال سے بھی مجرموں کو باہر کھینچ نکالتے ہیں" ــــ مادام نے گھبراتے ہوتے لہجے میں کہا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"میں کیا سوچوں ــــ وہ تو ہر قیمت پر تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے کیونکہ تمہارے پاس فی الحال کاغذات بھی موجود نہیں ہیں ــــ اور انہوں نے اتنی باریک بینی سے چھان بین کرنی ہے کہ ــــ" مادام نے کہا۔

"مادام! ــــ کیوں نہ ہم سٹور میں چھپ جائیں" ــــ ؟ اچانک ہرمن نے کہا۔

"ارے ہاں! ــــ میٹ سٹور میں تم چھپ سکتے ہو ــــ آؤ میرے

ساتھ" ــــ مادام نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان سب کو ہمراہ لئے ہوئے کمرے سے نکلی اور مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ ایک دروازہ کھول کر بڑے سے کمرے میں پہنچی۔

یہ کمرہ بالکل یخ تھا اور اس میں ہر طرف ذبح کی ہوئی گائیں لٹکی ہوئی تھیں۔ پورا کمرہ گوشت سے بھرا ہوا تھا۔

"آپ لوگ یہاں جہاں مناسب سمجھیں ــــ چھپ جائیں ــــ شاید وہ یہاں زیادہ تفصیلی چیکنگ نہ کریں" ــــ مادام نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

مادام تیزی سے واپس مڑی اور پھر اس نے باہر سے دروازہ بند کیا اور دوڑتی ہوئی اوپر ہال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ڈاگ سیکشن کا انچارج فیوکتوف اپنے دستے کے ہمراہ ہوٹل ویرو کے گرد موجود تھا۔ اُسے اس بات کی واضح شہادت مل چکی تھی کہ کچھ اجنبی لوگ اس ہوٹل کے عقبی دروازے سے اندر داخل ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد بھی وہی تھی جو اُسے بتائی گئی تھی۔

وہ اپنے چار ساتھیوں سمیت ہوٹل کے ہال میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھیوں کی پشت پر بڑے بڑے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ جن میں سے مختلف قسم کے ایریل اِدھر اُدھر نکلے ہوئے تھے۔ جبکہ فیوکتوف خالی ہاتھ تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا مینجر کے کمرے میں داخل ہوتا چلا گیا۔ کمرے میں مادام گاگیہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھی کسی فائل کے مطالعے میں مصروف تھی۔

جیسے ہی یہ لوگ اندر داخل ہوئے، مادام گاگیہ انہیں دیکھ کر چونک پڑی کیونکہ ان کے سینوں پر ڈاگ سیکشن کے مخصوص بیج لگے ہوئے تھے

س لئے وہ تیزی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"فرمائیے" ——— مادام گاگیہ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تشریف رکھیئے مادام گاگیہ! ——— میرا نام فیوکتوف ہے اور میں ڈاگ یکشن کا انچارج ہوں ——— مجھے آپ کے متعلق مکمل یقین ہے کہ آپ روسیاہ کی وفادار شہری ہیں اور آپ کا ریکارڈ بے داغ اور صاف ہے۔ س لئے مجھے یقین ہے کہ آپ ہماری مکمل امداد کریں گی" ——— فیوکتوف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب! ——— آپ سے تعاون اور آپ کی خدمت ہمارا اوّلین رض ہے" ——— مادام گاگیہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"پھر بتایئے کہ وہ اجنبی افراد جو آپ کے ہوٹل میں داخل ہوئے یں ——— اس وقت کہاں موجود ہیں ——— اور دیکھئے اس بات سے انکار رنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے پاس حتمی ثبوت موجود ہے کہ وہ اجنبی آپ کے ہوٹل میں موجود ہیں ——— وہ عقبی دروازے سے ندر داخل ہوئے ہیں ——— اس لئے اگر آپ ان کو پکڑوا دیں گی تو آپ کی حبُ الوطنی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہے گی۔ اور آپ کی پارٹی کو اعلیٰ کارکردگی کی رپورٹ بھی کی جائے گی ——— یہ گ روسیاہ کے لئے انتہائی خطرناک ہیں ——— لیکن اگر آپ نے انکار کیا اور ہم نے انہیں خود ٹریس کر لیا تو اس کے بعد آپ کی پوزیشن ان لوگوں سے بھی زیادہ خراب ہو جائے گی ——— اور آپ ان سے بھی ڑی مجرم گردانی جائیں گی ——— اور یہ بات آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ ڈاگ سیکشن انہیں ہر قیمت پر ڈھونڈ نکالنے کے مکمل ذرائع

رکھتا ہے ـــــ اس لئے سوچ سمجھ کر جواب دیجئے گا" ـــــ فیوکتوف
نے سخت لہجے میں تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔
"میں سب کچھ سمجھتی ہوں مسٹر فیوکتوف! ـــــ مجھے ایسے ہی اتنے
بڑے ہوٹل کا منیجر نہیں مقرر کیا گیا ـــــ میں آپ کی اور اپنی پوزیشن
بھی اچھی طرح جانتی ہوں ـــــ مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کے
پاس لامحدود اختیارات ہیں۔ لیکن آپ مجھے بھی ایک عام عورت نہ
سمجھیں ـــ اس لئے براہ کرم اس طرح کی دھمکیاں نہ دیں ـــ جہاں
تک اجنبیوں کا ہوٹل میں داخلے کا تعلق ہے ـــ میں اس سے
قطعاً لاعلم ہوں ـــ اگر آپ انہیں ڈھونڈ نکالیں تو یہ مجھ پر بھی احسان
ہوگا ـــ میں کسی دشمن کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنے ہوٹل میں
برداشت نہیں کر سکتی" ـــــ مادام گاگیہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے
ہوئے قدرے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ اُسے دراصل فیوکتوف کی
دھمکیوں پر غصہ آگیا تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود اپنی زبان
سے اقرار نہیں کرے گی۔
"ٹھیک ہے ـــــ اگر آپ کا یہی جواب ہے تو ہم خود ہی تلاش
کر لیتے ہیں" ـــــ فیوکتوف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"میں اور میرا عملہ آپ کی ہر لحاظ سے امداد کرنے پر تیار ہیں" ـــ مادام
گاگیہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"او۔کے شکریہ" ـــــ فیوکتوف نے کہا اور پھر اس نے اپنے
ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور وہ تیزی سے سر ہلاتے ہوئے
کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ جب کہ فیوکتوف وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ کو کس نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل میں اجنبی داخل ہوئے ہیں
مجھے یقین ہے کہ آپ کو اطلاع غلط ملی ہے" ـــــ مادام نے بھی اپنی
کرسی دوبارہ سنبھالتے ہوئے کہا۔
"ہماری اطلاعات کبھی غلط نہیں ہوتیں مادام! ـــ ابھی نتیجہ آپ
کے سامنے آجائے گا" ـــ فیوکتوف نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے
ہوئے کہا۔
اور مادام خاموش ہو گئی۔ ظاہر ہے اب وہ مزید کہہ بھی کیا سکتی تھی۔
ویسے اس کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔ وہ ڈاگ سیکشن کی کارکردگی
کو اچھی طرح جانتی تھی۔ ان کے لئے کسی کو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا
بہرحال اب جو ہونا تھا۔ اس نے انکار تو کر ہی دیا تھا۔ اور وہ سوچ رہی
تھی کہ اگر یہ لوگ پکڑے گئے تو پھر وہ یہ کہہ کر اپنی جان بچالے گی کہ عملے
کا کوئی آدمی ملوث ہو سکتا ہے۔ اسے اس کا علم نہیں ہے۔
تقریباً آدھے گھنٹے بعد فیوکتوف کا ایک ساتھی کمرے میں داخل ہوا۔
"باس! ـــ باقی تمام ہوٹل چیک کر لیا گیا ہے ـــ صرف سٹورز باقی
ہیں اور چیکنگ مشینری بتاتی ہے کہ میٹ سٹور میں ریڈ لائٹ ہے" ـــ
اس نے آتے ہی کہا۔
"اوہ! ـــ واقعی یہ چھپنے کی اچھی جگہ ہو سکتی ہے ـــ آیئے مادام!
آپ کے سامنے ہی تمام کارروائی مکمل کی جائے" ـــ فیوکتوف نے اچھل
کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
"چلئے ـــ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ـــ مادام نے اٹھتے ہوئے
کہا۔ لیکن اس کے ذہن میں بھونچال سے اُٹھ رہے تھے۔ اُسے یقین آگیا

تھا کہ بس اب چند لمحوں کی دیر ہے۔ یہ لوگ تو واقعی میٹ سٹور میں چھپے ہوتے ہیں۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد جب وہ میٹ سٹور کے سامنے پہنچے تو وہاں دس بارہ آدمی موجود تھے۔ ایک شخص نے بڑی سی مشین میٹ سٹور کے دروازے پر چپکا رکھی تھی اور اس مشین پر سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

"اوکے! — مشین ہٹاؤ — اور مادام! — سٹور کا دروازہ کھولو"۔ فیوکتوف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اوورکوٹ سے مشین گن باہر نکال لی۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے اوورکوٹوں میں سے مشین گنیں باہر نکال لیں۔

مادام گاگیہ نے کانپتے ہاتھوں سے تالا کھولا اور پھر دھکیل کر اس نے بھاری دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی سٹور کے اندر خود بخود ہلکی روشنی کے بلب جل اٹھے اور فیوکتوف اپنے ساتھیوں سمیت مشین گنیں سنبھالے اندر داخل ہو گیا۔

وہ لوگ بے حد چوکنے انداز میں اندر داخل ہوتے تھے اور مادام کا چہرہ بجھ گیا تھا۔ اُسے اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اپنی دردناک موت بھی یقینی نظر آ رہی تھی۔

دروازہ بند کر کے جیسے ہی مادام گاگیہ واپس گئی عمران نے ادھر اُدھر چھپنے کی جگہ تلاش کرنی شروع کر دی۔ لیکن اس کا ذہن کسی طرح مطمئن نہ ہو رہا تھا۔ چھپنے کے لئے تو سینکڑوں جگہیں تھیں لیکن یہ سب جگہیں ایسی تھیں جہاں ذرا بھی عقلمند آدمی انہیں آسانی سے تلاش کر سکتا تھا اور ڈاگ سیکشن کے متعلق مادام نے بتایا تھا کہ وہ جدید ترین سائنسی مشینری کے ذریعے تلاشی لیتے تھے۔

عمران کے ساتھی متلاشی نظروں سے ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے لیکن کوئی ایسی جگہ نظر نہ آ رہی تھی جہاں آٹھ افراد اس طرح چھپ سکیں کہ ڈھونڈنے والے انہیں تلاش نہ کر سکیں۔

"عمران صاحب! — یہاں تو ہم بڑی آسانی سے ٹریس کر لئے جائیں گے" — شکیل نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اب ایک ہی صورت ہے کہ ہمارے پاس سلیمانی ٹوپی ہو — تب ہی

"ہم چھپ سکتے ہیں"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے
وہ ایک خیال آتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک
عجیب و غریب ترکیب آئی تھی۔ یہ ترکیب سلاخوں پر لٹکی ہوئی سالم گائیں
دیکھ کر آئی تھی۔

یہ گائیں خاص روسیاہی نسل کی تھیں جن کی پشت سیدھی اور بیحد لمبی
ہوتی ہے۔ سات ساڑھے سات فٹ طویل پشت والی بھاری بھرکم گائیں۔
اور عمران تیزی سے ایک ذبح کی ہوئی گائے کی طرف لپکا۔ اس نے گائے
کے دونوں حصوں کو ہاتھ سے علیحدہ کر کے دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک
اٹھیں۔ ذبح شدہ گائیں کھال اتار کر لٹکائی گئی تھیں اور ساتھ ہی پچھلی ٹانگوں
سے چیر کر طویل سینے کے پنجرے اور پیٹ میں سے سب کچھ صاف کر دیا
گیا تھا۔ اس طرح گائے کا صرف ڈھانچہ اور اس کے اوپر گوشت کو
لٹکایا گیا تھا۔ اس طرح ہر گائے کے اندر ایک سرنگ سی بن گئی تھی۔ اس
کے طویل سینے کے ڈھانچے کی سرنگ۔ جس میں ایک آدمی آسانی سے چھپ
سکتا تھا۔ مسئلہ صرف گوشت کی بُو کا تھا لیکن جہاں جان کا مسئلہ ہو،
وہاں یہ بُو بھلا کیا کر سکتی تھی۔

چنانچہ عمران نے یہ عجیب سی ترکیب سب کو بتائی اور پھر اس نے
سب سے پہلے ہرمن کو ایک گائے کے ڈھانچے کے اندر گھسا دیا۔ ہرمن
مکمل طور پر ڈھانچے کے اندر چھپ گیا۔ اب جب تک گائے کے پچھلے حصے
یا گردن کی طرف سے باقاعدہ کھول کر نہ دیکھا جاتا، ہرمن کا سراغ نہ لگایا
جا سکتا تھا۔ اور یہ بات عمران جانتا تھا کہ مُردہ گوشت میں یہ خاصیت ہوتی
ہے کہ اس میں سے کسی قسم کی کوئی شعاع گزر نہیں سکتی اس لئے

جدید ترین مشینری کی طرف سے بھی اُسے تسلی ہو گئی۔
"ہرمن! اپنا چہرہ گائے کی کٹی ہوئی گردن کے قریب رکھنا تاکہ سانس
میں دشواری نہ ہو ——— نجانے کب تک ہمیں یہاں چھپنا پڑے"۔ ——
عمران نے کٹی ہوئی گردن کے قریب جا کر زور سے اندر چھپے ہوئے ہرمن
سے کہا اور اندر سے ہرمن کی ہلکی سی آواز سنائی دی کہ اس نے ایسا ہی
کیا ہے۔

پھر مختلف جگہوں پر لٹکی ہوئی گائیوں میں عمران نے باری باری باقی
ممبران کو چھپانا شروع کر دیا۔ اس نے ایسی گائیوں کا انتخاب کیا تھا جو
کمرے کے دور دراز کونے کھدروں میں تھیں تاکہ اگر شروع میں
لٹکی ہوئی گائیوں کا گوشت چیک بھی کیا جاتے تو انہیں ٹریس نہ کیا جا
سکے۔ اور پھر سب سے آخر میں وہ خود بھی ایک گائے کے اندر گھستا
چلا گیا۔ اس نے اپنے لئے جو گائے منتخب کی تھی وہ دروازے کے
بالکل قریب شمالی سمت میں تھی۔ یہ گائے منتخب کرتے وقت اس کے
ذہن میں ایک خیال تھا کہ انسان دروازہ کھلتے ہی تیزی سے آگے کی
طرف بڑھتا ہے اور اگر بفرض محال انہیں چیک بھی کر لیا گیا تو ان کی پشت
پر ہونے کی وجہ سے باہر نکل کر صورت حال پر قابو پانے کی کوشش
کرے گا۔

دروازے کے قریب ہونے کی وجہ سے عمران کو باہر راہداری میں
گونجتی ہوئی قدموں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ بہت
سے لوگ مسلسل اس راہداری میں آجا رہے تھے۔ اور پھر اس نے محسوس
کیا کہ کچھ لوگ دروازے کے قریب آکر رُک گئے ہیں۔ تقریباً دس منٹ

بعد اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور اس نے اپنا سانس روک لیا۔ وہ گائے کی کٹی ہوئی گردن سے آنکھ لگائے باہر دیکھ رہا تھا اور گائے کی گردن اس انداز میں تھی کہ وہ نہ صرف کمرے میں ہونے والی سب کارروائی دیکھ سکتا تھا بلکہ وہ باتیں بھی سن سکتا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی پانچ مسلح افراد اچھل کر اندر داخل ہوئے وہ بڑے چوکنے انداز میں مشین گنیں سنبھالے پورے کمرے کا جائزہ لے رہے تھے پھر عمران نے ان کے ساتھ مادام گاگیہ کو بھی اندر داخل ہوتے دیکھا۔ مادام گاگیہ کا چہرہ بری طرح بجھا ہوا تھا اور عمران اس کی یہ حالت دیکھ کر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ ظاہر ہے مادام کو تو یہی پتہ تھا کہ وہ لوگ اس سٹور میں موجود ہیں اور آسانی سے پکڑے جائیں گے۔ اب اُسے کیا پتہ کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بعض اوقات ایسے ایسے گل کھلاتی ہے کہ عام آدمی چکرا کر رہ جاتا ہے۔

"پورے کمرے کی تلاشی لو۔۔۔ ہر کونہ کھنگال ڈالو"۔۔۔ ایک لمبے تڑنگے آدمی نے چیخ کر دوسروں سے کہا اور سب مشین گن بردار تیزی سے کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔

انہوں نے کمرے کے کونوں میں پڑے ہوئے چھوٹے جانوروں کے گوشت کے ڈھیر ہٹا ہٹا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ ہر اس جگہ کی تلاشی لے رہے تھے جہاں کسی کے چھپنے کا ذرا سا بھی امکان ہو سکتا تھا۔ ان کی تلاشی لینے کا انداز اتنا ماہرانہ تھا کہ عمران دل ہی دل میں اپنی کھوپڑی کو داد دینے لگا۔ اگر اس نے چھپنے کی یہ بالکل ہی انوکھی جگہ نہ تلاش کی ہوتی تو اب تک انہیں پکڑ لیا جا چکا ہوتا۔

"باس! ۔۔۔ اب ریڈ سگنل غائب ہو گیا ہے۔۔۔ کمرے میں ریڈ سگنل نہیں ہے"۔۔۔ اچانک ایک آدمی نے اس لمبے تڑنگے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس آدمی نے ہاتھ میں ایک بڑی سی مشین اٹھائی ہوئی تھی۔

"کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ بند دروازے کے باہر تو ریڈ سگنل آتا تھا۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ اندر کوئی زندہ فرد موجود ہے"۔۔۔ اس لمبے تڑنگے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ دروازہ کھلتے ہی ریڈ سگنل آف ہو گیا ہے۔۔۔ اب کمرے کے اندر ریڈ سگنل موجود نہیں ہے"۔۔۔ مشین بردار آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کے اپنے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ دروازہ بند ہو تو کمرے میں زندہ افراد موجود ہیں اور دروازہ کھل جاتے تو زندہ افراد ختم"۔۔۔ اس انچارج نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ وہ اس مشین کی کارکردگی سمجھ گیا تھا اور اسے اصل وجہ بھی سمجھ میں آگئی تھی، جس گائے میں وہ چھپا ہوا تھا اور وہ گائے لوہے کے جس راڈ پر ٹنگی ہوئی تھی اس راڈ کا ایک سرا دروازے کے قریب دیوار میں نصب تھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی سانس کا ارتعاش اسی راڈ سے ہو کر دیوار میں سرایت کر گیا ہو گا اور اس طرح مشین نے باہر سے ہی چیک کر لیا کہ اندر کوئی زندہ فرد موجود ہے۔ لیکن دروازہ کھلنے کے بعد وہ مشین کو اندر لے آئے اور یہاں چونکہ انہوں نے سانس روک رکھے تھے یا مشین کے ساتھ براہِ راست کوئی راڈ متعلق نہ تھا اس لئے مشین نے سگنل دینے بند کر دیئے تھے۔

"اچھا ایسا کرو کہ باہر جاکر دروازہ بند کر کے مشین کو آن کرو ___ پھر دیکھو" ___ انچارج نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور مشین بردار مشین اٹھائے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے باہر جاکر دروازہ بند کر دیا۔ عمران نے دروازہ بند ہوتے ہی اپنی سانس بالکل روک لی اور جب تک دروازہ نہ کھلا اس نے سانس اسی طرح روکے رکھا

"باس! ___ باہر بھی اب ریڈ سگنل نہیں ہے ___ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے" ___ مشین بردار نے اندر آتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"باس! ___ اس کمرے میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے" ___ تلاشی لینے والوں نے بھی اسی لمحے اپنی ناکامی کا اعلان کر دیا۔

"حیرت ہے" ___ انچارج کا چہرہ حیرت سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ آنکھیں سکوڑے کچھ سوچ رہا تھا اور پھر اچانک وہ راڈ سے لٹکی ہوئی ایک گائے کی طرف بڑھا جو بالکل اس کے سامنے تھی اور اس نے گائے کے گوشت کو زور سے ہلایا اور پھر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"کیا یہ گائے ہی آپ کی مطلوبہ جاسوس ہے" ___ ؟ مادام گاگیہ نے پہلی بار زبان کھولی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

"ٹھیک ہے مادام! ___ ہمیں افسوس ہے ___ میرا خیال ہے کہ ہمیں غلط اطلاع دی گئی ہے اور مشین میں کوئی تکنیکی خرابی ہوئی ہے" ___ انچارج نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے خاموشی سے باہر نکلتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں وہ انچارج باہر نکلا

مادام پہلے ہی باہر چلی گئی تھی۔

اور پھر جیسے ہی دروازہ بند ہوا۔ عمران نے چند لمحے سانس روکے رکھا کہ کہیں وہ دوبارہ مشین سے چیکنگ نہ کر لیں۔ لیکن جب قدموں کی آوازیں دور ہٹتی چلی گئیں تو چند لمحوں بعد عمران نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ لیکن چونکہ اسے خطرہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ انچارج تھوڑی دیر بعد دوبارہ چھاپہ مارے۔ اس لئے وہ باہر نہ نکلے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد نسوانی قدموں کی آوازیں راہداری میں گونجیں آنے والی بڑے تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی آرہی تھی۔ اور پھر قدموں کی آواز دروازے کے باہر آکر رک گئی۔ دوسرے لمحے تالا کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا۔

عمران کی توقع کے مطابق دروازہ کھلتے ہی مادام گاگیہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت کے آثار منجمد تھے۔ اس نے دروازہ پھرتی سے بند کیا اور ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے تیز روشنی کے بٹن آن کر دیے اور سرد خانے میں تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔

"عمران صاحب! ___ عمران صاحب! ___ ہرمن ___ ہرمن"۔ مادام گاگیہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بلند لہجے میں آوازیں دینی شروع کر دیں۔

مگر عمران جان بوجھ کر خاموش پڑا رہا۔ اور ظاہر ہے جب تک وہ باہر نہ نکلتا، اس کے ساتھی بھی باہر نہ آسکتے تھے۔ اس لئے مادام گاگیہ مزید حیرت زدہ ہوتی چلی گئی۔

"آخر یہ سب لوگ بند کمرے سے کہاں چلے گئے ___ ؟ کیا یہ

"جن ہیں ۔۔ انسان نہیں" ۔۔۔۔ ؟ مادام گاکیہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"کم از کم ہرمن کے متعلق تو آپ نہیں کہہ سکتیں کہ وہ جن ہے" ۔
اچانک عمران نے گائے کی کٹی ہوئی گردن سے ہانک لگاتے ہوئے کہا اور مادام گاکیہ یہ آواز سن کر اس بُری طرح اچھلی کہ گرتے گرتے بچی۔ اب وہ واقعی خوف زدہ ہو گئی تھی۔ آواز اُسے سنائی دی تھی لیکن آدمی غائب تھے۔ اور آدمی بھی ایک دو نہیں پورے آٹھ۔
"تم لوگ کہاں ہو ۔۔ خدا کے لئے بتاؤ ۔۔۔۔ ورنہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا" ۔۔۔۔ مادام گاکیہ نے خوف اور حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔
"اپنے ہارٹ کو ٹیوشن رکھ کر دو ۔۔۔۔ تب فیل نہیں ہوگا" ۔۔ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کھسک کر گائے کے ڈھانچے سے نکل کر فرش پر کود گیا۔
"کک ۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ ؟ کیا تم اس گائے کے اندر ۔ ؟"
مادام گاکیہ کی آنکھیں اب حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ اور پھر عمران کے باہر آتے ہی دوسرے لوگ بھی مختلف جگہوں پر ٹنگی ہوئی گائیوں کے ڈھانچوں سے نکل نکل کر باہر آتے چلے گئے۔
"واہ! ۔ واہ! ۔۔ حیرت انگیز ۔ کمال ہے ۔۔۔ کون تصور کر سکتا ہے ۔۔۔ ؟ کمال ہے ۔۔۔ تم واقعی جن ہو" ۔۔۔ مادام گاکیہ کی حیرت دُور ہوئی تو وہ بے اختیار قہقہے مار کر ہنستی چلی گئی۔
"بُو کی شدت سے ہمارے دماغ اب ایٹم بموں کی طرح پھٹنے والے ہیں اور تم ہو کہ ہنستی ہی چلی جارہی ہو" ۔۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے

ہوئے کہا اور مادام کی ہنسی میں بریک لگتی چلی گئی۔
"ارے واقعی ۔۔۔ نجانے تم لوگوں نے کس طرح اتنی دیر یہ بُو برداشت کی ہے ۔۔۔ بہرحال اب خطرہ ٹل گیا ہے ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" مادام گاکیہ نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے ہوئے دوبارہ اُسی کمرے میں پہنچ گئی جو اس نے ان کے لئے آرام کے لئے بنایا تھا اور اس کمرے میں آتے ہی وہ سب غسلخانوں کی طرف دوڑے۔
"آپ نہالیں ۔۔۔ میں آپ کے لئے نئے لباسوں کا بندوبست کرتی ہوں" ۔۔۔۔ مادام گاکیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

مارشل کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا وہ اس وقت
میٹنگ ہال میں تھا۔ کمرے میں موجود بڑی سی بیضوی میز کے گرد بارہ کرسیاں
موجود تھیں جن پر مختلف عمروں کے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کرسی جو
درمیان میں رکھی ہوئی تھی خالی تھی۔

یہ کرسی مارشل زاتورسے کی تھی اور وہ کرسی پر بیٹھنے کی بجائے بڑی
بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔

"آخر وہ لوگ کہاں گئے ___ ؟ کیا انہیں زمین نگل گئی ___ یا آسمان
کھا گیا ___ ؟ کے۔ جی۔ بی کا ہر سیکشن ناکام ہوتا چلا جا رہا ہے ___ پہلے
سی۔ وی سینٹر ناکام ہوا ___ پھر نارو سیکشن کو شکست ہوئی ___ پھر وہ لوگ
ہیڈ کوارٹر سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ___ اور اب ڈاگ سیکشن
بھی انہیں تلاش کرنے میں ناکام رہا ہے ___ آخر وہ گئے کہاں" ___ ؟
مارشل زاتورسے نے بڑے غصیلے انداز میں آگے بڑھ کر زور زور سے میز پر

مکے مارتے ہوئے کہا۔

"باس! ___ ہم نے تارتو شہر کے ایک ایک آدمی کو چیک کیا ہے۔
تارتو شہر کے ارد گرد کے سینکڑوں میل طویل علاقے کو ہر لحاظ سے چھان
مارا ہے ___ لیکن ایک آدمی بھی مشکوک نہیں ملا" ___ فیوکتوف نے
جو خالی کرسی سے تیسری کرسی پر بیٹھا ہوا تھا مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے ___ تم نے چیک کیا ہے ___ مجھے یہ بھی معلوم ہے
کہ ڈاگ سیکشن سے کسی آدمی کا چھپنا ناممکن ہے لیکن پھر وہ لوگ
کہاں گئے ___ کس کھوہ میں چھپ گئے ___ کیا وہ جادوگر ہیں ___
جن ہیں ___ مافوق الفطرت لوگ ہیں ___ کیا وہ انسانوں کی بجائے جانوروں
کا روپ بدلنے پر قادر ہیں" ___ مارشل زاتورسے نے غصے کی شدت
سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کی باچھوں سے جھاگ کے چھینٹے باہر
نکلنے لگے تھے وہ اس وقت غصے اور بے بسی کی انتہا پہ تھی۔

"اور باس! ___ حیرت اس بات پر ہے کہ وہ ایک آدمی نہیں، پورے
آٹھ افراد کا گروپ ہے ___ ان کا اس طرح غائب ہو جانا حیرت ہے"۔
ایک بوڑھے آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"صرف حیرت ظاہر کرنے سے کچھ نہیں ہوتا ___ ہمیں ان لوگوں کو ہر
قیمت پر تلاش کرنا ہے ___ سوچو ___ غور کرو ___ انہیں کس طرح
تلاش کیا جائے ___ کوئی تجویز" ___ ؟ مارشل نے دوبارہ کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس! ___ اگر ہم اسی طرح غصے اور حیرت کا شکار رہے تو ہم کوئی
لائحہ عمل نہیں سوچ سکتے ___ ہمیں ٹھنڈے دماغ سے اس بات

پر غور کرنا چاہیئے کہ ہم انہیں کس طرح پکڑ سکتے ہیں" ـــــ مارشل کے قریب بیٹھے ہوئے ایک اُدھیڑ عمر آدمی نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ٹھنڈے دماغ سے سوچو ـــــ کوئی ترکیب سوچو۔ بس میں انہیں جلد از جلد اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں ـــ زندہ یا مُردہ"۔ مارشل زراتورے نے کہا۔

"باس! ـــ وہ غائب تو ہو گئے ہیں ـ لیکن کب تک غائب رہیں گے ـــ ہمارے سامنے ان کا مشن موجود ہے ـــ وہ روسیاہ یہیں مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں ـــ اور ظاہر ہے اس طرح غائب ہو جانے سے کارخانے تباہ نہیں ہوتے ـ انہیں بہرحال اپنی خفیہ پناہ گاہ سے نکلنا پڑے گا ـــــ انہیں عملی اقدام کرنے پڑیں گے ـــــ اس لئے ان کے پکڑنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ جو چیز ان کا ٹارگٹ ہے اُسے نظر میں رکھا جائے" ـــــ اچانک دور بیٹھے ہوئے ایک سفید بالوں والے نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب بیگوف! ـــ تم نے واقعی عملی بات کی ہے" ـ مارشل کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کے آثار چھاتے چلے گئے اور اس کا لہجہ بھی نرم پڑ گیا تھا۔

"یہ تجویز بالکل درست ہے جناب! ـــ ہمیں اب پوری توجہ ٹارگٹ پر لگا دینی چاہیئے ـــــ اس طرح ہم نہ صرف ٹارگٹ کو بچا سکتے ہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی پکڑ کر ہلاک کر سکتے ہیں" ـــــ باقی سب لوگوں نے بھی بیگوف کی تائید کر دی۔

"دیکھو! ـ ان کا ٹارگٹ مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ ہے۔

اور چونکہ تم سب کے۔ جی۔ بی کے اہم ترین شعبوں کے چیف ہو ـــ اس لئے تمہیں یہ بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ زوگاناش میں نہیں ہے ـــــ بلکہ یہاں صرف اس کی نقل بنائی گئی ہے تاکہ غیر ملکی جاسوسوں کو ڈاج دیا جائے ـــ اصل کارخانہ جزیرہ ساریما میں ہے" ـــــ مارشل زراتورے نے انکشاف کرتے ہوئے کہا اور مارشل کے منہ سے سنتے ہی وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ ان سب کے لئے یہ واقعی ایک نیا اور حیرت انگیز انکشاف تھا۔ اب تک تو انہیں یہی بتایا گیا تھا کہ یہ کارخانہ زوگاناش میں ہے۔

"آپ کا یہ انکشاف ہمارے لئے بالکل نیا اور حیرت انگیز ہے" ـ ان سب نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"اور اس بات کا بھی آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ ان غیر ملکی جاسوسوں کو بھی اس بات کا علم ہے کہ اصل کارخانہ ساریما میں ہے ـــ اس لئے ہمیں ساریما ٹارگٹ پر ہی اپنی مکمل توجہ کرنی چاہیئے" ـــ مارشل زراتورے نے کہا۔

"مگر ساریما جزیرے پر تو ایسا حفاظتی نظام قائم ہے کہ وہاں تو ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی ـــــ وہاں ہم لوگوں کی ضرورت ہی کیا ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے ـــــ لیکن جس انداز کے یہ لوگ ثابت ہو رہے ہیں اس سے مجھے خدشہ ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی چکر نہ چلا دیں ـــ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ ہم ساریما جزیرے کے گرد جتنے بھی علاقے ہیں وہاں پھیل جائیں ـــــ ایک دوسرے سے مسلسل

رابطہ رکھیں ـــــ اور پھر جیسے ہی یہ لوگ سار یما جانے کے لئے کسی علاقے میں داخل ہوں ان پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح جھپٹ پڑیں" ـــــ مارشل زاتورے نے لائحہ عمل تجویز کرتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات بالکل درست ہے جناب! ـــــ اس طرح ہی ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں" ـــــ سب نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور مارشل نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔

رائمے کو بھیجو ـــــ اسے کہو کہ وہ سار یما اور اس کے ارد گرد کے علاقے کا تفصیلی نقشہ بھی لیتا آئے" ـــــ مارشل نے اس مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس" ـــــ مسلح آدمی نے سر جھکاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مارشل زاتورے کے قریب آیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فائل مارشل زاتورے کے سامنے رکھ دی۔

" ٹھیک ہے ـــــ تم جا سکتے ہو" ـــــ مارشل نے کرخت لہجے میں رائمے سے مخاطب ہو کر کہا اور رائمے سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ جب اس کے باہر نکل جانے کے بعد دروازہ بند ہو گیا تو مارشل نے فائل کھولی اور اس میں اوپر ہی ایک بڑا سا نقشہ تہہ کیا ہوا رکھا تھا۔ مارشل

نے نقشہ کھول کر میز کے درمیان میں رکھ دیا اور پھر وہ سب اس نقشے پر جھک گئے۔

مارشل نے جیب سے سرخ سیاہی والا قلم نکال کر جزیرہ سار یما کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ کھینچ دیا۔

" یہ جزیرہ سار یما ہے ـــــ او۔کے" ـــــ مارشل نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب" ـــــ سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سار یما کے شمال میں خلیج ریگا اور جنوب میں خلیج فن لینڈ ہے۔ خلیج ریگا کے دوسری سمت ریاست ناروا ہے ـــــ اور خلیج فن لینڈ کی دوسری سمت راکویرے ہے ـــــ مشرق میں پارنو اور مغرب میں ناکسالو ہے ـــــ اس لئے ہمیں مورچے ناروا ـــــ ناکسالو ـــــ پارنو اور راکویرے میں لگانے ہیں" ـــــ مارشل نے ہر علاقے پر سرخ نشان بناتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

" واقعی باس! ـــــ یہ لوگ ان چاروں علاقوں میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کے بعد ہی سار یما کو ٹارگٹ بنا سکتے ہیں" ـــــ بیگلوف نے مارشل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" باس! ـــــ اگر ایک اور زاویے سے سوچا جائے تو ایک اور بات بھی سمجھ میں آ سکتی ہے" ـــــ اچانک ایک اور آدمی نے کہا۔

" تفصیل سے بات کرو ـــــ بجھارتیں مت بجھاؤ" ـــــ مارشل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" باس! ـــــ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ یہ جاسوس اس وقت تارتو میں موجود ہیں تو یقیناً وہ تارتو سے سار یما پہنچیں گے ـــــ اور النسانی

نفسیات کے مطابق وہ تارتو سے سیدھی لائن میں سفر کریں گے ـــــ اس
لئے اگر نقشے پر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ لوگ تارتو سے
سیدھے پارنو پہنچیں گے ـــــ اور پھر پارنو سے وہ ساریما کو ٹارگٹ
بنائیں گے ـــــ اس لئے ہمیں سب سے زیادہ توجہ پارنو پر مرکوز رکھنی
چاہیئے" ـــــ اس آدمی نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا ـــــ واقعی ایسا ہی ہوگا ـــــ تارتو سے ان کے لئے ناروا
پہنچنا ناممکن ہے ـــــ کیونکہ اس طرح انہیں اتنا بڑا چکر لگانا پڑے
گا کہ جو عام آدمی کے لئے بھی ناممکن ہے ـــــ جب کہ یہ لوگ چھپ کر
جائیں گے ـــــ اور ویسے بھی ناروا تمام تر فوج کے قبضے میں ہے۔ اس
لئے ان لوگوں کا اس علاقے میں داخل ہونا ناممکن ہے ـــــ اسی طرح
راکویرے کا مسئلہ ہے ـــــ وہاں بھی یہ لوگ نہیں پہنچ سکتے اس
کے لئے انہیں پورے روسیاہ کا چکر لگانا پڑے گا جو ان کے لئے ناممکن
ہے ـــــ اب رہ جاتے ہیں دو علاقے ـــــ پارنو اور ناکسالو ـــــ کیا
میرا تجزیہ درست ہے" ـــــ مارشل زاتورے نے کہا۔

"بالکل درست ہے جناب" ـــــ سب لوگوں نے مارشل زاتورے
کی مکمل تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تارتو سے تو وہ سیدھے پارنو پہنچ سکتے ہیں ـــــ ناکسالو نہیں
پہنچ سکتے ـــــ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی مخالف سمتوں میں واقع
ہیں ـــــ اور واقعی انسانی نفسیات ہے کہ وہ سیدھا راستہ اختیار کرتا
ہے" ـــــ مارشل نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے جناب ! ـــــ ہمیں واقعی تمام تر توجہ پارنو پر ہی

مرکوز رکھنی چاہیئے" ـــــ سب لوگوں نے بڑے مطمئن انداز میں
تائید کی۔

"لیکن اس کے باوجود ہمیں باقی تینوں علاقوں کی طرف سے
غفلت نہیں کرنی چاہیئے ـــــ یہ لوگ عام جاسوس ـــــ یا عام آدمی
نہیں ہیں ـــــ ہو سکتا ہے کہ جو باتیں ہم سوچ رہے ہیں ـــــ یہی
باتیں وہ لوگ بھی سوچ رہے ہوں ـــــ اور پھر وہ سیدھے راستے
کی بجائے کوئی ٹیڑھا راستہ اختیار کر لیں ـــــ اس لئے ہمیں کم از کم
ایک ایک سیکشن باقی تینوں علاقوں میں بھی بھیجنا چاہیئے ـــــ البتہ
تینوں سیکشنوں کے علاوہ باقی تمام سیکشن پارنو کے علاقے میں موجود
رہنے چاہئیں ـــــ اور جب تک یہ لوگ پکڑے نہیں جاتے ـ میں
بھی اپنا ہیڈ کوارٹر پارنو میں ہی رکھوں گا" ـــــ اور ہمیں کسی قسم کا کوئی
رسک نہیں لینا چاہیئے" ـــــ مارشل زاتورے نے اس بار فیصلہ کن لہجے
میں کہا۔

ویسے مارشل دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ایک پسماندہ ملک کے چند
افراد نے جو اس کی توقع سے بہت ہی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے تھے
دنیا کی اس تنظیم کو ناکوں چنے چبا دیئے ہیں جس کے نام سے ہی بڑے بڑے
بین الاقوامی مجرم کانپ اٹھتے تھے۔ لیکن اس تنظیم یعنی کے۔ جی۔ بی کے
تمام سیکشن اس پسماندہ ملک یعنی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو
گرفتار کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

"آپ کا تجزیہ بالکل درست ہے جناب ! ـــــ ہم آپ کو یقین دلاتے
ہیں کہ ہر سیکشن پوری طرح چوکنا رہے گا ـــــ اور کسی قسم کی کوئی غفلت

نہیں ہو گی — کیونکہ یہ ہمارے ملک کی سلامتی — عزت — اور وقار کا مسئلہ ہے" — ان میں سے ایک نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں اب سیکشن بانٹ دیتا ہوں — اور آپ سب اپنے اپنے سیکشنوں کو لے کر فوراً اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ جائیں" — مارشل زاتورے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے فائل میں سے ایک سادہ کاغذ نکال کر اس پر سیکشنوں کے نام لکھنے شروع کر دیئے۔ تاکہ انہیں باقاعدہ ڈیوٹیاں اور علاقے بانٹ دیئے جائیں۔

اور سب لوگ بڑے تجسس بھرے انداز میں اس کاغذ پر جھک گئے کہ دیکھیں کس کی ڈیوٹی کہاں لگتی ہے۔

عمران نے روسیاہ کا تفصیلی نقشہ میز پر پھیلائے بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ ہرمن اور مادام گاکیہ موجود تھیں جب کہ باقی تمام ممبر ابھی اپنے بستروں میں آرام کے لئے پڑے ہوئے تھے۔

مادام گاکیہ نے عمران سے پُرزور اصرار کیا تھا کہ وہ کم از کم چار پانچ روز تک ہوٹل کے تہہ خانے میں چھپا رہے۔ لیکن عمران نے صرف چند گھنٹوں کے آرام کو ہی غنیمت سمجھا۔ اس نے بڑی مشکل سے مادام کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ جس قدر جلد یہاں سے نکل جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔ اور پھر عمران نے جس سامان کی لسٹ مادام گاکیہ کے حوالے کی تھی وہ مادام گاکیہ نے بھاگ دوڑ کر کے چند گھنٹوں میں ہی مہیا کر دیا تھا اس لئے عمران اب پوری طرح مطمئن ہو چکا تھا۔

اس وقت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ لیکن عمران نقشہ میز پر پھیلائے ہرمن اور مادام گاکیہ کے ساتھ اسے سمجھنے اور اس پر نشانات

لگانے میں مصروف تھا۔

" سارہیما جانے کا سب سے آسان راستہ پارنو کی طرف سے جاتا ہے
یہ راستہ مختصر بھی ہے ـــــ اور اس میں خطرات بھی کم ہیں" ـــ ہرمن
نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

" اور سب سے مشکل راستہ کونسا ہے" ـــ ؟ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے پوچھا۔

" سب سے مشکل راستہ میرے خیال میں ناروا کی طرف جانے والا
ہے ـــ اس راستے سے جانے میں اتنا بڑا چکر پڑ جاتا ہے کہ ایک
آدمی کے لئے اسے کراس کرنا بے حد مشکل ہے ـــــ دوسری بات یہ
کہ ناروا تمام تر فوج کے کنٹرول اور قبضے میں ہے۔ وہاں پہنچ کر کسی غیر متعلق
آدمی کا چھپ جانا قطعی ناممکن ہے ـــــ اور پھر ناروا سے سارہیما پہنچنا
تو اور بھی مشکل ہے کیونکہ اس سمندری راستے کے درمیان مہیب ترین
لہریں اٹھتی ہیں ـــ اور سمندر میں چھپی ہوئی چٹانیں بھی ہیں" ـــ ہرمن
اور مادام گاگیہ نے بیک زبان ہو کر جواب دیا۔

اور پھر عمران نے باقی راستوں کے بارے میں بھی تفصیلی بحث کی۔
ہرمن اور گاگیہ کا آخر میں یہی فیصلہ تھا کہ پارنو کی طرف سے سارہیما میں
داخل ہوا جائے۔

" دیکھو ہرمن! ـــ ہم کسی تفریحی ٹور پر نہیں جا رہے کہ ہم سفری
آسانیوں کو مدنظر رکھیں ـــ ہمارا مشن انتہائی خطرناک ہے اور پوری
کے۔ جی۔ بی اس وقت شکاری کتوں کی طرح ہماری تلاش میں ہے۔
اور یہ بھی بتادوں کہ مارشل نے اپنی پوری قوت اسی راستے پر جھونک

رکھی ہوگی ـــ اور اس نے یقیناً سب سے مشکل راستے پر اپنی توجہ
کم رکھی ہوگی۔ اس لئے ہمیں سب سے مشکل راستے کو اپنانا ہے"۔
عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" سب سے مشکل سے تمہاری مراد ناروا راستے سے ہے تو پھر یہ
ناممکن ہے ـــ سوائے اس کے کہ ہم خصوصی پرواز سے وہاں پہنچ
جائیں ـــ سڑک کے راستے وہاں پہنچنا ناممکن ہے ـــ اس کے لئے
تو پورے روسیاہ کا چکر لگانا پڑے گا" ـــ ہرمن نے برا سا منہ بناتے
ہوئے جواب دیا۔

" اس کا ہوائی راستہ کتنا ہوگا" ـــ ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے
پوچھا۔

" تقریباً دس ہزار کلومیٹر بنے گا" ـــ ہرمن نے جواب دیا۔

" تو اس کا مطلب ہے کہ ایک جہاز ایک ہی مسلسل پرواز میں وہاں
تک نہیں پہنچ سکتا" ـــ عمران نے کہا۔

" ہاں! ـــ اسے کم از کم چار بار راستے میں پٹرول لینا ہوگا" ـــ ہرمن
نے جواب دیا۔

" او۔ کے! ـــ اب بتاؤ کہ ناروا میں ایئرپورٹ ہے" ـــ ؟ عمران
نے پوچھا۔

" ہاں ہے ـــ کیوں" ـــ ؟ ہرمن نے چونک کر پوچھا۔

" اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ ہم وہاں سے کوئی جہاز
اغوا کریں ـــ اور اس طرح ناروا پہنچ جائیں" ـــ عمران نے
نقشہ لپیٹتے ہوئے کہا۔

"اس ایئرپورٹ پر چھوٹے جہاز آتے جاتے ہیں ـــــ اور یہ جہاز اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتے" ـــــ ہرمن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ جس حد تک جا سکیں گے جائیں گے۔ پھر وہاں سے آگے دیکھا جائے گا" ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بات طے ہو گئی" ـــــ مادام گاگیہ نے کہا۔

"ہاں طے ہے ـــ اب سے دو گھنٹے بعد ہم روانہ ہو جائیں گے"۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے! ـــ پھر میں آپ کے لئے ٹکٹوں کا بندوبست کرتی ہوں ـــ کیونکہ اس کے بغیر تو آپ ایئرپورٹ میں گھس بھی نہیں سکتے"۔ مادام گاگیہ نے کہا۔

"نہیں! ـــ اس طرح ہمارے لئے دوسرے مسافروں کا بھی مسئلہ بن جائے گا ـــ میں چاہتا ہوں کہ جہاز میں ہم اکیلے ہوں" ـــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ جیسے آپ کی مرضی" ـــ مادام گاگیہ نے کہا اور پھر عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کرنا شروع کر دیا۔

دو گھنٹے سے پہلے وہ سب اس خوفناک اور جان لیوا سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ میک اپ وہ پہلے ہی کر چکے تھے۔ اور مادام گاگیہ نے اس میک اپ میں ان کے جعلی شناختی کارڈ تیار کروا دیئے تھے اس لئے انہیں فوری طور پر پکڑے جانے کا خطرہ لاحق نہ تھا۔

ہوٹل کے عقبی گیٹ سے جب وہ نکلے تو مادام گاگیہ نے انہیں اشک بھری آنکھوں سے رخصت کیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کچی سڑک

سے ہوتے ہوئے بڑی سڑک پر آ گئے اور پھر انہیں جلد ہی ایئرپورٹ کالونی جانے والی بس مل گئی اور وہ بس میں سوار ہو گئے۔ انہوں نے کاندھوں پر سفری تھیلے اٹھائے ہوئے تھے اور ان کا لباس بھی ایسا تھا کہ جیسے وہ سیاحت پر نکلے ہوں۔

عمران نے خود ہی ایئرپورٹ کالونی سٹاپ کا انتخاب کیا تھا۔ یہ کالونی ایئرپورٹ کی پشت پر تھی اور وہاں ایئرپورٹ کے عملے کے لوگ رہتے تھے

تقریباً آدھے گھنٹے بعد بس نے انہیں ایئرپورٹ کالونی سٹاپ پر اتار دیا اور وہ بس سے اتر کر کوارٹروں کی طویل قطار کی درمیانی گلی میں داخل ہوتے چلے گئے۔ چند کوارٹروں میں بجلی کی روشنی چمک رہی تھی جب کہ باقی کوارٹر اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"یہاں کوئی پہرہ تو نہیں ہوتا" ـــ؟ عمران نے ہرمن سے پوچھا۔

"معلوم نہیں ـــ میں کبھی یہاں نہیں آیا" ـــ ہرمن نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

اور پھر اچانک کوارٹروں کی قطاریں ختم ہو گئیں اور آگے ایک وسیع و عریض کھلا میدان آ گیا۔ میدان کے بعد حفاظتی چوکیاں موجود تھیں۔ اور چاروں طرف اونچی اونچی خاردار تار کی باڑیں لگی ہوئی تھیں۔ ان خاردار تاروں کے بعد ایئرپورٹ کی حدود شروع ہو جاتی تھی۔ کوارٹروں کے درمیان سے ایک سڑک اس میدان سے گزر کر ایئرپورٹ کی طرف بڑھتی چلی جاتی تھی اور عمران نے ملگجے اندھیرے میں اس بات کو چیک کر لیا کہ ان کوارٹروں کی سمت بڑے بڑے ہینگر بنے ہوئے ہیں۔ جن کی پشت کوارٹروں کی طرف ہے اور عمران اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے

ان ہینگروں کی پشت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ملگجا اندھیرا ان کے لئے بے پناہ فائدہ مند ثابت ہو رہا تھا۔ خاردار تاریں ان ہینگروں کی سائیڈوں سے شروع ہوتی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ان ہینگروں کی پشت پر پہنچ گئے۔ ہینگروں کی عمارتیں بہت بڑی بڑی تھیں اور ان کی پچھلی دیوار بالکل سپاٹ اور بہت اونچی تھی۔ اس لئے اس طرف سے اوپر چڑھنا تقریباً ناممکن تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان ہینگروں کی عقبی دیوار کے پاس پہنچ کر لیٹ گئے اور پھر عمران نے اندرونی جیب سے ایک پنسل سی نکالی۔ اس نے پنسل کا پچھلا سرا دبایا تو پنسل کی نوک والے حصے سے ایک باریک سی تار باہر نکلتی چلی آئی۔

عمران نے پنسل کی تار والا سرا دیوار پر رکھا اور پچھلے حصے کو انگوٹھے کی مدد سے زور زور سے دبانا شروع کر دیا۔ باریک تار اس طرح دیوار کے اندر گھستی چلی گئی۔ جیسے وہ سیمنٹ کی دیوار نہ ہو۔ بلکہ یہ دیوار کاغذ کی بنی ہوئی ہو۔

عمران نے تار اندر ڈال کر پنسل کے پچھلے حصے کے ساتھ لگے ہوئے کلپ کو زور سے کھینچا تو تار تیزی سے اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی سرر کی تیز آواز نکلی اور دوسرے لمحے دیوار کا ایک کافی بڑا حصہ یوں کٹتا چلا گیا جیسے صابن کو تار سے کاٹا جاتا ہے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے تار کو واپس کھینچا اور پہلے والی جگہ سے مخالف سمت میں تار کو اندر ڈال کر دوبارہ وہی عمل دوہرایا اور دیوار کا ایک چوکور سا ٹکڑہ کٹ گیا۔ لیکن رہا دیوار کے اندر ہی عمران نے پنسل

بند کر کے دوبارہ جیب میں ڈالی اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا انہوں نے اٹھ کر اس چوکور ٹکڑے کے اوپر والے حصے پر ہاتھ رکھے تو عمران نے اس کے نچلے حصے پر زوردار لات جما دی۔ دوسرے لمحے وہ چوکور ٹکڑہ دیوار سے علیحدہ ہو کر ان کی طرف آ گیا جسے صفدر اور کیپٹن شکیل نے سنبھال کر ایک طرف رکھ دیا۔ اب اندر جانے کے لئے راستہ بن گیا تھا۔

اور پھر سب سے پہلے عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد باری باری باقی سب ممبرز بھی اندر داخل ہو گئے۔

یہ بہت بڑا ہینگر تھا جس میں درمیانے سائز کا جہاز کھڑا تھا۔ جہاز بالکل نیا تھا۔ عمران نے اس کے کاک پٹ میں داخل ہو کر اس کی چیکنگ شروع کر دی۔ جہاز کے ٹینک پٹرول سے بھرے ہوئے تھے۔ شاید وہ صبح کی پرواز کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

عمران پھرتی سے نیچے اترا اور پھر وہ ہینگر کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھاٹک باہر سے بند تھا اور اس میں آٹومیٹک تالا نصب تھا عمران نے جیب سے ایک مڑا ہوا تار نکالا اور تالے کے سوراخ میں ڈال کر اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں ہلانے لگا۔

چند لمحوں کی کوشش کے بعد ہی کٹک کی آواز سے تالا کھلتا چلا گیا اور عمران نے تار نکال کر واپس جیب میں ڈالا اور پھر آہستہ سے پھاٹک کا ایک پٹ کھول دیا۔ دوسری طرف وسیع ایئر پورٹ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ عمران نے سر باہر نکالا اور پھر اس نے غور سے ایئر پورٹ پر نظریں جما دیں۔ دور اسے ہوا کا رخ دکھانے والے کپڑے کے بڑے

بڑے بیلون اڑتے ہوئے دکھائی دیئے اور عمران چند لمحے انہیں غور
سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے نظریں ہٹائیں اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا ہر طرف
سکون ہی سکون تھا۔ صرف ہینگروں کے مخالف سمت میں ایئرپورٹ
کے دوسرے کنارے پر ٹرمینل کی اونچی عمارت پر روشنی نظر آ رہی تھی۔
چونکہ یہ مقامی ایئرپورٹ تھا اس لئے یہاں سے مخصوص اوقات میں ہی
پروازیں اترتی چڑھتی تھیں۔ اس لئے یہاں بین الاقوامی ایئرپورٹ
جیسی گھما گھمی موجود نہ تھی۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے پھاٹک کو پوری طرح کھول دیا۔ اب
وہ فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکے تھے۔ پھاٹک کھولتے ہی وہ تیزی
سے واپس پلٹا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جہاز میں سوار ہونے کے
لئے کہا اور وہ سب جو جہاز کے قریب کھڑے اشارے کے منتظر تھے
تیزی سے جہاز پر سوار ہوتے چلے گئے۔

عمران نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی جب کہ ہرمن سیکنڈ پائلٹ
کی سیٹ پر براجمان ہو گیا۔ اور پھر عمران نے جہاز کو آگے بڑھا دیا جہاز
رینگتا ہوا ہینگر سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک ریڈیو ٹرانسمیٹر خود بخود جاگ
اُٹھا۔

"ہیلو۔ ہیلو! ۔۔۔ کس نے پی۔ کے تھری کا انجن چلایا ہے" ۔۔۔؟
دوسری طرف سے ایک حیرت بھری مگر کرخت آواز گونجی۔

"میں انجن ٹیسٹ کر رہا ہوں ۔۔۔ مجھے اس میں گڑبڑ محسوس ہو رہی
ہے" ۔۔۔ عمران نے روسیا ہی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم شولوخوف! ۔۔۔ تم اتنی جلدی ہینگر میں کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔؟

دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ جہاز کے انجن میں گڑبڑ ہے ۔۔۔ اس لئے
میں نے سوچا کہ چیک کر لوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جہاز کو رن وے پر چڑھا لایا۔

"مگر تمہیں ٹرمینل کو اطلاع دینی چاہئے تھی ۔۔۔ شولوخوف!
تم نے ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے ۔۔۔ جہاز کو واپس ہینگر میں لے
جاؤ" ۔۔۔ اب بولنے والے کے لہجے میں حیرت کی جگہ سختی کے عنصر
نے لے لی تھی۔

"یہ میری ذاتی چیکنگ ہے ۔۔۔ اور میں ضابطے کی رُو سے ایسا کر سکتا
ہوں" ۔۔۔ عمران نے بھی سخت لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے
اس نے ہوا کے رُخ کے مطابق جہاز کا رُخ موڑا اور جہاز کو سپیڈ
دے دی۔

"رُک جاؤ شولوخوف! ۔۔۔ جہاز مت اڑاؤ ۔۔۔ واپس آجاؤ فوراً"۔
اچانک ٹرمینل سے چیختی ہوئی آواز ریڈیو ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

"کچھ نہیں ہوتا ۔۔۔ تم خواہ مخواہ چیخ رہے ہو ۔۔۔ میں ابھی اسے
فضا میں ٹیسٹ کر کے واپس آتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی جہاز کے پہیوں نے زمین چھوڑ دی اور
وہ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر سامنے رکھ لیا اور پھر اس نے
جہاز کا رُخ موڑنا شروع کر دیا۔

"تم کس طرف جا رہے ہو شولوخوف! ـــــ تمہارا راستہ بالکل غلط ہے" ـــــ اچانک ٹرمینل کی طرف سے ایک اور بھاری آواز گونجی۔

"میں مختلف ہوائی دباؤ میں انجن ٹیسٹ کرنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ وہ اس بات پر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کہ ٹرمینل والوں نے اُسے خوامخواہ شولوخوف کا روپ دے دیا ہے۔ شاید اس کا لہجہ اس سے ملتا جلتا نکلا تھا۔

"یہ آخر آج تمہیں ہو کیا گیا ہے ـــــ آج سے پہلے تو تم نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی" ـــــ ٹرمینل سے کہا گیا۔

"اور آج سے پہلے انجن میں بھی تو کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی تھی" ـــــ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جہاز کا رُخ مکمل طور پر موڑ دیا۔ اب جہاز نقشے کے مطابق جھیل چیورسکے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"یہ آپ کہاں جا رہے ہیں" ـــــ ؟ ہرمن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے پہلی بار عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"بس تم خاموش بیٹھے دیکھتے جاؤ" ـــــ عمران نے جواب دیا اسی لمحے ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو شولوخوف! ـــــ فوری طور پر جہاز کو واپس موڑو۔ ورنہ ہم سیکورٹی بیس کو اطلاع کر دیں گے" ـــــ دوسری طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم خوامخواہ گھبراتے چلے جا رہے ہو ـــــ میں تو صرف انجن کو

اچھی طرح ٹیسٹ کر رہا ہوں ـــــ میں نے جہاز کا اچار ڈالنا ہے ـ اگر بعد میں باقاعدہ پرواز میں کوئی گڑبڑ ہو گئی تو سب مارے جائیں گے" ـــــ عمران نے بھی جواب میں انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ تم بکواس کر رہے ہو ـــ تم سیدھے اُڑے چلے جا رہے ہو ـــ تمہاری پرواز کا راستہ بھی طے شدہ نہیں ہے ـــ کسی بھی لمحے کسی جہاز سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے" ـــــ ٹرمینل سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کچھ نہیں ہوتا ـــ تم دیکھو تو سہی ـــ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ـــ میں ابھی واپس آ جاؤں گا" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن بالکل آف کر دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ ٹرمینل کی رینج سے باہر آ گیا اور اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ لیکن اب ٹرانسمیٹر خاموش تھا۔

"اب یہ لوگ ہمارے پیچھے جہاز لگائیں گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ کا ارادہ کہاں جانے کا ہے ـــ ؟ جس راستے پر آپ جا رہے ہیں یہ راستہ تو کسی ایئرپورٹ کی طرف نہیں جاتا" ـــــ ہرمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم ایئرپورٹ پر اتریں گے تو ہمارا باقاعدہ بینڈ باجے کے ساتھ استقبال کیا جائے گا" ـــــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ہرزن کوئی جواب دیتا، اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک آواز گونج اٹھی۔

"ہیلو۔ پی کے بھری ۔۔۔ میں چیف آف سیکورٹی بیس بول رہا ہوں ۔۔۔ فوراً اپنی پوزیشن کی وضاحت کرو" ۔۔۔ آواز بے حد کرخت دار تھی اور لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"کیا پوزیشن بتاؤں ۔۔۔؟ انجن میں گڑبڑ ہے ۔۔۔ جہاز سخت خطرے میں ہے ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ جہاز کے انجن میں کوئی گڑبڑ ہے۔ میں نے اُسے چیک کرنے کے لئے اڑایا ہے ۔۔۔ اب معلوم ہوا ہے کہ واقعی گڑبڑ موجود ہے" ۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی گڑبڑ ہے ۔۔۔ وضاحت کرو" ۔۔۔ بولنے والے نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"انجن کے چیک ماسٹر میں گڑبڑ ہے ۔۔۔ جہاز آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو تمہیں فوری کریش لینڈنگ کرنی پڑے گی ۔۔۔ اور جس جگہ تم موجود ہو ۔۔۔ وہاں کریش لینڈنگ نہیں ہو سکتی" ۔۔۔ سیکورٹی بیس کے انچارج نے چیختے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر ابھر آیا تھا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ لیکن میں نے ایک اور تجویز سوچی ہے کہ جہاز کو جھیل پیورسک میں اتار دوں ۔۔۔ صرف یہی ایک صورت ایسی ہے جس سے شاید جہاز بچ جائے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں نہیں ۔۔۔ یہ بہت خطرناک ہے ۔۔۔ جھیل بہت تنگ

ہے اور اس میں نوکدار چٹانیں ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو اور کیا کیا جائے ۔۔۔ چیک ماسٹر تو اب کسی طرح ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اور جہاز آہستہ آہستہ اپنی بلندی ختم کرتا جا رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن جھیل تو ابھی دور ہے ۔۔۔ تم وہاں تک کیسے پہنچ سکو گے۔؟ جہاز کو موڑ دو اور راستے میں کریش لینڈنگ کے لئے کوئی جگہ تلاش کرو" تیز لہجے میں کہا گیا۔

آپ کمال کی بات کر رہے ہیں ۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں کہ چیک ماسٹر خراب ہے ۔۔۔ جہاز آؤٹ آف کنٹرول ہے ۔۔۔ آپ کہتے ہیں موڑ دوں" ۔۔۔ عمران نے ڈانٹتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

لیکن عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری طرف سے بولنے والا یکدم خاموش ہو گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

"ہیلو! ۔۔۔ تم کون ہو ۔۔۔ اپنی شناخت کراؤ ۔۔۔ شولوخوف تو ابھی ابھی ٹرمنل پہنچا ہے ۔۔۔ تم کون ہو ۔۔۔ اور تم نے جہاز کیوں چرایا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے انداز میں کہا گیا۔

"جو ٹرمنل میں پہنچا ہے وہ میرا ہمزاد ہو گا ۔۔۔ میں اصل شولوخوف ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم غیر ملکی جاسوس ہو ۔۔۔ ہم سیکورٹی بیس سے طیارے بھیج رہے ہیں ۔۔۔ فوراً واپس آجاؤ۔ ورنہ ہم جہاز کو تباہ کر دیں گے" ۔۔۔ اس بار ایک اور آواز سنائی دی جو پہلے سے زیادہ کرخت تھی۔

"جہاز تو ویسے بھی تباہ ہو رہا ہے ۔۔۔ اچھا ہے تم ہی کر ڈالو۔

بعد میں تحقیقات ہوگی تو تم ہی ذمہ دار ٹھہرائے جاؤ گے" ـــــ عمران نے
جواب دیا مگر دوسری طرف سے ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا اور عمران نے بھی مسکراتے
ہوئے بٹن آف کر دیا۔

"کیا آپ واقعی جھیل میں جہاز اتاریں گے" ـــــ ہرمن کے لہجے
میں ہلکا سا خوف تھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے میں نے پبلسٹی اشتہار پھینکنے کے لئے جہاز
اڑایا ہے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

جہاز اس وقت انتہائی رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا اور عمران کی
نظریں انجن کے درمیان میں نصب چھوٹی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔
چہرے پر گہرا اطمینان تھا جیسے وہ معمول کی پرواز پر جا رہا ہو۔

"چلو بھئی تیار ہو جاؤ ـــــ منی پیراشوٹ باندھ لو۔ جلدی" ـ عمران
نے اچانک چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے عمران کی آواز
سنتے ہی تیزی سے تھیلوں میں سے جدید ترین قسم کے چھوٹے چھوٹے
پیراشوٹ نکال کر انہیں کمر سے باندھنا شروع کر دیا۔ یہ پیراشوٹ
مادام گاکیہ نے مہیا کئے تھے۔

ہرمن نے بھی پھرتی سے پیراشوٹ باندھ لیا۔ اور عمران نے بھی کنٹرول چھوڑ
کر انتہائی پھرتی سے پیراشوٹ باندھ لیا۔ جہاز کو جھٹکے لگنے لگے تو عمران
نے پھرتی سے دوبارہ کنٹرول سنبھال لیا۔ اس کے ساتھ ہی سب ساتھی
جہاز کے ہنگامی دروازے کے قریب پہنچ گئے اور پھر عمران نے
بٹن دبا کر ہنگامی دروازہ کھول دیا۔

"چلو کود جاؤ ـــــ سب نے جھیل کے قریب پہنچنا ہے" ـ عمران

نے چیخ کر کہا اور عمران کے ساتھیوں نے تیزی سے نیچے کودنا شروع کر
دیا۔ سیاہ رنگ کی چھتریاں کھلتی چلی گئیں۔ عمران نے انہیں پہلے اس لئے
نیچے اتار دیا تھا تاکہ سیکورٹی بیس سے آنے والے جہاز انہیں چیک نہ
کر سکیں۔

"میں بھی کود جاؤں" ـــــ ہرمن نے پوچھا۔

"ہاں جلدی کرو۔ جہاز بس پہنچنے ہی والے ہیں" ـ عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا اور ہرمن اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔

جب وہ نیچے کودا، اسی لمحے عمران کو جہاز کے اندرونی راڈار پر
دس کے قریب سیاہ دھبے ابھرتے ہوئے نظر آئے اور عمران نے اپنی
خود کار سیٹ کو پیچھے کی طرف دھکیلا اور پھر اس نے سیٹ کے نیچے
ہاتھ ڈال کر ایمرجنسی بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور تیز ہوا کا
جھکڑ عمران کے جسم سے ٹکرایا۔ پائلٹ سیٹ کے اوپر جہاز کی چھت ہٹ
گئی اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے عمران سیٹ سمیت طیارے
کی چھت سے نکل کر گولی کی طرح فضا میں بلند ہوتا چلا گیا اور طیارہ سائیں
کی تیز آواز سے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔

اپنے آپ کو سنبھالتے ہی عمران نے سیٹ بیلٹ پر رکھے ہوئے
ہاتھ کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور سیٹ اس کے جسم سے علیحدہ
ہو کر نیچے گرتی چلی گئی۔ اسی لمحے عمران کا پیراشوٹ کھل گیا اور وہ آہستہ
آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ اسے دور فضا میں ڈولتا ہوا طیارہ صاف نظر

آرہا تھا۔ طیارے کا رُخ جھیل کی مخالف سمت میں تھا۔

جب عمران زمین کے قریب پہنچا تو مہیب آوازیں نکالتے ہوئے سیکورٹی کے طیارے اس کے سر کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ ان کا رُخ ادھر ہی تھا جدھر عمران کا جہاز گیا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرتی چلی گئی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اور پھر جب وہ زمین پر اترا تو اس نے دُور سے زمین سے شعلوں کی دیوار سی اٹھتی دیکھی اور عمران سمجھ گیا کہ جہاز زمین سے ٹکرا کر ختم ہو گیا ہے۔

اور پھر عمران تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی رفتار میں خاصی تیزی تھی اور تھوڑی دیر بعد سیکرٹ سروس کے ممبران باری باری ملتے چلے جا رہے تھے۔ وہ سب بخیریت نیچے اترنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ سیکورٹی بیس کے سب طیارے اب واپس مڑ کر چلے گئے تھے اور اب میدان صاف تھا۔

تھوڑی دُور چلنے کے بعد وہ سب جھیل کے کنارے پر پہنچ گئے۔ عمران نے نقشہ جیب سے نکالا اور جھیل کے اس حصے کو دیکھنے لگا جہاں وہ موجود تھے۔

تھوڑی دیر تک غور کرنے کے بعد عمران نے نقشہ واپس جیب میں ڈالا اور پھر اپنے کندھے پر موجود بیگ نیچے اتارا اور اُسے کھول کر اس میں سے تہہ کی ہوئی ربڑ کی کشتی باہر نکالی۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا پمپ بھی باہر نکال لیا۔

"اچھا ___ تو اس لئے آپ نے مادام سے یہ کشتی منگوائی تھی ___ اس

کا مطلب ہے کہ آپ اپنا پروگرام پہلے ہی سیٹ کر چکے تھے" ___ ہرمن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہرمن صاحب! ___ ان کا دماغ کمپیوٹر ہے ___ سو سال بعد جو واقعہ پیش آنا ہے اس کا ڈیفنس انہوں نے پہلے سوچ رکھا ہو گا" ___ نعمانی نے مسکراتے ہوئے ہرمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاک سوچ رکھا ہو گا ___ بس ہمیں خراب کرتا پھر رہا ہے" ___ تنویر نے جواب میں بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر کہو تو تمہیں فریج میں رکھوا دوں ___ ہمیشہ تازہ رہو گے ___ خراب ہونے سے بچ جاؤ گے" ___ عمران نے کشتی میں پمپ کے ذریعے ہوا بھرتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب! ___ تنویر صاحب کو کسی کولڈ سٹوریج میں رکھنا پڑے گا ___ تاکہ ان کے بیج کا اگاؤ درست رہے" ___ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ___ اب آپ بھی بول پڑے" ___ تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ___ جلدی کیجئے ___ مجھے دُور سے جیپوں کی لمبی قطاریں آتی دکھائی دے رہی ہیں" ___ اچانک کیپٹن شکیل نے چونک کر ایک طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب اپنی باتیں بھول کر ادھر ہی دیکھنے لگ گئے جدھر کیپٹن شکیل کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ واقعی بہت دور سیاہ دھبے زمین پر رینگتے نظر آ رہے تھے۔ ان دھبوں کا رُخ ان کی

طرف ہی تھا۔ عمران نے پھرتی سے ہاتھ چلائے اور چند لمحوں بعد ربڑ کی اتنی بڑی کشتی تیار ہو گئی جس میں وہ سب آسانی سے سفر کر سکتے۔

کشتی اٹھا کر عمران نے جھیل کی طرف دوڑ لگا دی۔ سب ممبرز بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد عمران نے کشتی کو جھیل کے پانی میں اتار دیا اور پھر وہ سب تیزی سے اس میں سوار ہو گئے۔ جھیل کے اس حصے میں جھیل کی چوڑائی خاصی کم تھی اور یہاں ہر طرف چٹانیں ہی چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔ عمران نے کشتی میں لگے ہوئے ربڑ کے چپو سنبھالے اور کشتی کو تیزی سے ایک بڑی چٹان کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔

ادھر جیپیں اب خاصی نزدیک آ چکی تھیں اور ان کے ہیولے اب واضح ہوتے چلے جا رہے تھے۔ عمران پوری قوت سے کشتی کو دھکیلتا ہوا چٹان کی آڑ میں لے گیا اور چند لمحوں بعد وہ کشتی کو بڑی چٹان کی آڑ میں چھپانے میں کامیاب ہو گیا۔

اسی لمحے جیپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور چند لمحوں بعد جیپوں کی قطاریں عین اسی جگہ سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ موجود تھے۔ جیپوں کی تعداد بیس تھی۔

تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد اچانک جیپوں کا یہ کاروان یکدم رکتا چلا گیا۔ اور پھر اس میں سے بے شمار سپاہی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے نیچے اترتے چلے آئے۔ ان کا رخ جھیل کی طرف ہی تھا۔

جونوکوف آنکھیں ملتا ہوا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہ میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر ہی سو گیا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر میں سے نکلنے والی تیز سیٹی کی آواز نے اسے ہڑبڑا کر اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو — جیگور سپیکنگ۔ اوور" —— جونوکوف نے بٹن دباتے ہی انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سیکورٹی بیس نمبر تھرٹین۔ اوور" —— دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"یس —— فرمایئے کیا بات ہے۔ اوور ——؟" جونوکوف نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ سیکورٹی بیس سے آنے والی کال کا مطلب تھا کہ کوئی ایمرجنسی ہی ہو سکتی ہے۔

"جیگور ا —— فوری طور پر حرکت میں آ جاؤ —— ابھی تھوڑی دیر

پہلے تار تو ایئرپورٹ کے ہینگر سے ایک جہاز کو اغوا کر کے لے جایا گیا ہے جہاز کا رخ چیکورسکے جھیل کی طرف ہے۔ ہم پہلے اس لئے ایکشن میں نہیں آئے کہ ہم یہی سمجھتے رہے کہ جہاز کو اس کا پائلٹ شولونوف اڑا رہا ہے لیکن اب پتہ چلا ہے کہ اصل پائلٹ ٹرمینل میں موجود ہے ۔۔۔ اسے کوئی مجرم لے اڑا ہے۔ ابھی یہ پتہ نہیں چل سکا کہ جہاز اغوا کرنے والا ایک آدمی ہے یا زیادہ ہیں۔ بہرحال میں نے سیکورٹی طیارے اُسے تباہ کرنے کے لئے بھیج دیئے ہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ جہاز ہٹ کئے جانے سے پہلے ہی اتر جائیں۔ تم فوراً اپنے ساتھیوں کو لے کر جھیل کے شمالی حصے کی طرف بڑھ جاؤ۔ اور کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اُسے گولی سے اڑا دینا۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

" او کے اوور اینڈ آل" جونوکوف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے بٹن آف کیا۔ اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی عمارت میں تیز آواز سے خطرے کا سائرن بجنے لگا اور جونوکوف میز کے پیچھے سے نکل کر ملحقہ دروازے میں گھستا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ باہر نکلا تو اس کے جسم پر سیفٹی جیکٹ موجود تھی اور کاندھے سے جدید ترین مشین گن لٹک رہی تھی۔ وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر ایک راہداری میں سے ہوتا ہوا تھوڑی دیر بعد ایک کھلی جگہ میں آگیا۔ جہاں بیس بڑی بڑی جیپیں کھڑی تھیں سب جیپوں کے ساتھ اسی طرح کے لباس پہنے ہوئے بیشمار افراد موجود تھے

اور ان سب نے اسی قسم کی مشین گنیں کندھوں سے لٹکائی ہوئی تھیں۔

جونوکوف نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں جیپوں میں سوار ہونے کے لئے کہا اور پھر اچھل کر سب سے آگے والی جیپ میں سوار ہو گیا۔ جیپوں کی چھتیں کھلی ہوئی تھیں۔

" جھیل چیکورسک کی شمالی طرف چلو" جونوکوف نے تیز لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور خود سیٹ پر کھڑا ہو کر اس نے جیپ کے ڈنڈے پکڑ لئے۔

جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی عمارت سے باہر نکلی اور اس کے پیچھے باقی انیس جیپیں بھی دوڑتی چلی گئیں۔

ابھی وہ عمارت سے نکل کر تھوڑی ہی دُور گئے ہوں گے کہ اچانک فائٹر طیارے مہیب آوازیں نکالتے ہوئے ان کے سروں کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ یہ سیکورٹی بیس کے طیارے تھے جو شاید اغوا شدہ طیارے کو تباہ کرنے کے لئے گئے تھے۔

ان طیاروں کو دیکھتے ہی جونوکوف نے جیکٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایریل کھینچ کر اس کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔ جیگور کالنگ۔ اوور" اس نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

" یس۔۔۔ سیکورٹی بیس سپیکنگ۔ اوور" دوسری طرف سے چند لمحوں بعد جواب ملا۔

" آپ کے طیارے واپس آرہے ہیں اغوا شدہ جہاز کا کیا ہوا۔ اوور" ؟ جونوکوف نے پوچھا۔

"طیارہ جھیل کی شمالی پہاڑیوں سے ٹکرا کر تباہ ہو چکا ہے وہ خود ہی نیچے ہوتا چلا گیا تھا ــــ اس طرح کم بلندی کی وجہ سے پہاڑیوں سے ٹکرا گیا لیکن اس کے گرنے اور ٹکرانے کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اغوا کرنے والا یا کرنے والے پہلے ہی جہاز سے کود چکے تھے ــــ تم بہرحال فوراً وہاں پہنچو اور اچھی طرح چیکنگ کر کے رپورٹ دو ــــ اور سنو! یہ معاملہ بے حد سیریس ہو گیا ہے۔ ایئرپورٹ حکام نے جب جہاز کے اغوا کی رپورٹ ہائی کمان کو دی ــــ تو وہاں سے کے۔ جی۔ بی کو مطلع کیا گیا۔ اور کے۔ جی۔ بی کے مارشل زاتورے نے ان لوگوں کو پکڑنے کے فوری احکامات جاری کر دیئے ہیں ان کی رپورٹ کے مطابق آٹھ غیر ملکی جاسوسوں کا گروہ تارتو میں موجود تھا ــــ جس کی تلاش ڈاگ سیکشن کر رہا تھا ــــ مارشل زاتورے کا خیال ہے کہ یہ وہی گروپ ہے جس نے جہاز اغوا کیا ہے۔ اور یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں اس لئے تمہیں بہت ہوشیار رہنا پڑے گا۔ اوور" ــــ سیکورٹی بیس سے جواب دیا گیا۔

"اوہ! اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ فخر ہمیشہ کی طرح جیگور سیکشن کے ہی حصے میں آئے گا کہ جسے ڈاگ سیکشن تلاش نہ کر سکے ان کی لاشیں جیگور سیکشن کی عمارت پر کے۔ جی۔ بی کو لٹکی ہوئی ملیں گی۔ اوور" ــــ جونوکوف نے بڑے فخر بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

جیپوں کا یہ کاروان اب ایک وسیع و عریض میدان میں دوڑا چلا جا

رہا تھا۔ جھیل وہاں سے خاصے فاصلے پر واقع تھی۔

جونوکوف نے جھک کر جیپ کے نچلے حصے میں ہاتھ ڈال کر ایک دُوربین نکالی اور اس کی ڈوری گلے میں ڈال کر اس نے ایک ہاتھ سے جیپ کا ڈنڈا تھاما اور دوسرے ہاتھ سے اس نے دُوربین کو آنکھوں سے لگا لیا۔

جونوکوف روسیاہ کے ایک خصوصی سیکشن جیگوار کا انچارج تھا۔ جیگور سیکشن ــــ کا کام مجرموں کی بیخ کنی ہے۔ یہ لوگ عقابوں کی طرح مجرموں پر جھپٹتے تھے اور مجرم ایک بار ان کے سامنے آ جائے پھر ان سے اس کا بچ نکلنا ناممکن سمجھا جاتا تھا۔

یہ لوگ ہر قسم کے اسلحے اور کیل کانٹے سے لیس رہتے تھے اور جیگور سیکشن کے آدمی اپنے کام میں انتہائی ماہر سمجھے جاتے تھے۔ اسی لئے جونوکوف نے پورے اعتماد کے ساتھ سیکورٹی بیس کے انچارج کو کہہ دیا تھا کہ غیر ملکی جاسوسوں کی لاشیں جیگور سنٹر کی عمارت سے لٹکی ہوئی ہونگی۔

جیپیں خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھیں کہ اچانک جونوکوف چونک پڑا۔

اس نے دُوربین کا لینز درست کیا اور دوبارہ جھیل کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے دُور سے چند افراد جھیل کے کنارے کسی چیز پر جھکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

پھر جیسے جیسے جیپ آگے بڑھتی چلی گئی منظر واضح ہوتا چلا گیا۔ واقعی وہ آٹھ افراد تھے اور ربڑ کی بڑی کشتی تیار کرنے میں مصروف تھے طاقتور دُوربین کی وجہ سے کافی فاصلہ ہونے کے باوجود جونوکوف سب کچھ اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے ہو رہا ہو۔

اس نے دُوربین گلے میں لٹکائی اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر
اس نے ایک پتلی سی سیٹی نکالی اور اُسے منہ میں رکھ کر بجانے لگا۔
سیٹی سے ایسی آواز نکلی جیسے کوئی جھینگر بول رہا ہو۔ لیکن آواز اتنی
تیز تھی کہ ایک لمحے میں آخری جیپ تک پہنچ گئی۔ اور جیپوں میں سوار ہر
شخص پوری طرح چوکنا ہو گیا۔ کیونکہ یہ آواز خطرہ نزدیک آنے کا خصوصی
کاشن تھا۔

جونوکوف نے خطرے کا سائرن دینے کے بعد سیٹی کو واپس جیب
میں ڈالا اور دوبارہ دُوربین سنبھال لی۔

اب فاصلہ کافی کم ہو گیا تھا۔

اور پھر اسی لمحے جونوکوف نے یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس جگہ
اس نے ان آٹھ افراد کو دیکھا تھا وہاں اب کچھ بھی نہ تھا۔ اس نے تیزی
سے اِدھر اُدھر نظریں گھمائیں اور دوسرے لمحے ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ
اس نے ایک بڑی سی کشتی کے کنارے کو تیزی سے ایک بڑی چٹان
کے پیچھے غائب ہوتا دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ جاسوس کشتی میں سوار ہو کر
جھیل میں اترے ہیں اور جیپوں کو دیکھ لینے کے بعد وہ اس چٹان کے
پیچھے چھپ گئے ہیں۔

جونوکوف نے فوراً ہی اپنی حکمت عملی مرتب کر لی۔ چٹان خاصی بڑی
تھی اور پھر اس کے پیچھے بھی چٹانوں کا ایک سلسلہ سا تھا۔

جونوکوف یا اس کے آدمیوں کے لئے جھیل کو کراس کرنا مشکل تھا۔
کیونکہ ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی۔ اس لئے اس نے ایک ہی فیصلہ کیا
کہ راکٹ کاربین کی مدد سے اس چٹان کو ہی اڑا دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ

اتنی بڑی چٹان کے اڑنے کے بعد اس کے پیچھے چھپے ہوئے افراد کا بچ
نکلنا ناممکن ہے اور پھر ان کی لاشوں یا ان کے ٹکڑوں کو جھیل میں تیر کر
آسانی سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ اچھل کر واپس سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس
نے جیپ کے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے مخصوص ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ جونوکوف کالنگ۔ راکٹ لانچر۔ اوور" ۔۔۔ جونوکوف
نے کہا۔

"یس۔ راکٹ لانچر سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسرے لمحے ایک بھاری
آواز گونجی۔

"مجرم جھیل میں بڑی تکونی چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔ تمہاری
جیپ چونکہ درمیان میں ہے اس لئے ہم اس چٹان سے آگے جا کر
رکیں گے۔ تم نے اپنی جیپ چٹان کے بالکل سامنے روکنی ہے اور
پھر فوری طور پر راکٹ لانچر سیٹ کرنا ہے۔ سمجھ گئے۔ اوور" ۔۔۔
جونوکوف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"سمجھ گئے جناب! ۔۔۔ اس چٹان کو اڑانا ہے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری
طرف سے پوچھا گیا۔

"تو اور کیا ہم نے اس چٹان پر تحقیقی مقالہ لکھنا ہے۔ ۔۔۔ اور سنو!
طاقتور ترین راکٹ فائر کرنا ہے۔ ۔۔۔ اور مزید سنو کہ ہمارے پاس وقت
بالکل نہیں ہو گا۔ ۔۔۔ ورنہ مجرم نکل بھاگیں گے۔ ۔۔۔ اس لئے زیادہ
سے زیادہ جیپ رُکنے کے دو منٹ کے اندر اندر فائر ہونا چاہیئے۔
اوور" ۔۔۔ جونوکوف نے غصیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ــــ ایسا ہی ہوگا۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر جونوکوف نے تیزی سے فریکوئنسی بدل دی۔ اب وہ جنرل فریکوئنسی پر بات کر رہا تھا۔

"ہیلو ہیلو ـ جیگور گروپ اٹنشن پلیز ــــ مجرم جھیل کی تکونی چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں ــــ راکٹ لانچر جیپ اس چٹان کے سامنے آئے گی ــــ باقی جیپیں اسی انداز میں رک جائیں ـ اور ہر شخص فوری طور پر نیچے اتر کر پوزیشن سنبھال لے ــــ راکٹ لانچر سے فائر کر کے چٹان کو اڑانے کا حکم دے دیا گیا ہے ــــ باقی ہدایات موقع پر دی جائیں گی ــــ اوور اینڈ آل" ــــ جونوکوف نے تیز لہجے میں ہدایات دینے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر کاندھے سے مشین گن اتار کر اس نے ہاتھوں میں سنبھال لی اور پھر جیپ کے رکنے کا انتظار کرنے لگا۔

پھر اس کی جیپ جھیل کے سامنے پہنچ گئی اور ڈرائیور جیپ کو آگے بڑھا کر لیتا چلا گیا۔

جب اس کے اندازے کے مطابق راکٹ لانچر جیپ تکونی چٹان کے سامنے پہنچ گئی تو اس نے جیپ کو بریک لگا دیئے اور اس کے ساتھ ہی دوسری جیپیں بھی خود بخود رکتی چلی گئیں۔

جونوکوف جیپ کے رکتے ہی مشین گن سنبھالے اچھل کر نیچے اترا اور اس کے ساتھ ہی ہر جیپ میں سے تمام جیگور مین مشین گنیں سنبھالے نیچے اترے۔ ان سب کی مشین گنوں کا رخ ظاہر ہے جھیل کی طرف ہی

ہونا ہے۔

راکٹ لانچر جیپ میں سے انتہائی پھرتی سے ایک بڑا سا سٹینڈ نیچے اتارا گیا اور پھر اسے آگے بڑھ کر جھیل کے کنارے پر فٹ کر دیا گیا سٹینڈ کے فٹ ہوتے ہی ایک بڑی سی توپ نما نالی لا کر اس سٹینڈ پر نصب کی گئی اور چند لمحوں بعد اس میں ایک بڑا سا راکٹ ڈال دیا گیا۔

جونوکوف خاموش کھڑا یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا۔

جیسے ہی راکٹ کو لانچر میں ڈالا گیا جونوکوف نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور دوسرے لمحے راکٹ فائر کر دیا گیا۔

ایک زور دار دھماکہ ہوا اور نال میں سے راکٹ بجلی کی سی تیزی سے نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا سیدھا اس چٹان سے جا ٹکرایا اور پھر بڑی سی تکونی چٹان ایک ہولناک دھماکے سے ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں اڑی اور پھر اس کی چٹانیں نیچے گرتی چلی گئیں۔

"ھرا ــــ ویری گڈ ٹارگٹ" ــــ جونوکوف نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر وہ سب جونوکوف کی طرح جھیل میں کود گئے اور پھر تیزی سے تیرتے ہوئے اس طرف بڑھنے لگے جہاں ان کے خیال کے مطابق مجرموں کی لاشوں کے ٹکڑے جھیل کے پانی پر تیر رہے ہوں گے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جھیل میں موجود چٹان کی آڑ میں ہو کر جیپوں کو رکتے ہوئے دیکھتا رہا۔ چونکہ کشتی بالکل چٹان کے پیچھے تھی۔ اس لئے دوسری طرف سے وہ پوری کارروائی نہ دیکھ سکتا تھا لیکن جیپوں کو وہاں رکتے دیکھ کر اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔ جیپوں کے رکنے کا صاف مطلب یہی تھا کہ جیپوں میں سوار افراد نے انہیں چیک کر لیا ہے۔

چنانچہ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جلدی کرو ۔۔ پچھلی چٹان کراس کر کے دوسری طرف پانی میں اتر جاؤ یہ لوگ ضرور یہاں ریڈ کریں گے " ۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں تیزی تھی اور پھر اس نے پیچھے موجود چھوٹی چٹان پر چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا اس کے پیچھے جھیل کے پانی میں کود گیا۔ باقی افراد نے بھی اس کی پیروی کی سب سے آخر میں الیون تھری نے چھلانگ لگائی اور وہ پانی میں تیرتے ہوئے حملہ آوروں کی آمد کے منتظر تھے تاکہ جیسے ہی وہ اس چٹان کے

پیچھے پہنچیں انہیں آسانی سے نشانہ بنایا جا سکے کہ اچانک دور ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دھماکہ کی مخصوص گونج سنتے ہی عمران نے چیخ کر گہرا غوطہ لگانے کے لئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ پوری طرح گونجا بھی نہ تھا کہ بڑی چٹان ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ کر فضا میں بکھرتی چلی گئی۔ اور ان کے سروں پر اور پانی میں جیسے پتھروں کی بارش سی ہوتی چلی گئی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ساکت جھیل میں زبردست طوفان آگیا ہو وہ چونکہ گہرے پانی میں غوطہ لگا چکے تھے۔ اس لئے پتھروں کی بارش سے وہ بال بال بچے۔ اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی یا وہ اب تک کشتی میں موجود ہوتے تو یقیناً ان کے جسموں کے ٹکڑے بھی پانی میں پھیل چکے ہوتے۔

عمران غوطہ لگاتے ہی تیزی سے تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر کافی فاصلے سے چٹان کے پیچھے سے نکل کر وہ جب سامنے کے رخ پر آیا تو ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس نے پچاس ساٹھ افراد کو مشین گنیں اٹھائے پانی میں تیر کر ٹوٹی ہوئی چٹان کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ کنارے پر بیس بڑی جیپیں موجود تھیں۔

عمران تیزی سے تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ پہلی جیپ کے عین درمیان میں سے پانی سے نکلا اور تیزی سے رینگتا ہوا جیپ کے نیچے سے ہوتا ہوا دوسری طرف نکل آیا۔ جیپوں کے پاس کچھ مسلح لوگ موجود تھے لیکن ان سب کی نظریں بھی اسی چٹان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ عمران جس جیپ کے نیچے سے ہو کر دوسری طرف نکلا تھا۔ اس میں کوئی فرد موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران پھرتی سے جیپ

کے اندر داخل ہو گیا۔ اور داخل ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھر آئی۔ اُسے جیپ کی پچھلی سیٹ کے نیچے بم رینچ پڑی ہوئی نظر آگئی۔ یہ بم رینچ خاصی بڑی تھی اور باریک کالے رنگ کی تار میں چھوٹے چھوٹے بم تھوڑے تھوڑے فاصلے پر منسلک تھے۔ عمران نے بڑی پھرتی سے بم رینچ باہر کی طرف گھسیٹی اور پھر اس نے اس کا پہلا سرا اس جیپ کے پچھلے پہیوں کے نیچے رکھا اور دوسرے حصے کو گھسیٹ کر پچھلی جیپوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ جیپ کے افراد تمام تر جھیل کے کنارے کی طرف متوجہ تھے اس لئے اس طرف اسے دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ اور پھر جیپوں کا یہ کارواں بالکل ایک دوسرے کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ دو جیپوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ چند انچوں کا فاصلہ ہو گا۔ اس لئے اس کا درمیانی حصے سے بھی دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہ تھا۔ وہ اس طرح بم رینچ کو لے کر پیچھے کی طرف پھیلاتا چلا گیا۔

اسی لمحے اسے جھیل کی طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آواز سنائی دی جیسے دو پارٹیاں آپس میں ٹکرا گئی ہوں۔ لیکن عمران نے پرواہ نہ کی اور بم رینچ کو تیزی سے پچھلی جیپ تک پھیلاتا چلا گیا۔ آخری جیپ کے ڈیفرنشل راڈ کے ساتھ اس نے اس کا آخری سرا باندھا اور پھر جیپ کے نیچے سے نکل کر وہ دوڑتا ہوا آگے والی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اتنی احتیاط سے جھک کر دوڑ رہا تھا کہ نہ ہی اس کے قدموں کی آواز ابھر رہی تھی اور نہ ہی اس کی سپیڈ میں کوئی فرق آرہا تھا۔ آخری جیپ کے پاس پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا۔ اور اس نے اپنے لباس کے اندرونی حصے سے جو کہ واٹر پروف تھا ایک چھوٹا سا

لائٹر نکال کر اس نے بم رینچ کے سرے کو لائٹر کے ننھے سے شعلے کی مدد سے آگ لگا دی۔ سرے سے بم چند فٹ کے فاصلے پر تھا۔

جب سرا سلگنے لگا تو عمران نے تیزی سے لائٹر جیب میں ڈالا اور جیپ کے نیچے سے رینگتا ہوا تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ پانی میں اتر گیا۔ اور اس نے اس طرف تیرنا شروع کر دیا جدھر دوسری چٹان کے پیچھے اس کے ساتھی موجود تھے جبکہ جیپوں میں آنے والے چٹان کے اس طرف تھے اور وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے پر فائرنگ کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف تھے۔

عمران پانی کے اندر تیرتا ہوا تیزی سے ایک مسلح آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا جو ہاتھ میں مشین گن سنبھالے تیرنے کے ساتھ ساتھ فائرنگ میں بھی مصروف تھا۔ جس وقت عمران اس کے قریب پہنچا، اسی لمحے پہلا بم ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ پڑا اور ساتھ ہی جیپ کے پرزے بھی فضا میں بکھر گئے اور بم کے پھٹتے ہی جیپوں والے مسلح افراد بری طرح بوکھلا کر واپس مڑے۔ اسی لمحے عمران نے اس آدمی کی ٹانگ زور سے کھینچی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، عمران تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اس کے ہاتھ سے مشین گن چھیننے میں کامیاب ہو گیا۔ اس آدمی نے عمران سے لپٹنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران تیزی سے کنی کاٹ گیا اور اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے ہاتھ گھما کر مشین گن کا بٹ اس آدمی کی کھوپڑی پر جما دیا۔ اور اس آدمی کے کھوپڑی کے چٹخنے کی آواز دوسرے بم کے خوفناک دھماکے میں دب کر رہ گئی۔ اب حملہ آور تیزی سے کناروں پر چڑھ کر جیپوں کی طرف دوڑ رہے تھے کہ عمران نے

ان پر پیچھے سے فائر کھول دیا اور وہ مکھیوں کی طرح ڈھیر ہوتے چلے گئے اور باقی افراد نے بھاگ کر جیپوں کی آڑ لینے کی کوشش کی۔ لیکن پھر یکے بعد دیگرے بم خوفناک انداز میں پھٹنے لگے اور جیپوں کے ساتھ ساتھ ان میں سوار ہونے والے افراد کے جسموں کے ٹکڑے بھی فضا میں بکھرتے چلے گئے۔

ادھر جھیل سے نکل کر بھاگنے والوں کو عمران کی مشین گن کی گولیوں نے چاٹنا شروع کر دیا اور جیگور گروپ پر ایسی قیامت ٹوٹ پڑی کہ وہ باؤلے کتوں کی طرح اپنی جانیں بچانے کے لئے اِدھر اُدھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ ادھر عمران کے ساتھ چٹان پر سے اس کے ساتھیوں نے بھی ریوالوروں سے فائرنگ شروع کر دی اور اس طرح رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔

چند ہی لمحوں میں بیس کی بیس جیپوں کے پرزے فضا میں بکھر چکے تھے اور پھر عمران نے دیکھا کہ تقریباً دس کے قریب باقی ماندہ افراد میدان میں بے تحاشا بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ وہ بُری طرح بوکھلائے ہوئے تھے۔ عمران تیزی سے تیرتا ہوا کنارے پر چڑھا اور پھر وہ ان کے پیچھے بھاگ پڑا۔ دوسرے لمحے اس کی مشین گن نے دوبارہ فائر اگلنے شروع کر دیئے اور اس نے اس وقت اپنے قدم اور ہاتھ روکے جب اس نے آخری آدمی کو بھی نیچے نہ گرا لیا تھا۔ اس نے دراصل ایسا اس لئے کیا تھا کہ وہ کسی کو بھی بچ کر واپس جانے اور رپورٹ کرنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا۔ جب وہ واپس مڑا تو اس کے ساتھی بھی کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں دُور مار رینج کے ریوالور موجود تھے۔

کنارے کے قریب عجیب دہشت انگیز قسم کا منظر تھا جیپوں کے

بکھرے ہوئے اور جلتے ہوئے پُرزوں کے ساتھ ہی انسانوں کے جسموں کے ٹکڑے بھی موجود تھے۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں اس حملے میں پچاس ساٹھ کے قریب افراد بموں اور عمران کی فائرنگ کا نشانہ بنے تھے۔ وہ لوگ جو فخر سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو اپنے سنٹر کی عمارت پر لٹکانے کے دعوے کر رہے تھے اکیلے عمران کے ہاتھوں ہی زمین پر بکھرے پڑے تھے۔ اکیلے عمران نے ہی کے۔ جی۔ بی کے دہشت انگیز جیگور گروپ کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے تھے اور اُسے یا اس کے ساتھیوں کو خراش تک نہ آئی تھی۔

"اگر آپ ہمت نہ کرتے عمران صاحب! — تو یہ لوگ ہمیں پاتال میں بھی نہ چھوڑتے — یہ جیگور گروپ ہے اور اسے عرفِ عام میں ڈیتھ گروپ بھی کہتے ہیں" — ہرمن نے عقیدت بھرے انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسی لئے تو موت ان پر اتنی جلدی مہربان ہو گئی ہے کہ یہ اپنے آپ کو موت کے ساتھی کہتے تھے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اب کشتی کے متعلق کچھ سوچنا چاہیئے — وہ کشتی تو ختم ہو گئی ہو گی" — صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں صفدر! — پتھر گرنے سے وہ کشتی پانی میں ڈوب گئی ہو گی — اس کا میٹریل ایسا ہے کہ وہ پھٹ سکتی ہی نہیں — ہرمن! — تم اور صدیقی جا کر نیچے پانی میں اسے تلاش کرو اور اسے اوپر لے آؤ" — عمران نے ہرمن اور صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے پیچھے مڑے اور پھر انہوں نے

جھیل میں چھلانگیں لگا دیں۔

پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ دوبارہ پانی پر ابھرے تو کشتی ان کے ہمراہ تھی۔ انہوں نے عقلمندی یہ کی تھی کہ پانی کے اندر ہی اس کی ہوا نکال دی تھی اس طرح کشتی سمٹ گئی اور اسے باہر نکالنے میں آسانی ہو گئی تھی۔ انہوں نے اچھال کر کشتی کو باہر پھینک دیا اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر کشتی کو دوبارہ پھیلایا۔ اس میں بھرے ہوئے پتھر وغیرہ صاف کئے۔ کشتی واقعی صحیح سالم تھی اور پھر عمران نے ایک بار پھر لشت سے بندھے ہوئے واٹر پروف بیگ سے پمپ نکال کر اس میں ہوا بھرنی شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد ہی کشتی ایک بار پھر سفر کے لئے پوری طرح تیار تھی عمران نے اسے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد اسے دوبارہ پانی میں ڈالا اور ایک بار پھر وہ سب اس پر سوار ہو گئے اور عمران اور کیپٹن شکیل نے مل کر کشتی کو دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ چٹانوں سے ہوتی ہوئی وہ جلد ہی ایک تنگ راستے میں داخل ہو گئی یہ تنگ راستہ دراصل ایک پہاڑی کٹاؤ تھا جو دو تین میل تک مسلسل چلا گیا تھا۔ یہ راستہ اس قدر تنگ تھا کہ اس میں کشتی کا آگے بڑھنا بھی خاصا مشکل تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھی باری باری چپو چلاتے چلے گئے اور کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اور پھر پندرہ منٹ کی مسلسل محنت کے بعد وہ کھلے پانی میں پہنچ گئے۔ یہاں جھیل کا رقبہ بے حد وسیع ہو گیا تھا۔ اس لئے اب انہیں کشتی آگے بڑھانے میں کوئی مشکل پیش نہ آ رہی تھی اور وہ اطمینان سے کشتی

دھکیلتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے سروں پر تیز آوازیں گونجنے لگیں اور انہوں نے چونک کر اوپر دیکھا تو آسمان پر تین بڑے ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر منڈلا رہے تھے۔

اور پھر ہیلی کاپٹروں سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی اور وہ کھلی جگہ پر ہونے کی وجہ سے کسی طرح بھی اپنے بچاؤ سے قاصر رہ گئے تھے اور پھر وہی موت جس نے جیگورہ گروپ کو مٹی کا ڈھیر بنا دیا تھا اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف لپک رہی تھی اور بظاہر اس سے بچاؤ کی کوئی صورت بھی نہ تھی۔

سیکورٹی بیس کا انچارج بڑی سی مشین کے سامنے بڑے چوکنے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں مشین کے اوپر لگی ہوئی بڑی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ مشین کے ساتھ سفید کوٹ پہنے ہوئے ایک آپریٹر بڑے مستعد انداز میں مشین کے مختلف بٹن آف آن کر رہا تھا اور کبھی وہ مختلف ہینڈل گھماتا۔ کبھی کسی ہینڈل کو پیچھے کی طرف کرتا۔

ادھر سکرین پر تیزی سے منظر بدلتے جا رہے تھے۔ یہ لانگ رینج ویژن آپریٹنگ مشین تھی۔ اور جب سے مارشل زاتورے نے اسے ذاتی طور پر ان مجرموں کی فوری گرفتاری یا موت کا حکم دیا تھا وہ اس بارے میں بے حد چوکنا ہو گیا تھا۔

مارشل زاتورے نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر یہ مجرم اس علاقے سے زندہ بچ کر نکل گئے تو پوری سیکورٹی بیس کے عملے کو گولی مار دی جائے گی اور وہ جانتا تھا کہ مارشل

کے لئے ایسا کر گزرنا مشکل نہیں ہے۔

جیگور گروپ کی کارکردگی ہمیشہ شاندار رہی تھی اس لئے اُسے پوری طرح اطمینان تھا کہ جیگور گروپ ان مجرموں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کے باوجود مارشل کے احکامات سُن کر اُسے یہ محسوس ہوا تھا کہ مجرم ان کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور بے حد خطرناک ہیں۔

"جلدی فوکس کرو! ___ ابھی تک تم سے جھیل کا شمالی حصّہ بھی فوکس نہیں ہو سکا" ___ انچارج نے چیخ کر آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں جناب! ___ دراصل فاصلہ بے حد زیادہ ہے ___ اس لئے مشکل ہو رہی ہے" ___ آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

انچارج نے اچانک کچھ سوچ کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام سیٹ کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ___ دوسری طرف سے ایک مدھم سی آواز گونجی۔

"فائٹ ہیلی کاپٹر تیار رکھو ___ کم از کم تین ___ ان پر اسلحہ وغیرہ لاد دینا ___ کسی بھی وقت ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے" ___ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تیار ہیں جناب" ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور انچارج نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

اسی لمحے سکرین پر ایک منظر ابھرا اور انچارج کے ساتھ ساتھ آپریٹر بھی چونک پڑا۔

"ارے خدا کی پناہ! —— یہ تو زبردست جنگ ہو رہی ہے" —— انچارج نے کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

منظر میں جھیل کے کنارے پر موجود جیپیں خوفناک دھماکوں کے ساتھ ایک قطار کی صورت میں اڑی چلی جا رہی تھیں اور جیگور گروپ کے افراد پر مشین گن اور دور مار ریوالوروں سے بے تحاشا فائرنگ ہو رہی تھی۔

"اوہ —— اوہ —— یہ تو بہت بری طرح پھنس گئے ہیں" —— انچارج نے چیختے ہوئے کہا اور آپریٹر نے بھی سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھیں بھی خوف اور دہشت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ اس کے سامنے انسان اس طرح مر رہے تھے جیسے مکھیاں مر رہی ہوں۔

اور پھر اس وقت تو انچارج اور آپریٹر دونوں کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکل گئیں جب پورا جیگور گروپ موت کا شکار ہو کر مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔ پچاس ساٹھ کے قریب افراد بھی مر چکے تھے اور بیس بڑی جیپیں بھی پرزوں میں تبدیل ہو کر بکھر گئی تھیں۔ زیادہ تر افراد ان جیپوں کی وجہ سے مرے تھے۔ کیونکہ انہوں نے جیپوں میں سوار ہو کر بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن نجانے جیپوں میں کیا سسٹم مجرموں نے فٹ کر رکھا تھا کہ وہ یوں اڑتی چلی گئیں جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہے۔

"اوہ خدا کی پناہ! —— جیگور گروپ تو پورا تباہ ہو گیا —— واقعی یہ مجرم تو بے حد خوفناک اور خطرناک ہیں —— مارشل کا کہنا بالکل سچ ہے" —— انچارج نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر بے تحاشا بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں سے ہو کر عمارت کی

چھت پر جانے والی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ ہیلی پیڈ چھت پر ہی بنایا گیا تھا اور وہاں ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لئے فائٹر ہیلی کاپٹر ہر وقت تیار کھڑے رہتے تھے۔ انچارج کا رخ اسی ہیلی پیڈ کی طرف ہی تھا۔ اور سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ تھوڑی دیر بعد ہی ہیلی پیڈ پر پہنچ گیا۔

"جلدی کرو —— ہیلی کاپٹر اڑا دو اور جھیل پر چلو —— جیگور گروپ ختم ہو گیا ہے" —— انچارج نے چیختے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر کے گرد موجود مسلح افراد تیزی سے ہیلی کاپٹروں میں سوار ہوتے چلے گئے اور انچارج بھی اچھل کر ایک ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا اور پھر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔

"جلدی کرو —— جھیل کے شمالی ساحل پر لے چلو جلدی —— اور ہر شخص فائرنگ کے لئے تیار رہے" —— انچارج نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

اور پھر ہیلی کاپٹر آگے پیچھے چلتے ہوئے تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتے چلے گئے —— ہیلی کاپٹروں میں سوار مسلح افراد نے اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں اور مشین گنوں کی نالیاں نیچے کی طرف جھکا کر وہ فائرنگ کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتے ہوئے جھیل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جب جھیل کا منظر نظر آنے لگا تو انچارج بری طرح چونک پڑا۔ وہاں ساحل پر جیپوں کے پرزے اور لاشیں تو بکھری ہوئی صاف نظر آ رہی تھیں۔ لیکن مجرم غائب تھے ان میں سے ایک بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"اوہ! —— یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے" —— ؟ انچارج نے حیرت

بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" جناب! ـــ شمالی طرف قریب ہی پہاڑیاں ہیں ـــ یہ لوگ ادھر ہی بھاگ گئے ہوں گے" ـــ ساتھ بیٹھے ہوئے پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یقیناً ایسا ہی ہوگا ـــ ہیلی کاپٹروں کو پہاڑیوں کی طرف موڑ لو ـــ ہمیں انہیں ہر قیمت پر تلاش کر کے ٹھکانے لگانا ہے" ـــ انچارج نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ پہاڑیوں کی طرف موڑ دیا اور اس ہیلی کاپٹر کے مڑتے ہی ان کے پیچھے آنے والے دونوں ہیلی کاپٹر بھی ادھر ہی مڑتے چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جھیل سے کافی فاصلے پر گزرتے ہوئے ان پہاڑیوں پر پہنچ گئے۔

انچارج نے ایک خانے سے طاقتور دوربین نکال کر پہاڑیوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن پہاڑیوں پر ایک بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ تمام پہاڑیاں سنسان پڑی ہوئی تھیں البتہ ایک پہاڑی کے دامن میں تارتو ایئرپورٹ سے اغوا شدہ جہاز کا ملبہ بکھرا پڑا تھا۔

" یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے ـــ وہ لوگ کہیں اور نکل گئے ہیں۔ ہیلی کاپٹر کو بلندی پر لے جاؤ" ـــ انچارج نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو بلندی کی طرف اڑانا شروع کر دیا اور انچارج دوربین آنکھوں سے لگائے گھوم گھوم کر چاروں طرف کا منظر چیک کرنے لگا۔ اور پھر اس کی نظریں ایک جگہ پر جم گئیں۔

" ارے یہ لوگ جھیل میں سفر کر رہے ہیں ـــ کسی کشتی میں ہیں"۔ انچارج نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

" جھیل میں" ـــ پائلٹ نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں! ـــ ہیلی کاپٹر جھیل کے کھلے علاقے میں لے چلو ـــ جلدی کرو ـــ اب یہ لوگ بچ کر نہیں جا سکتے" ـــ انچارج نے چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ جھیل کی طرف موڑ دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد تینوں ہیلی کاپٹر جھیل کے اوپر پہنچ گئے۔ اب جھیل میں سرخ رنگ کی بڑی سی کشتی چلتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی جس میں آٹھ افراد سوار تھے۔

" ان پر مسلسل فائرنگ کرو ـــ ایک آدمی بھی بچ کر نہ نکلنے پائے۔ اڑا دو ان سب کو" ـــ انچارج نے ڈیش بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹروں نے اپنی بلندی کم کرنی شروع کر دی تاکہ کشتی میں سوار افراد مشین گن کی رینج میں آ جائیں ہر ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ دو دو مسلح افراد موجود تھے۔

اور پھر مطلوبہ بلندی پر پہنچتے ہی تمام ہیلی کاپٹروں سے مشین گنوں کی گولیاں کشتی پر بارش کی طرح برسنے لگیں۔ اور انچارج کے چہرے پر مسرت کے رنگ بکھرتے چلے گئے۔ کیونکہ اب ان آٹھ افراد کی موت یقینی ہو چکی تھی ـــ قطعی یقینی ـــ ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی امکان باقی نہ رہا تھا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے ان

آٹھوں افراد کو کشتی سے جھیل میں غوطہ لگاتے دیکھا۔ وہ سب پانی کے اندر غائب ہو چکے تھے۔ اور جھیل کی سطح پر خالی کشتی ڈولتی رہ گئی تھی۔

"یہ زیادہ دیر اندر نہیں رہ سکتے ـــ جیسے ہی کوئی سر باہر نکالے اڑا دو ـــ ایک گولی بھی بغیر نشانہ کے نہیں چلنی چاہیئے" ـــ انچارج نے ٹرانسمیٹر پر چیختے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــ اب یہ کسی طور پر بھی بچ کر نہیں جا سکتے" ـــ دوسرے ہیلی کاپٹروں سے جواب ملا۔

ختم شد

عمران سیریز

جیالے جاسوس

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز

پاک گیٹ ملتان
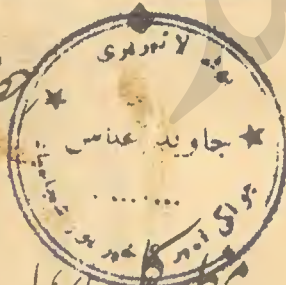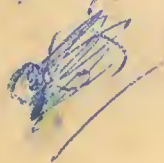
ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت [illegible] روپے

"جھیل میں کود جاؤ ——— گہرائی میں جلدی" ——— عمران نے فائرنگ شروع ہوتے ہی چیخ کر کہا اور پھر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر عمران اور اس کے ساتھی جھیل میں غوطہ لگا گئے. وہ تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے جھیل کے شفاف پانی میں وہ ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے. وہ تیزی سے نیچے ہی نیچے پانی میں بکھرتے چلے گئے۔ وہ جلد از جلد ٹارگٹ سے دور ہٹنا چاہتے تھے۔

اور پھر جلد ہی ان کے سانس رُکنے لگے۔ اور اب انہیں پانی کی سطح پر جانا لازمی ہوگیا۔ ورنہ وہ دم گھٹ کر مر سکتے تھے. لیکن اوپر بھی موت منڈلا رہی تھی۔ اور انہیں علم تھا کہ پانی سے سر نکالتے ہی گولی ان کے سر میں سوراخ کر دے گی۔

ادھر عمران نے پانی میں ہی مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر وہ سب عمران کو دیکھ کر تیزی سے جھیل کی سطح پر تیرتی ہوئی کشتی کی طرف بڑھتے

چلے گئے۔

چند لمحوں بعد وہ سب کشتی کے عین نیچے پہنچ گئے۔ اب ان کے سروں پر کشتی کا پیندہ تھا اور اس لئے وہ ہیلی کاپٹر میں سوار افراد کو نظر نہ آسکتے تھے۔ انہوں نے سر باہر نکالے اور پانی پر ڈولتی ہوئی کشتی ان کے سروں کی وجہ سے پانی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اس طرح انہیں سانس لینے میں آسانی ہوگئی اور ان کے رُکتے ہوئے سانس بحال ہوگئے۔

"تم لوگ اس کشتی کے نیچے ہی رہنا ـــ اس طرح تم سانس بھی لے سکو گے اور محفوظ بھی رہو گے" ـــ عمران نے سر باہر نکالتے ہوئے انہیں ہدایت کی اور خود وہ سانس روک کر تیزی سے پانی کے نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ ساتھ ہی اس نے واٹر پروف جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا پنسل نما آلہ باہر نکالا اور اسے لئے ہوئے وہ پانی کی سطح پر ابھرتا چلا گیا۔ لیکن وہ پانی کے اوپر جانے کی بجائے سطح کے قریب جا کر وہ رک گیا۔

شفاف پانی سے اُسے اوپر منڈلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر صاف نظر آرہے تھے۔ اور پھر عمران نے ہاتھ میں دبی ہوئی پنسل سیدھی کی اور اس کی نوک کو سطح کی طرف بلند کرتا چلا گیا۔ جب پنسل کی باریک نوک پانی کی سطح سے باہر نکلی، عمران نے پنسل کے نچلے حصے کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو جھٹکا سا لگا۔ لیکن عمران نے پنسل پر اپنی گرفت مضبوط رکھی جھٹکا لگتے ہی پنسل کی نوک سے ایک شعلہ سا چمکا اور اس میں سے ایک شعاع سی نکلی اور اوپر منڈلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف تیزی سے بڑھتی چلی گئی۔ شعاع عین ہیلی کاپٹر کے پیندے پر پڑی

اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے پانی میں دوبارہ بیٹھتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ کشتی کی طرف تھا۔

اور پھر جیسے ہی اس نے کشتی کے نیچے سے سر نکالا۔ اسی لمحے فضا میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور فضا میں موجود اس ہیلی کاپٹر جسے پنسل فائر کیا گیا تھا۔ ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا تھا اور پھر اس کے پرزے پانی میں گرتے چلے گئے اور ظاہر ہے اس میں موجود لوگوں کے جسموں کے ٹکڑے بھی ان پرزوں میں شامل تھے۔

عمران نے تیزی سے ہٹ کر کشتی سے ایک طرف سر باہر نکالا اور اُسی لمحے اس نے دونوں باقی ہیلی کاپٹروں کو تیزی سے دور ہٹتے ہوئے دیکھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

عمران نے پنسل کو پانی سے باہر نکالا اور اب اس کی نظریں ان دونوں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں۔

دونوں ہیلی کاپٹر کافی دور جانے کے بعد دوبارہ پلٹے اور پھر ان میں سے پانی میں بم گرائے جانے لگے۔ لیکن یہ بم کشتی سے کافی دُور پڑ رہے تھے۔ عمران کی تیز نظریں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر جیسے ہی اس کے خیال کے مطابق دونوں ہیلی کاپٹر پنسل کی رینج میں آئے اس نے بٹن دبا دیئے اور پھر شعاعیں پنسل سے نکلیں اور دوسرے لمحے عمران ایک بار پھر پانی میں غوطہ لگا گیا۔ کیونکہ دونوں فائر بالکل درست ہوئے تھے۔ پنسل سے نکلنے والی شعاعیں مخصوص قسم کی تھیں یہ شعاع جب دھات کی کسی چیز سے ٹکراتی تو چند لمحوں تک اس دھات پر آگ سی سلگ اٹھتی اور شعاعیں ایک مرکز پر اکٹھی ہوتی رہتیں۔ چند لمحوں بعد جب وہ

مرکز پکڑ لیتیں تو پھر ان میں بارود جیسی خاصیت پیدا ہو جاتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ دھات کی بنی ہوئی وہ چیز ایک زبردست دھماکے سے اڑ جاتی تھی جس طرح اس پر اس وقت کوئی طاقتور بم پھینکا گیا ہو۔ اس فائر کرنے والے کو دور نکل جانے کا کافی موقع مل جاتا تھا۔

یہ شعاعیں پاکیشیا کے سائنسدان سر داؤد کی دریافت تھی اور اسے اس پنسل کی صورت میں لے آنے کا کارنامہ عمران نے خود ہی انجام دیا تھا

ہیلی کاپٹروں سے بم نیچے گرتے رہے اور پانی میں زبردست دھماکے ہوتے رہے۔

لیکن چند ہی لمحوں بعد فضا میں دو خوفناک دھماکے ہوتے اور پھر پانی پر دونوں ہیلی کاپٹروں کے پرزوں اور ان میں سوار انسانوں کے ٹکڑوں کی بارش سی ہو گئی۔

عمران اور اس کے ساتھی چونکہ کافی گہرائی میں تھے اس لئے وہ ان گرنے والی چیزوں سے متاثر نہ ہوتے اور جب پانی میں پیدا ہونے والی ہلچل ختم ہو گئی تو وہ سب تیزی سے سطح پر نمودار ہو گئے۔ اب فضا صاف ہو چکی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں پر منڈلانے والی یقینی موت خود ہی موت میں ڈھل کر ختم ہو گئی تھی۔ اور پھر وہ سب پانی پر ڈولتی ہوئی کشتی میں سوار ہو گئے۔

اس بار ہمارا بچ نکلنا کسی معجزے سے کم نہیں ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کشتی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"معجزے بار بار نہیں ہوتے ۔۔۔ اس لئے تیزی سے کشتی آگے بڑھاؤ۔ ابھی ہم نے طویل سفر کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے خشک لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

" آخر آپ کا ارادہ کیا ہے ۔۔۔؟ آپ کس طرف جانا چاہتے ہیں"۔؟ ہرمن نے کہا۔

" میں جھیل کے ذریعے ناروا پہنچ کر وہاں سے خلیج فن لینڈ سے گزر کر ساریما پہنچنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر کشتی کی سطح پر پھیلاتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ !۔۔۔ لیکن اس کشتی میں اتنا طویل سفر تو ممکن نہیں ۔۔۔ اور ہمیں چھ ماہ سے زیادہ عرصہ اس طرح لگے گا"۔۔۔۔ ہرمن نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" تم نے کہا تھا کہ ناروا بحری فوج کے قبضے میں ہے"۔ ۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں !۔۔۔ اور یہ بات درست ہے"۔۔۔۔ ہرمن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

تو پھر ٹھیک ہے ۔۔۔ ناروا تک ہم اس کشتی میں سفر کریں گے پھر وہاں سے کوئی فوجی کشتی پر قبضہ کریں گے ۔۔۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور ہرمن صرف سر ہلا کر رہ گیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کے اس پروگرام سے قطعی متفق نہیں ہے۔ ظاہر ہے فوجی بحری اڈے سے کوئی کشتی حاصل کرنا اور پھر ان سب کو ڈاج دے کر نکل جانا کم از کم ہرمن کے تصور میں ناممکن تھا۔ لیکن وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ عمران اس

کے کہنے پر اپنا پروگرام تو تبدیل کرنے سے رہا۔

اور پھر اب تک جس طرح ہر قسم کی خطرناک سچویشن پر عمران نے اپنی ذہانت سے قابو پایا تھا اس سے تو کچھ امید بندھتی تھی کہ شاید عمران اپنے پروگرام پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

"تم فکر مت کرو ہرمن! — ہم نے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھی ہوئی ہیں — اس لئے ہمیں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں — اور پھر ہم دس کروڑ معصوم اور بے گناہ افراد کے تحفظ کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مدد بھی ہمارے ساتھ ہے" — عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے جناب! — واقعی یہ سب کچھ خدا کی مدد کے بغیر ممکن نہیں — ورنہ کے۔ جی۔ بی کے ہیڈکوارٹر سے فرار — ہوٹل میں ڈاگ سیکشن کی نظروں سے بچ جانا — اور پھر جیگور گروپ اور ان ہیلی کاپٹروں کا خاتمہ — یہ سب کچھ واقعی خدا کی مدد ہی ہے" — ہرمن نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے تو صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ البتہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

مارشل زاتورے کی آنکھیں غصے اور نفرت سے پھٹی چلی جا رہی تھیں اسے جب سے یہ رپورٹ ملی تھی کہ جیگور گروپ کے ساتھ ساتھ سکیورٹی بیس کے ہیلی کاپٹروں کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے تو ایک لمحے کے لئے تو وہ حیرت سے بت بنا بیٹھا رہا۔ بات اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ لیکن سامنے رکھی ہوئی رپورٹیں اس کا منہ چڑا رہی تھیں۔ اور پھر اس کا خون لاوے کی طرح ابلنا شروع ہو گیا۔ اس کی آنکھیں غصے اور نفرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے بے اختیار غصے اور بے لبی کی شدت سے اپنے ہی بال نوچنے شروع کر دیئے اور میز کے سامنے بیٹھے ہوئے اس کے اسسٹنٹ اس کی اس حالت پر سہم کر رہ گئے۔ انہوں نے مارشل کو کبھی اتنے غصے میں نہ دیکھا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے مارشل ابھی اٹھ کر دیوار سے سر ٹکرا کر مر جائے گا۔

"حد ہو گئی — کے۔ جی۔ بی بنک کے پھر رہے ہیں ہم — سینکڑوں سیکشن

کام کر رہے ہیں ___ ہر قسم کے جدید ترین آلات ہمارے پاس ___ سرزمین
بھی ہماری ___ ملک بھی ہمارا ___ اور یہ آٹھ افراد ___ اجنبی ملک میں
بغیر کسی سامان کے ___ کے۔ جی۔ بی کو انگلیوں پر نچاتے پھر رہے ہیں ___
جو سیکشن بھی ان کے مقابلے میں آتا ہے تباہ ہو جاتا ہے ___ وہ سیکشن
جو غرور اور فخر سے چوڑے ہو کر آگے بڑھتے ہیں ___ راکھ کا ڈھیر بن جاتے
ہیں ___ لعنت ہے ایسی کے۔ جی۔ بی پر ___ لعنت ہے ان سیکشنوں پر"۔
مارشل نے زور زور سے میز پر مکے مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کے منہ
کے کناروں سے جھاگ نکلنے لگی تھی اور چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح
بگڑ گیا تھا۔

مارشل اتنے زور زور سے میز پر مکے مار رہا تھا جیسے میز کے پرخچے
اڑا دے گا اور اس کے اسسٹنٹ خاموش دم سادھے بیٹھے ہوئے تھے۔

" آخر یہ لوگ کس طرح مریں گے ___ کیا ان پر ایٹم بم مارا جائے ___؟
کیا ان کے مقابلے میں فوج کو لے آیا جائے ___؟ کیا حکومت کو یہ
رپورٹ دے دی جائے کہ کے۔ جی۔ بی آٹھ افراد کے مقابلے میں بے بس
ہے ___ آخر کیا کیا جائے" ___ مارشل زاتورے نے ایک بار پھر
چیختے ہوئے کہا۔

" تم بولتے کیوں نہیں ___؟ کیا بُت بن گئے ہو تم ___ احمق کے
بچے بولو ___ کچھ بتاؤ" ___ مارشل آخر کار ان پر ہی چڑھ دوڑا۔

" باس! ___ آپ کے سامنے ہم کیا کہہ سکتے ہیں ___ آپ ہم سے
زیادہ ذہین ہیں ___ عقل مند ہیں" ___ ایک نے ڈرتے ڈرتے بڑے
سہمے ہوئے لہجے میں زبان کھولی۔

" ہاں! ___ کے۔ جی۔ بی میں ایک مارشل ہی ذہین رہ گیا ہے ___ باقی
سب احمق ہیں ___ پھر ختم ہو جانا چاہئے اس کے۔ جی۔ بی کو ___ کیا
ضرورت ہے اتنی بڑی تنظیم کی ___ کیا ضرورت ہے ان سب احمقوں
کو اکٹھا کرنے کی" ___ مارشل بولنے والے پر ہی چڑھ دوڑا۔

" باس! ___ وہ لوگ اب جھیل میں ہیں ___ اور جہاں تک میرا خیال
ہے ان کا رُخ ناروا کی طرف ہے ___ وہ شائد ناروا سے ہو کر خلیج
فن لینڈ میں ہوتے ہوئے ساریما پہنچنا چاہتے ہیں" ___ ایک بوڑھے
سے آدمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے احمق ہیں جو ایک ربڑ
کی کشتی میں اتنا طویل سفر کرنا چاہتے ہیں ___ اس طرح تو ساریما پہنچتے
پہنچتے وہ بوڑھے ہو جائیں گے ___ نہیں! ___ ان کا کوئی اور پروگرام
ہے ___ کوئی اور منصوبہ ہے ___ وہ ہماری طرح احمقوں کا ٹولہ
نہیں ہیں" ___ مارشل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بظاہر تو یہی نظر آتا ہے باس! ___ بہرحال ان کا جو بھی منصوبہ
ہو ___ انہیں آگے نہیں بڑھنے دیا جائے ___ ہمارے پاس جدید ترین
بحری اسلحہ ہے ___ جدید ترین آبدوزیں ہیں ___ کیا ہم انہیں استعمال
نہیں کر سکتے" ___ اسی بوڑھے نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آبدوز ___ ہاں! ___ آبدوز ___ بالکل ٹھیک ہے ___ آبدوز ہی
ہمارے مسئلے کا واحد حل ہے ___ آبدوز کو یہ لوگ ختم نہیں کر سکتے۔
اور آبدوز کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے ___ بالکل ٹھیک ہے۔
اب ان کی موت آبدوز کے ذریعے ہی ہو گی اور یقینی ہو گی ___ اور میں

خود اس آپریشن کو ہینڈل کروں گا ——— میں دیکھتا ہوں کہ یہ کس طرح بچ کر نکلتے ہیں“ ——— مارشل نے زوردار لہجے میں کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ٹھیک ہے ——— میٹنگ برخاست ——— تم لوگ جا سکتے ہو“ ——— مارشل نے چیخ کر کہا اور وہ سب اٹھ کر کان دبائے تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد مارشل تیزی سے مڑا اور اس نے دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ ہیلو ۔ واٹر بیس الیون تھرٹی تھری زیرو ون اٹنڈنگ۔ اوور“ ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز نے کہا۔

”مارشل زاتورے چیف آف کے۔ جی۔ بی سپیکنگ۔ اوور“ ——— مارشل زاتورے نے چیخ کر کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک غصے کی شدت کے آثار نمایاں تھے۔

”یس سر! ——— فرمائیے۔ اوور“ ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

”واٹر بیس کے انچارج سے بات کراؤ ——— اِٹ اِز ایمرجنسی۔ اوور“۔ مارشل نے چیخ کر کہا۔

”او کے! ——— چند لمحے ہولڈ کیجئے۔ اوور“ ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

”کاتین چیف آف واٹر بیس سپیکنگ۔ فرمائیے۔ اوور“ ——— بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کاتین! ——— مجھے فوری طور پر ایک فائٹر آبدوز چاہیئے ——— ایسی آبدوز جو انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ساتھ ہر قسم کا حملہ کرنے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔ اوور“ ——— مارشل نے جواب دیا۔

”آبدوز تو مل جاتے گی جناب! ——— مگر مشن کیا ہے۔ اوور“ ——— ؟ کاتین نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”سنو کاتین! ——— پاکیشیائی سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو آٹھ افراد پر مشتمل ہے، جزیرہ سارمیا پر حملہ کرنا چاہتا ہے ——— ہم ان کے تعاقب میں ہیں ——— اس وقت وہ جھیل چیکورسک میں ایک پُراسرار سی کشتی میں سفر کر رہے ہیں ——— ان کے پاس ایسے جدید ترین آلات ہیں کہ وہ ہر حملہ کرنے والی چیز کو ایک لمحے میں اڑا دیتے ہیں ——— ہم نے ان پر ہیلی کاپٹروں سے حملہ کیا ——— فائٹر طیاروں سے بم گرانے کی کوشش کی ——— راکٹ لانچروں سے ان پر راکٹ پھینکے ——— لیکن وہ نہ صرف خود بچ نکلے ——— بلکہ انہوں نے ہیلی کاپٹر۔ راکٹ لانچر اور فائٹر جہاز بھی تباہ کر دیئے ——— ان کا رُخ نارووا کی طرف ہے۔ جہاں تمہارا اڈہ ہے ——— اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آبدوز میں بیٹھ کر ان کی طرف بڑھا جائے ——— اور آبدوز سے فائر کر کے ان کا خاتمہ کیا جائے ——— مجھے یقین ہے کہ وہ آبدوز کو تباہ نہ کر سکیں گے اور اس طرح ہم اس خطرناک ترین گروپ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اوور“ ——— مارشل زاتورے نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ــــ لیکن جناب! جھیل کا پانی اتنا گہرا نہیں ہے کہ اس میں آبدوز کو چلایا جا سکے ــــ اس لئے آپ کی یہ تجویز ناقابل عمل ہے ــــ آبدوز البتہ خلیج فن لینڈ میں چل سکتی ہے۔ اوور" ــــ کاتین نے جواب دیا۔

"اوہ! ــ اس بات پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا ــــ اب کیا کیا جائے۔ اوور" ــــ مارشل زناتورے نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"مایوسی کی کوئی بات نہیں جناب! ــــ اگر آپ کہیں تو ہم انتہائی تیز رفتار لانچ کے ذریعے ان کا خاتمہ کر دیں۔ اوور" ــــ کاتین نے تجویز پیش کی۔

"نہیں! ــــ وہ ایک لمحے میں لانچ کو اڑا دیں گے۔ اوور" ــــ مارشل نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایک ہی صورت ہے کہ ہم بحری طشتری کے ذریعے ان پر حملہ کریں۔ اوور" ــــ کاتین نے دوسری تجویز پیش کر دی۔

"بحری طشتری! ــــ یہ کیا چیز ہوتی۔ اوور" ــــ مارشل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ روسیاہی سائنسدانوں کی جدید ترین ایجاد ہے ــــ اسے آپ زمینی بکتر بند گاڑی سمجھ لیں ــــ جیسے زمین پر ایک بکتر بند گاڑی فوجوں کو محفوظ جگہوں پر منتقل کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور اس گاڑی پر بم یا گولی اثر نہیں کرتی ــــ اسی طرح ایک بحری بکتر بند گاڑی تیار کی گئی ہے ــــ اس کا ڈیزائن بالکل اڑن طشتری جیسا ہے۔

یہ پانی کو چھوتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی ہے اور اس میں سے دشمن پر ہر قسم کا حملہ کیا جا سکتا ہے جبکہ اس پر ہر قسم کا بم اور گولی اثر نہیں کرتی۔ اسے بحری طشتری کا کوڈ نام دیا گیا ہے ــ ہمیں تجرباتی طور پر ایک بحری طشتری دی گئی ہے اور اس کے تجربات ہر لحاظ سے کامیاب رہے ہیں۔ اوور" ــــ کاتین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ــــ ویری گڈ! ــــ یہ تو آبدوز سے بھی زیادہ محفوظ اور خطرناک ثابت ہوگی ــــ ٹھیک ہے۔ تم بحری طشتری تیار کرو۔ میں خود تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں ــــ میں خود اس بحری طشتری میں بیٹھ کر اس گروپ کا خاتمہ کروں گا۔ اوور" ــــ مارشل زناتورے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــــ آپ تشریف لائیں۔ ہم آپ کا استقبال کریں گے۔ اوور" ــــ کاتین نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ مارشل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے آثار ابھر آئے تھے۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ بحری طشتری کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

ٹرانسمیٹر کو واپس الماری میں رکھنے کے بعد وہ ملحقہ ڈریسنگ روم میں داخل ہو گیا۔ تاکہ لباس بدل کر وہ ناروا کے بحری اڈے پر پہنچ سکے۔

عمران اور اس کے ساتھی کشتی کو چپوؤں کی مدد سے آگے بڑھائے لئے جا رہے تھے۔ کشتی جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی جھیل وسیع ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"نارڈا اس رفتار سے تو ہم نہیں پہنچ سکتے جناب! —— اس طرح تو ہمیں کم از کم دو ماہ چاہئیں اور راستے کے لئے ہمارے پاس نہ پانی کا ذخیرہ ہے اور نہ خوراک کا" —— ہرمن نے ایک بار پھر اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جب تمہیں پیاس اور بھوک لگے —— مجھے بتا دینا۔ میں ایک لمحے میں تمہاری بھوک اور پیاس مٹا دوں گا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے جناب" —— ؟ ہرمن نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں اٹھا کر پانی میں پھینک دوں گا —— تم نیچے جا کر اپنے آپ بھوک پیاس سے بے نیاز ہو جاؤ گے" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہرمن جھینپ کر خاموش ہو گیا۔

"ہرمن صحیح کہہ رہا ہے —— آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو —— ؟ اس طرح کشتی میں سفر تو صریحاً خودکشی ہے —— اور میں اس خودکشی کے حق میں نہیں ہوں" —— تنویر جو خاموش بیٹھا تھا۔ آخر کار بول پڑا۔ اس کے لہجے میں خاصی سختی تھی۔

"حق میں نہیں ہو تو مخالفت میں ووٹ دے دینا —— میں نے تمہیں روکا ہے" —— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب! —— آخر آپ نے کیا سوچ رکھا ہے —— کچھ ہمیں بھی بتائیے" —— اس بار صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہی بول پڑے۔

"بھئی پہلے میں نے کبھی سوچا ہے —— جو اب سوچوں گا —— بس خدا کے سہارے چلی جا رہی ہے —— تم نے دیکھا ہے کہ جس بس کا ہر پرزہ ڈھیلا ہو۔ اس پر لکھ دیا جاتا ہے کہ خدا کے سہارے چلی جا رہی ہے —— اور وہ واقعی چلی جا رہی ہوتی ہے" —— عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیوں نہ ہم کشتی کو کنارے پر لے چلیں —— اور وہاں کسی آبادی سے خوراک اور پانی حاصل کر کے سفر کریں" —— ہرمن نے تجویز پیش کی۔

"اور وہاں کے جی۔ پی کے کسی سیکشن کے ہتھے چڑھ کر اپنے

انجام کو پہنچ جائیں گے"۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ خطرہ تو ہے ۔۔۔ لیکن یہ خطرہ تو ہر حال میں ہمیں مول لینا ہی پڑے گا ۔۔۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں"۔۔۔ ہرمن نے جواب دیا۔

"میرے پاس بھوک اور پیاس مٹانے والی گولیاں موجود ہیں۔ ان گولیوں کے سہارے ہم پندرہ روز تک بغیر کچھ کھائے پیئے سفر کر سکتے ہیں ۔۔۔ اس لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور پندرہ روز بعد کیا کریں گے ۔۔۔؟ کیا ایک دوسرے کا خون پیئیں گے ۔۔۔ اور ایک دوسرے کا گوشت کھائیں گے"۔۔۔؟ تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یار! ۔۔۔ اتنے بے صبرے کیوں بن رہے ہو ۔۔۔؟ روسیاہ والے اتنے بڑے میزبان نہیں ہیں کہ اپنے مہمانوں کے لئے کوئی بندوبست نہ کریں ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی ہماری مہمانی میں کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا اچانک صفدر چیخ پڑا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ دُور ایک دھبہ سا پانی پر تیزی سے تیرتا ہوا ہماری طرف آرہا ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا اور وہ سب چونک کر اس طرف دیکھنے لگے جدھر صفدر نے اشارہ کیا۔

واقعی دُور ایک سیاہ رنگ کا دھبہ پانی پر اچھلتا ہوا انتہائی تیز رفتاری

سے ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کا خاکہ واضح ہوگیا۔ یہ اڑن طشتری قسم کی کوئی چیز تھی جو پانی پر اچھلتی ہوئی تیزی سے ان کی کشتی کی طرف بڑھی چلی آرہی تھی۔

"پانی میں غوطے لگا جاؤ ۔۔۔ گہرے پانی میں ۔۔۔ ایمرجنسی آکسیجن کیپسول منہ میں ڈال لو ۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور ان سب نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر چھوٹے چھوٹے کیپسول نکالے اور انہیں منہ میں ڈال کر وہ کشتی سے جھیل میں چھلانگیں لگا گئے۔ اور پانی میں غوطہ لگاتے ہی وہ تیزی سے پانی کے اندر اندر ہی کشتی سے دُور ہٹتے چلے گئے۔

جھیل کے شفاف پانی میں باہر کا منظر صاف نظر آرہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے ایک اڑن طشتری قسم کی چیز کو کشتی کے قریب پانی کو چھو کر آگے بڑھتے دیکھا۔

اڑن طشتری میں سے سُرخ رنگ کی ایک شعاع نکلی اور ان کی کشتی پر جیسے ہی وہ شعاع پڑی، کشتی کو آگ لگ گئی اور وہ پانی پر ہی دھڑا دھڑ جلنے لگی۔

طشتری اب کشتی کے گرد تیزی سے چکر کاٹ رہی تھی۔ اس کی سپیڈ اتنی تیز تھی کہ اس پر نگاہ بھی نہ ٹھہرتی تھی۔ وہ پلک جھپکنے میں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر پہنچ جاتی۔

اور پھر طشتری میں سے بم پانی کے اندر پھینکے جانے لگے۔ یہ بم پانی کے اندر گرتے ہی خوفناک دھماکوں سے پھٹ جاتے اور ان کے پھٹنے سے پانی یوں الٹ پلٹ ہوتا جیسے زبردست طوفان آگیا ہو۔

عمران اور اس کے ساتھی کشتی سے کافی دُور تھے اس لئے وہ ان بموں سے پیدا ہونے والے طوفانوں سے فی الحال بچے ہوئے تھے اور پھر اچانک ایک بم اس جگہ گرا جہاں ہرمن تیر رہا تھا۔ بم پھٹتے ہی پانی میں طوفان پیدا ہوا اور ہرمن بے اختیار اس طوفان کی وجہ سے اچھل کر پانی کی سطح کے اوپر پہنچ گیا۔

اسی لمحے ٹرٹر کی ہلکی آواز پانی کے اندر سے ہوتی ہوئی ان کے کانوں تک پہنچی اور ہرمن کے جسم کو انہوں نے پانی پر ہی بری طرح اچھلتے دیکھا۔ پانی کا رنگ تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہرمن کا جسم سیدھا ہو گیا۔ وہ ایک لاش میں تبدیل ہو کر اب پانی پر تیر رہا تھا اور عمران کے ساتھیوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ان کا ایک ساتھی دشمنوں کا شکار ہو گیا تھا۔ اور جس انداز میں بم گرائے جا رہے تھے اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کسی بھی لمحے ان کا بھی ہرمن جیسا حشر ہو گا۔

عمران نے ہرمن کے ہلاک ہوتے ہی غصّے سے دانت بھینچ لئے اڑن طشتری نما کشتی کی سپیڈ اتنی تیز تھی کہ وہ اس پر پنسل فائر بھی نہ کر سکتا تھا اور پنسل فائر کے لئے بھی اسے پانی کی سطح کے قریب جانا پڑتا تھا جس کا خطرہ وہ مول نہ لے سکتا تھا۔ کیونکہ جھیل کا شفاف پانی اسے فوراً نمایاں کر دیتا اور اڑن طشتری سے اُسے فوراً ہلاک کر دیا جاتا۔ عجیب سی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ اب بس قسمت کے سہارے پر زندہ تھے۔ منہ میں رکھے ہوئے آکسیجن کیپسولوں کی وجہ سے وہ اتنی دیر سے پانی کے اندر موجود تھے۔ اور ان کا دم نہ گھٹ رہا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ کیپسول زیادہ دیر تک

ساتھ نہ دیں گے اور پھر یا تو وہ ڈوب کر مر جائیں گے یا پھر انہیں سانس لینے کے لئے سطح پر جانا پڑے گا اور پھر انہیں شکار کر لیا جائے گا لیکن اس نئے حربے سے نپٹنے کا بھی کوئی ذریعہ نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران کے تصور میں بھی نہ تھا کہ سکے۔ جی۔ بی اس قسم کا حربہ استعمال کریں گے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کسی لانچ پر آئیں گے اور پھر آسانی سے اس لانچ پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ لیکن یہ تو بالکل ہی نئی اور انوکھی چیز مقابلے میں لے آئے تھے۔

بم مسلسل گر رہے تھے۔ لیکن یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ ان بموں کی رینج سے کافی دُور تھے۔ صرف ہرمن ہی ان کے ہتھے چڑھا تھا۔

اور پھر اچانک بم برسنے بند ہو گئے اور عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔ پانی میں زبردست ہلچل ابھی تک موجود تھی اور عمران اور اس کے ساتھی کسی نئے حربے کے لئے تیار ہو گئے اور پھر انہوں نے اس بحری کشتی کو کافی فاصلے پر پانی کی سطح پر رُکتے ہوئے دیکھا اور اس سے پہلے کہ عمران اس کشتی کو ہٹ کرنے کے لئے کوئی ترکیب سوچتا۔ اس بحری کشتی کا پیندہ کھلا اور بہت سے غوطہ خور پانی میں اترتے چلے گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پانی میں چلنے والی مخصوص گنیں موجود تھیں وہ مکمل غوطہ خوری کے لباس میں تھے۔

پانی میں اترتے ہی وہ تیزی سے اس طرف بڑھے جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے اور عمران ان کے نیچے اترتے ہی تیار ہو گیا۔ اس نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا کیپسول نکالا اور اُسے انگوٹھے کی مدد سے توڑ کر پانی میں ڈال دیا۔ اس کیپسول کے ٹوٹتے

ہی پانی کا رنگ تبدیل ہوتا چلا گیا۔

اب پانی کا رنگ سطح کے نیچے گاڑھا ہوتا چلا جا رہا تھا اور اس کا پھیلاؤ خاصے رقبے میں تھا اس طرح کشتی میں بیٹھے ہوئے افراد زیر آب کارروائی کو چیک نہ کر سکتے تھے اور عمران نے ہاتھ ہلا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ تیزی سے چکر کاٹ کر ان غوطہ خوروں کی پشت پر پھیلتے چلے گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ انہیں کور کر چکے تھے اور پھر پانی میں ہولناک جنگ جاری ہو گئی۔ اور عمران اور اس کے ساتھی شارک مچھلی کی طرح ان غوطہ خوروں پر جھپٹ پڑے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ایک حملہ آور کے آکسیجن سلنڈر کا والو بند کر دیا اور والو بند ہوتے ہی غوطہ خور بری طرح تڑپنے لگا اور عمران نے اسے جکڑے رکھا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور عمران نے بڑی پھرتی سے پانی کے اندر ہی اس کا غوطہ خوری کا سامان اور لباس اتارنا شروع کر دیا اور پھر اس نے اسے اپنے لباس پر چڑھا کر آکسیجن کیپ بھی منہ پر چڑھالی اور والو کھول دیا۔ اب وہ آسانی سے سانس لے سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ دوسروں کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے دیکھا کہ تنویر۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی نے ایک ایک آدمی پر قابو پا لیا تھا۔ لیکن صدیقی اور چوہان ابھی تک اپنے مخالفوں سے لڑنے میں مصروف تھے۔

عمران نے اپنے حریف سے چھینی ہوئی گن سیدھی کی اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے فائر کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے سب سے پہلے تو

صدیقی اور چوہان کے حریفوں کو ڈھیر کیا اور بعد میں باقی ساتھیوں کے حریفوں کو۔

ان سب کے ختم ہوتے ہی عمران کے اشاروں پر انہوں نے ان کے لباس اور آکسیجن کیپ پہننے شروع کر دیئے۔ اب مسئلہ تھا، ان لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا۔ کیونکہ ان کا سطح سمندر پر جانا ان سب کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ عمران نے ان لاشوں پر بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھیوں نے بھی۔

پانی کے اندر یوں لگتا تھا جیسے زبردست جنگ جاری ہو۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے گنوں کی بھاری گولیوں نے ان کے حریفوں کے جسموں کے ٹکڑے اڑا دیئے اور یہ ٹکڑے پانی کے ساتھ تیرتے ہوتے سطح کی طرف بڑھے اور پھر سطح جھیل پر پھیلتے چلے گئے۔

اب عمران نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے تیرتے ہوئے تیزی سے اس بحری طشتری کی طرف بڑھتے چلے گئے جو ایک طرف دور پانی پر رکی ہوئی تھی۔

مارشل زاتو دے کا تیز رفتار ٹوسیٹر جہاز جب ناروا کے فوجی ایئرپورٹ پر اترا تو بحری اڈے کا چیف کاتین اعلیٰ حکام کے ساتھ بذاتِ خود اس کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ رسمی تعارف کے بعد کاتین سے مارشل نے پہلا سوال بحری طشتری کے متعلق ہی کیا۔

"جناب طشتری تیار ہے ــــ بس آپ کا انتظار تھا ــــ میں نے کچھ مسلح افراد کا بھی بندوبست کر لیا ہے ــــ ہوسکتا ہے کہ ضرورت پڑ جاتے" ــــ کاتین نے ٹرمینل کے قریب موجود ایک کار کی طرف بڑھتے ہوتے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ اچھا ہے" ــــ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار میں سوار ہوتے تو کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

ناروا شہر کی سڑکوں پر دوڑنے کے بعد وہ بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک مخصوص جگہ پر وہ بحری طشتری پانی پر کھڑی ہچکولے لے رہی تھی

"بہت خوب! ــ یہ تو واقعی اڑن طشتری ہے" ــــ مارشل نے بحری طشتری کی طرف دیکھتے ہی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"آیئے پھر" ــــ کاتین نے کار سے اتر کر طشتری کے ساتھ لگے ہوتے لکڑی کے پل پر چڑھتے ہوتے کہا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوتے طشتری کے کھلے دروازے سے ہوتے ہوتے اس کے اندر داخل ہو گئے۔

طشتری اندر سے کسی بڑے جہاز کی مانند تھی۔ چاروں طرف موجود شیشوں کی وجہ سے ایک جگہ بیٹھ کر ہر طرف کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔ طشتری میں کیپٹن پائلٹ کے علاوہ سات افراد موجود تھے جنہوں نے غوطہ خوری کا لباس پہنا ہوا تھا۔

مارشل کے اندر آنے پر ان سب نے کھڑے ہو کر مارشل کا استقبال کیا اور مارشل نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوتے بڑی گہری نظروں سے طشتری کا اندرونی جائزہ لیا اور پھر وہ کاتین کے اشارے پر کیپٹن پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

پائلٹ نے اس کے بیٹھتے ہی انجن سٹارٹ کیا اور طشتری پانی پر تیزی سے پھسلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اس کی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ پانی کے اوپر جیسے پرواز کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ البتہ کچھ وقفے کے بعد اس کا گول اور سپاٹ پیندہ پانی کی سطح سے چھوتا اور پھر وہ ہلکے سے جھٹکے سے اور آگے بڑھ جاتی۔ اس طرح پانی کو چھوتی ہوئی وہ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کا رخ جھیل کے اس طرف تھا جدھر تار تو تھا کیونکہ مارشل کے کہنے کے مطابق غیر ملکی

جاسوسوں کا گروپ اس طرف سے ہی نارو آرہا تھا۔

کاتین اور مارشل کی تیز نظریں شیشے کے پار جھیل کی سطح پر جمی ہوئی تھیں اور مارشل کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا کہ کاش یہ حربہ کامیاب رہے۔

"وہ دیکھو ــ وہ کشتی" ـــ اچانک دور سے سطح جھیل پر ایک دھبہ سا نظر آتے ہی مارشل چیخ پڑا۔

"ہاں! ــ وہ کشتی ہے" ـــ کاتین نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن پائلٹ نے بھی سر ہلاتے ہوئے بحری طشتری کا رخ اس کشتی کی طرف کر دیا تھوڑی دیر بعد کشتی کا خاکہ واضح طور پر نظر آنے لگ گیا۔

"ارے یہ کشتی تو خالی ہے" ـــ کاتین نے چند لمحوں بعد چونکتے ہوئے کہا۔

اور مارشل نے بھی دیکھا کہ واقعی کشتی خالی پڑی ہوئی تھی اس پر کوئی آدمی سوار نہ تھا۔

"وہ لوگ ہماری طشتری کو دیکھ کر پانی میں غوطہ لگا گئے ہوں گے"۔ مارشل نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہوگا ـــ لیکن اب وہ بچ کر نہیں جا سکتے" ــ کاتین نے کہا۔

اسی لمحے بحری طشتری اس کشتی کے عین قریب سے ہوتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"پہلے اس کشتی پر ریز فائر کر کے اسے جلا دو" ـــ کاتین نے چیخ کر کیپٹن پائلٹ سے کہا۔

اور پھر پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے بحری طشتری کو تیزی سے واپس

موڑا۔ اور پھر جیسے ہی وہ کشتی کے قریب پہنچی، پائلٹ نے سامنے لگے ہوئے سوئچ بورڈ میں سے ایک بٹن کو انگوٹھے سے دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی طشتری کی سائیڈ سے سرخ رنگ کی تیز شعاع نکل کر کشتی پر پڑی اور دوسرے لمحے کشتی کو آگ لگ گئی اور وہ دھڑا دھڑ جلنا شروع ہو گئی۔

بحری طشتری کو پائلٹ نے اس کشتی کے گرد گھمانا شروع کر دیا۔ جھیل کا پانی گو شفاف تھا لیکن اس میں سے زیادہ گہرائی تک نظر نہ آتا تھا۔ اور پھر طشتری کی رفتار بھی اتنی تیز تھی کہ نظر جمتی ہی نہ تھی۔

"یہ لوگ یقیناً کشتی کے ارد گرد پانی میں موجود ہیں ـــ انہیں پانی کے اندر ہی ہلاک کر دو" ـــ مارشل نے چیخ کر کہا۔ اور کاتین نے پائلٹ کو راکٹ بم پانی میں فائر کرنے کا حکم دیا۔ اور پائلٹ نے تیزی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

دوسرے لمحے طشتری سے بم نکل نکل کر پانی میں گرنے لگے۔ پانی میں زبردست دھماکے ہو رہے تھے اور جس جگہ راکٹ بم گرتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے خوفناک طوفان آ گیا ہو۔

پائلٹ کشتی کے گرد مختلف جگہوں پر مسلسل بم پھینکتا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس نے پھرتی سے ایک اور بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے مارشل اور کاتین نے پانی کی اس ہلچل میں ایک آدمی کو سطح پر اچھلتے دیکھا۔ جیسے ہی وہ آدمی اچھلا پائلٹ نے جو بٹن دبایا تھا طشتری کے باہر ٹر ٹر کی تیز آواز سے مشین گن گونجی اور اس آدمی کے جسم میں بے شمار سوراخ ہوتے چلے گئے اور اس کے خون سے پانی رنگین ہوتا چلا گیا۔

"وہ مارا ___ ویری گڈ! ___ اسی طرح ان سب کو ہلاک کر دو ___ ایک بھی بچ کر نہ جاتے" ___ مارشل نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ ایک آدمی کے ہلاک ہونے سے وہ اس طرح خوش ہوا تھا جیسے اس نے کوئی ناقابلِ تسخیر قلعہ فتح کر لیا ہو۔

بم ابھی تک مسلسل گر رہے تھے اور پھر اچانک ٹھس ٹھس کی آوازیں نکلیں اور پائلٹ نے چونک کر بٹن آف کر دیئے۔

"راکٹ بم ختم ہو گئے ہیں جناب" ___ پائلٹ نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ___ یہ لوگ اب اس قابل نہیں رہے ہوں گے کہ مقابلہ کر سکیں ___ اول تو ہلاک ہو چکے ہوں گے ___ ورنہ زخمی تو ضرور ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے اب غوطہ خوروں کو بھیجنا چاہیئے تاکہ وہ اپنی گنوں سے رہی سہی کسر بھی پوری کر دیں" ___ کاتین نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا اور مارشل نے بھی سر ہلا دیا۔

"جاؤ اور جا کر ان لوگوں کے ٹکڑے اڑا دو" ___ کاتین نے طشتری میں موجود مسلح غوطہ خوروں سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے تیزی سے آکسیجن سیٹ چہروں پر چڑھانے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد پائلٹ نے طشتری کو ایک جگہ روکا اور پھر بٹن دبا کر اس کا پیندہ کھول دیا اور غوطہ خور گنیں سنبھالے پانی میں اترتے چلے گئے۔ ان سب کے جانے کے بعد پائلٹ نے دوبارہ پیندہ بند کر دیا۔

اب ان کی نظریں پانی پر جمی ہوئی تھیں اور وہ پانی میں غوطہ خوروں کو تیزی سے آگے بڑھتے دیکھ رہے تھے۔

مگر اسی لمحے پانی کا رنگ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے

سطح کے نیچے سیاہی سی پھیلتی چلی گئی ہو۔ اب انہیں زیادہ دور تک کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا ___ ؟ پانی کا رنگ کیوں بدل گیا" ___ ؟ مارشل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا راکٹ بموں کے مواد کے پھیلنے کی وجہ سے ہوا ہے" ___ کاتین نے جواب دیا اور مارشل کے چہرے پر پھیلی ہوئی شکنیں دور ہوتی چلی گئیں۔ وجہ واقعی معقول تھی۔

پانی کے اندر ہلچل بدستور موجود تھی۔ لیکن انہیں کچھ پتہ نہ چل رہا تھا کہ اندر ہو کیا رہا ہے۔ لیکن وہ مطمئن تھے کہ راکٹ بموں سے زخم خوردہ یہ لوگ مسلح غوطہ خوروں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

اور پھر وہی ہوا۔ انہوں نے پانی کے اندر جگہ جگہ شعلے لپکتے دیکھے اور ساتھ ہی پانی میں ہلچل زیادہ ہو گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اندر مسلسل فائرنگ ہو رہی ہو۔

"ویری گڈ! ___ ویری گڈ! ___ ہمارے آدمی فائر کر رہے ہیں۔ یقیناً وہ کامیاب لوٹیں گے" ___ مارشل زاتورے نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ان کے ناکام واپس آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جناب! ___ یہ تو سات آٹھ افراد تھے ___ ہمارے آدمی تو پوری فوج کو ڈھیر کر سکتے ہیں"۔ کاتین نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ پانی کی سطح پر خون کے ساتھ ساتھ انسانی جسموں کے ٹکڑے تیرنے لگے تھے۔

آپ خوانخواہ پریشان تھے جناب! ــ یہ لوگ تو انتہائی آسان شکار نکلے" ـــ کاتین نے کہا اور مارشل کا چہرہ بگڑ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کاتین اس پر طنز کر رہا ہے۔

"طنز کرنے کی ضرورت نہیں کاتین! ــ تم جدید ترین بحری طشتری میں بیٹھے یہ بات کر رہے ہو ــ اگر تم عام سی لانچ پر ہوتے تو پھر دیکھتے کہ یہ شیطان صفت لوگ تمہارا اور تمہارے آدمیوں کا کیا حشر کرتے ہیں" مارشل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ویری سوری جناب! ــ آپ تو ناراض ہو گئے ـــ میرا مطلب یہ نہیں تھا جناب" ـــ کاتین نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں معذرت کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے کہ وہ کے۔ جی۔ بی کے چیف کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے اختیارات سے بخوبی واقف تھا۔

"وہ دیکھو! ــ ہمارے آدمی آ رہے ہیں" ـــ مارشل نے چونک کر کہا اور کاتین بھی چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔

واقعی ساتوں غوطہ خور ہاتھوں میں گنیں سنبھالے بڑی تیزی سے تیرتے ہوئے بحری طشتری کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔

"چلو شکر ہے کہ ہمارا ایک آدمی بھی ضائع نہیں ہوا" ـــ مارشل نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور کاتین نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

جب غوطہ خور طشتری کے نیچے پہنچے تو پائلٹ نے بٹن دبا کر پیندہ کھول دیا۔ اور وہ ساتوں اچھل کر طشتری کے اندر چڑھ آئے۔ ان کے اندر آنے کے بعد پائلٹ نے پیندے میں کھلنے والا راستہ دوبارہ بند کر دیا۔

"کیا ہوا ــ؟ کیا سب ختم ہو گئے ــ؟ کوئی بچ تو نہیں گیا"۔؟ مارشل اور کاتین نے بیک وقت غوطہ خوروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صرف آپ تینوں بچ گئے ہیں ـــ باقی سب خیریت ہے"۔ اچانک ایک غوطہ خور نے منہ سے آکسیجن سیٹ ہٹاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی مارشل اور کاتین دونوں بری طرح اچھل پڑے۔ مارشل کا چہرہ یکدم سفید ہو گیا تھا۔ جب کہ کاتین کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔

تت ــ تت ــ تم عمران تم ـــــ" مارشل نے خوف اور حیرت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جناب مارشل صاحب! ـــ دوبارہ ملاقات پر بڑی خوشی ہوئی"۔ عمران نے بڑے لکھنوی انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

کاتین نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن سے شعلہ نکلا اور کاتین کو چیخنے کا بھی موقع نہ ملا اور وہ اچھل کر کرسی سے نیچے جا گرا۔ اس کی کھوپڑی ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔

"خبردار! ــ اگر کسی نے حرکت کی ـــ دونوں اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو" ـــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور مارشل اور پائلٹ دونوں نے کاتین کو مرتے دیکھ کر تیزی سے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لئے۔

"ان دونوں کو باندھ دو اچھی طرح" ـــ عمران نے بیک وقت کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہیں طشتری کے ایک کونے میں نائلون کی رسی پڑی ہوئی نظر آ گئی۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے

رسی کی مدد سے ان دونوں کو اچھی طرح جکڑ دیا۔

" دیکھا مارشل زاتور ے! ___ سچویشن کیسے پلٹتی ہے ___ مجھے خود تمہارا انتظار تھا ___ مجھے معلوم تھا کہ اس ربڑ کی کشتی میں اتنا طویل سفر نہیں کیا جا سکتا ___ اور تمہارا شکریہ کہ تم ہمارے لئے ایسی شاندار چیز لے آئے ہو ___ بہت بہت شکریہ" ___ عمران نے آگے بڑھ کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تم ___ تم انسان نہیں ___ شیطان ہو ___ مافوق الفطرت ہو" ___ مارشل نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں ___ اگر ایسی بات ہوتی تو ہمارا ایک ساتھی تمہارے ہاتھوں ہلاک نہ ہوتا ___ بس فرق صرف یہ ہے کہ ہم دس کروڑ بے گناہ عوام کی سلامتی کے لئے لڑ رہے ہیں ___ جب کہ تم ان دس کروڑ بیگناہ عوام کے خاتمے کے لئے کام کر رہے ہو ___ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ مظلوموں کی مدد کرتا ہے" ___ عمران نے کہا اور پھر اس نے طشتری کے پائلٹ بورڈ کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ اسے سمجھ لینا چاہتا تھا اور پھر اس نے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ پھر جلد ہی طشتری کو آگے بڑھانے، گھمانے اور اُسے پوری طرح ہینڈل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

" یہ جو مرا پڑا ہے کیا نام ہے اس کا مارشل! ___ مجھے تو کوئی عام سا آدمی نظر آتا ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے مارشل سے کہا۔

" معمولی آدمی! ___ یہ کاتین ہے ناروا بحری اڈے کا چیف ہے تم اسے معمولی آدمی کہہ رہے ہو" ___ مارشل نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

بہت بہت شکریہ! ___ واقعی بڑا اہم آدمی ہے۔ اور میں یہی جاننا چاہتا تھا ___ اس لئے ہی میں نے اسے معمولی سا آدمی کہا تھا تاکہ تم جوش میں آ کر اس کی اصلیت اور حیثیت بتا دو" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے مارشل کی نفسیات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا تھا۔

" تم شیطان ہو ___ تم بہت بڑے شیطان ہو ___ میں تمہیں کچا کھا جاؤں گا" ___ مارشل نے بے اختیار دانت پیستے ہوئے کہا۔

" شکیل! ___ تم اس کاتین کا میک اپ کر لو ___ اس کا قد بُت تمہارے جیسا ہے ___ اور چوہان! ___ تم اس پائلٹ کا روپ دھار لو۔ یہ عین تمہاری طرح ہی ہے ___ میں مارشل کا روپ بدلوں گا تاکہ شیطان سے انسانوں کی صف میں شامل ہو جاؤں" ___ عمران نے ہدایات کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر انہوں نے غوطہ خوری کے لباس اتار کر جیبوں سے میک اپ باکس نکالے اور ان کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ تینوں دوسرے میک اپ میں آ گئے تھے۔

پھر عمران نے مارشل کا ___ چوہان نے پائلٹ کا ___ اور شکیل نے کاتین کا لباس اتار کر پہن لیا۔ کاتین کے چونکہ سر میں گولی لگی تھی اس لئے اس کا لباس خون سے محفوظ رہا تھا اور پھر عمران نے مارشل کے چہرے پر عمران کا میک اپ کیا۔

" ہاں میرے بھائی! ___ تمہارا نام کیا ہے ___ دیکھو میرے اندر ایک ایسی حس ہے کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو مجھے فوراً پتہ چل جائے گا ___ اور

ایسی صورت میں ایک گولی تمہارے لئے کافی ہے ___ ورنہ دوسری
دوسری صورت میں تمہاری جان بخشی کی جاسکتی ہے" ___ عمران
نے غراتے ہوئے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ___ میرا نام سارا پ ہے ___ میں سچ کہہ رہا ہوں ___ مجھے
کچھ نہ کہیں۔ میں تو حکم کا غلام ہوں جناب" ___ پائلٹ نے ہکلاتے
ہوئے کہا۔

اور عمران نے اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات کو دیکھ کر
ہی سمجھ لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"او۔کے حکم کے غلام صاحب! ___ اب ہم تمہیں حکم کا بادشاہ بنادیتے
ہیں ___ تم بھی کیا یاد کرو گے ___ تم نے ہی ہمارے ایک ساتھی کو یہاں
سے ہلاک کیا تھا نا" ___ عمران نے بڑے زہریلے انداز میں مسکراتے
ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا بٹن
دبا دیا اور بندھا ہوا پائلٹ چیخ مار کر طشتری کے فرش پر گرا اور بری طرح
تڑپنے لگا۔

"میں اپنے ایک ساتھی کے انتقام میں تم جیسے ہزاروں آدمیوں کا تختہ
کر سکتا ہوں سمجھے" ___ عمران نے بڑے ظالمانہ اور سفاکانہ لہجے میں
کہا اور پھر اس نے مارشل کی طرف دیکھا جس کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ سفید ہوتا
چلا جارہا تھا۔

"کک ___ کک ___ کیا تم مجھے بھی مارو گے ___ مجھے یعنی مارشل
زاتورے کو ___ کے۔جی۔بی کے چیف کو" ___ مارشل زاتورے سے
یوں منہ پھاڑتے ہوئے کہا جیسے مارشل زاتورے کی ہلاکت اس کے خیال

کے مطابق ناممکن ہو۔

"نہیں مارشل! ___ ایسا نہیں ہوسکتا" ___ عمران نے سنجیدہ
لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور مارشل کے چہرے پر یکدم سرخی دوڑنے لگی
جیسے اس کے سر پر منڈلاتی ہوئی موت یکدم ٹل گئی ہو۔

"تمہیں میں تمہاری حیثیت کے مطابق ماروں گا ___ تمہاری
شایانِ شان موت" ___ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور مارشل
کا چہرہ یکدم پتھر کی طرح بے جان ہوگیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھیں
بے نور ہوگئی ہوں۔

"گگ ___ گگ ___ کیا اس فیصلے میں کوئی ترمیم نہیں ہوسکتی" ___؟
اچانک مارشل کے لب ہلے اور اس میں سے سپاٹ سی گونجتی ہوئی آواز
نکلی۔

"ہوسکتی ہے ___ بشرطیکہ تم تعاون کے لئے تیار ہو جاؤ" ___ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کیا تعاون چاہتے ہو ___ کھل کر بات کرو" ___ مارشل کا چہرہ اب
معمول پر آنے لگ گیا تھا۔

"دیکھو مارشل! ___ میں نے تم سے ایک بار پہلے بھی وعدہ کیا تھا کہ
میں تمہیں ہیلی کاپٹر سے اتار دوں گا ___ اور میں نے اپنا وعدہ پورا کیا تھا
اس لئے اب بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو میں اپنے
ہاتھ تمہارے خون سے نہیں رنگوں گا" ___ عمران نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی ___ تم اپنے کسی ساتھی کو اشارہ کردو گے اور وہ
میری جان لے لیگا" ___ مارشل نے خوف زدہ لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے

ہوئے کہا۔

"نہیں! ــــ نہ ہی میں اور نہ ہی میرے ساتھی تمہارے خون سے ہاتھ رنگیں گے ــــ باقی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جانے والی موت کو ہم نہیں روک سکتے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــ بولو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ــــ مارشل نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سنو! ــــ مجھے جزیرہ سارہیما کے حفاظتی نظام کے متعلق تفصیل سے بتاؤ ــــ مکمل تفصیل سے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ! ــــ مجھے یقین تھا کہ تم یہی پوچھو گے ــــ جزیرہ سارہیما کے گرد زبردست سائنسی حفاظتی حصار قائم ہے جو سمندر کے اندر تہہ سے لیکر آسمان کی بلندیوں تک مسلسل حصار کئے ہوئے ہے ــــ تم جزیرے سے ابھی بیس میل دور ہو گے کہ جزیرے پر موجود کنٹرولنگ سیکشن تمہارے جسم کا ایک ایک بال چیک کر لیں گے ــــ اس لئے وہاں تمہارا داخلہ ناممکن ہے" ــــ مارشل نے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ ــ مجھے تفصیل چاہیئے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران! ــ میں کے۔جی۔بی کا چیف ہوں ــ کوئی سائنسدان نہیں کہ تمہیں سائنسی آلات کی تفصیل بتا سکوں ــ روسیاہ کے ذہین ترین سائنسدانوں نے اپنی زندگی کا نچوڑ جزیرہ سارہیما کی حفاظت پر لگا دیا ہے اس لئے وہی اس معاملے میں زیادہ جانتے ہوں گے ــــ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ جزیرے کے گرد میگنٹ سٹیل کی ایک اونچی دیوار تعمیر کی

گئی ہے ــــ اس دیوار میں ایسے جدید ترین حفاظتی نظام سیٹ کئے گئے ہیں کہ جزیرے سے بیس میل کے فاصلے تک چاروں طرف سمندر کی تہہ سے آسمان کی وسعتوں تک ہر چیز کو نہ صرف چیک کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اُسے کنٹرول بھی کیا جا سکتا ہے ــــ آمدورفت کا واحد ذریعہ جمہوریہ پارنو سے مخصوص بحری جہاز ہیں۔ ان جہازوں کو باقاعدہ سائنسی آلات سے چیک کیا جاتا ہے ــــ اور یہ جہاز بھی جزیرے سے چار میل کے فاصلے پر رک جاتے اور پھر جزیرہ سارہیما سے مخصوص کشتی وہاں بھیجی جاتی ہیں جو ضروری سامان اور آنے جانے والوں کو لے آتی اور لے جاتی ہیں ــــ جزیرے کے گرد چار میل کے فاصلے تک انتہائی طاقتور شعاعیں پھیلائی گئی ہیں ــــ ان شعاعوں کے سرکل میں کوئی چیز سوائے پانی کے داخل نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ پانی کا کیڑا تک اندر داخل نہیں ہو سکتا ــــ صرف وہی مخصوص کشتیاں ہی اس میں داخل ہو سکتی ہیں اس طرح یہ جزیرہ ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر ہے" ــــ مارشل زاتورے نے بڑے فخر سے کہا۔

"بہت خوب! ــــ اچھا انتظام ہے ــــ وہاں کا انچارج کون ہے"۔ عمران نے بڑے تعریف بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایوانوف وہاں کا انچارج ہے ــ کے۔جی۔بی کا سب سے چالاک اور ذہین آدمی" ــــ مارشل نے جواب دیا۔

"تم بھی اکثر وہاں جاتے رہتے ہو گے" ــــ؟ عمران نے یوں پوچھا جیسے یہ کوئی اہم بات ہی نہ ہو۔

"ہاں! ــ میں وہاں کا انچارج ہوں ــ میں تو جاتا رہتا ہوں" ــ

مارشل نے جواب دیا۔

" تو اب تم ہمیں وہاں لے کر جاؤ گے ـــ ایوانوف کو تم خود ہی سنبھالو گے ـــ کیوں کیا خیال ہے" ـــ عمران نے اچانک اپنا لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

" میں لے جاؤں گا ـــ تمہیں خود لے جاؤں گا تاکہ تم جاکر اس عظیم کارخانے کو تباہ کر دو ـــ نہیں! ـــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــ مارشل غدار نہیں۔ میں نے تمہیں تفصیل بتا دی ہے ـــ اب اگر تم میں ہمت ہے تو تم خود پہنچ جاؤ" ـــ مارشل نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ تم سے تفصیل پوچھنے کے بعد میں اب واپس گھر چلا جاؤں گا" ـــ عمران واپس جانے والوں میں سے نہیں مارشل۔ اس بات کو بھول جاؤ" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ـــ جو تمہاری مرضی آئے کرو ـــ لیکن وعدے کے مطابق مجھے چھوڑ دو" ـــ مارشل نے کہا۔

" بالکل میں اپنے وعدے پر قائم ہوں ـــ لیکن اگر تم اس خیال میں ہو کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا تاکہ تم جاکر ہمارے خلاف مزید کوئی حربے اختیار کرو ـــ تو یہ تمہاری بھول ہے" ـــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" مگر تم نے تو وعدہ کیا تھا" ـــ مارشل نے ایک بار پھر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میں اپنے وعدے پر قائم تھا ـــ اور اب بھی قائم ہوں ـــ میں اور میرے ساتھی تمہیں اپنے ہاتھ سے نہیں ماریں گے ـــ البتہ طبعی موت

ہم نہیں روک سکتے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

" تنویر! ـــ ان دونوں لاشوں کو اٹھا کر باہر پھینک دو ـــ اور بعد میں مارشل کے بازوؤں میں رسی ڈال کر اسے باہر پھینک دو۔ اور رسی کو اس بحری طشتری کے بیرونی ہک کے ساتھ باندھ دو ـــ اب مارشل کی ہمت ہے کہ یہ پانی کے اوپر رہ کر زندہ رہتا ہے یا پانی میں ڈوب کر مر جاتا ہے" ـــ عمران نے کہا۔

" نہیں نہیں! ـــ اس طرح میں ڈوب جاؤں گا ـــ یہ تو وعدہ خلافی ہے" ـــ مارشل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" سنو مارشل! ـــ میں نے تمہارے لئے کوئی ادارہ انسداد بے رحمی نہیں کھولا ہوا ـــ تم جیسے درندوں کو زندہ چھوڑ دینا میری فطرت کے خلاف ہے۔ لیکن چونکہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اور میرے ساتھی تمہارے خون سے ہاتھ نہیں رنگیں گے ـــ اس لئے میں ایسا کر رہا ہوں ـــ ورنہ یاد کرو جب تم نے راکٹ بم پانی میں برسائے تھے اس وقت تمہیں ہم پر رحم آیا تھا ـــ اور پھر یہ موت تمہارے شانِ شایان بھی ہو گی ـــ تم ڈوبو گے ـــ پھر زندہ ہو جاؤ گے ـــ پھر ڈوبو گے ـــ پھر زندہ ہو جاؤ گے ـــ اور ہو سکتا ہے کہ تم اگر عقل استعمال کرو اور ہمت کرو تو زندہ بچ بھی جاؤ" ـــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ پینل کا ایک بٹن دبایا اور بحری طشتری کا پیندہ کھلتا چلا گیا۔

تنویر نے کاتمین اور کیپٹن پائلٹ کی لاشوں کو اٹھا کر پانی میں پھینک

دیا اور پھر وہ مارشل کی طرف بڑھا۔

تنویر نے اس کے دونوں بازوؤں کے گرد رسی کس کر باندھی اور پھر اس کے جسم پر بندھی ہوئی باقی رسیاں کھول دیں۔ صرف ہاتھ بندھے رہنے دیئے۔ اور پھر اس نے رسی کا ایک سرا طشتری کے باہر لگے ہوئے ایک ہک سے باندھا اور تڑپتے اور چیختے ہوئے مارشل کو اٹھا کر اس نے پانی میں پھینک دیا۔

عمران نے پھرتی سے پلیندہ بند کیا اور دوسرے لمحے اس نے طشتری کو آگے بڑھا دیا۔

طشتری لمحہ بہ لمحہ سپیڈ پکڑتی چلی گئی اور عمران طشتری کو اسی جگہ ایک بڑے دائرے میں گھما رہا تھا۔ اس سے بندھا ہوا مارشل کبھی پانی کے اندر چلا جاتا اور کبھی اچھل کر پانی سے باہر آجاتا۔

حقیقت میں مارشل سخت ترین تکلیف میں تھا۔ نہ ہی وہ ڈوب کر مر رہا تھا اور نہ ہی زندگی کی کوئی امید باقی رہ گئی تھی۔ وہ لمحہ بہ لمحہ مر رہا تھا لمحہ لمحہ زندہ ہو رہا تھا۔

اور پھر اچانک طشتری کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے ہی مارشل سمیت پانی میں غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی طشتری آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور مارشل کا جسم پانی کے تھپیڑوں میں گم ہوتا چلا گیا۔

"خس کم جہاں پاک" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے طشتری کا رخ موڑا اور پھر اسے پوری سپیڈ سے دوڑاتا ہوا وہ ناروا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

طشتری کی سپیڈ اتنی تھی کہ تھوڑی دیر بعد وہ ناروا کے بحری اڈے

میں پہنچ گئی۔

وہاں ہر طرف بحری جنگی جہاز اور کشتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ بڑا زبردست قسم کا اڈہ تھا۔ لیکن بحری طشتری کو کسی نے نہ روکا اور عمران طشتری کو اڑاتا ہوا ناروا کے اڈے سے نکل کر خلیج ریگا میں داخل ہو گیا۔ اس نے نقشہ نکال کر سامنے پھیلا لیا تھا۔

ابھی وہ نقشے پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک طشتری کے پینل سوئچ سے ایک تیز آواز ابھری۔

"ہیلو ـــ ناروا بیس کالنگ چیف کاتین ـــ ہیلو ہیلو ـــ اوور"۔

آواز میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"یس ـــ کاتین سپیکنگ۔ اوور" ـــــ عمران نے کاتین کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اوور" ـــــ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں مارشل زاتورے کے ہمراہ جزیرہ ساریما پر جا رہا ہوں ـــ ایمرجنسی ٹور پر ـــ نوٹ کر لو اور ہر قسم کا خیال رکھنا۔ اوور" ـــــ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ کیا وہ مجرم ختم ہو گئے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہاں! ـــ مجرم تو ختم ہو گئے ـــــ لیکن مارشل کو اطلاع ملی ہے کہ مجرموں کا ایک گروہ جزیرہ ساریما کی طرف گیا ہوا ہے ـــــ اس لئے ہم وہاں جا رہے ہیں۔ اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"بہتر جناب۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔

"بے چارہ ہرمن ــــ وہ بے حد پریشان تھا کہ ہم آخر کس طرح ساریما پہنچیں گے ــــ اب اگر وہ زندہ ہوتا تو اسے پتہ چلتا کہ روسیاہ والوں نے کیسی جدید ترین ایجاد ہمیں وہاں پہنچانے کے لئے بھجوائی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ممبروں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے ان کے چہروں پر اب گہرا اطمینان چھایا ہوا تھا۔ کم از کم اب وہ اطمینان سے جزیرہ ساریما پہنچ سکتے تھے۔ وہاں جا کر کیا ہوتا ہے یہ بعد کی بات ہے۔ بحری طشتری انتہائی تیز رفتاری سے خلیج ریگا کے پانی کو چھوتی ہوئی جزیرہ ساریما کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی آنے والے حالات کے متعلق بیٹھے سوچ رہے تھے۔

مارشل کو جیسے ہی پانی میں پھینکا گیا۔ مارشل کا جسم ایک لمحے کے لئے پانی میں ڈوبتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے وہ پانی سے باہر نکلا۔ اسی طرح مسلسل وہ کبھی پانی میں ڈوبتا اور کبھی باہر آتا رہا۔ کبھی اس کا سانس رکنے لگتا اور کبھی وہ دوبارہ سانس لینے کے قابل ہو جاتا۔

اسے ہر لمحہ اپنی موت کا یقین ہوتا۔ لیکن دوسرا لمحہ اُسے زندگی کی نوید دے جاتا۔ لیکن اس نے فطری طور پر زندگی کے لئے جدوجہد جاری رکھی۔

پہلے اس نے کوشش کی کہ کسی طرح اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھل جائیں۔ لیکن رسیاں اس طرح باندھی گئی تھیں کہ وہ کسی طرح کھل ہی نہ رہی تھیں۔

اور پھر مارشل نے ایک اور ترکیب استعمال کی۔ اس نے اپنی دونوں

ٹانگوں کو تیزی سے سر کی طرف موڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے
نے ٹانگوں کے درمیان رسی پکڑی اور تیزی سے اپنے جسم کو پلٹا لیا۔ اس
طرح اب اس کا جسم کمان کی صورت میں بدل گیا تھا۔ ساتھ ہی رسی ڈھیلی
پڑ گئی۔

اسی لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی
وہ قلابازیاں کھاتا ہوا پانی کے اندر ڈوبتا چلا گیا۔ اب رسی کا کھچاؤ ختم ہو گیا
تھا اور مارشل سمجھ گیا کہ رسی ڈھیلی ہونے کی وجہ سے ہک سے نکل گئی
اس کی ترکیب کامیاب رہی تھی۔ اس طرح اس کا طشتری سے تعلق
ختم ہو گیا تھا۔

مارشل تیر کی طرح پانی کی تہہ میں بیٹھتا چلا گیا۔ لیکن جلد ہی پانی
اسے واپس اچھال دیا۔ اور دوسرے لمحے ایک بار پھر وہ پانی کی
پر پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے پشت کے بل پانی پر تیرنا شروع کر دیا۔ چونکہ
وہ ایک ماہر تیراک تھا اس لئے اسے تیرنے میں کوئی دقت نہ ہو
تھی۔ بحری طشتری کا دور دور تک کوئی پتہ نہ تھا۔

تیرتے تیرتے اچانک مارشل کی نظر پانی میں تیرتے ہوئے ایک
لوہے کے پترے پر پڑی۔ یہ شاید اس ربڑ کی کشتی کا کوئی حصہ
کیونکہ وہ جلا ہوا تھا۔ مارشل نے اپنے جسم کو تیزی سے موڑا اور پھر
لمحوں کی جدوجہد کے بعد وہ اس پترے پر قابو پانے میں کامیاب
ہو گیا۔ اس نے پترے کے ایک سرے کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں
سے پکڑا اور پھر ہاتھوں کو موڑ کر اس نے اس کا دوسرا سرا دونوں کلائیوں
کے درمیان بندھی ہوئی رسیوں پر پھیرنا شروع کر دیا۔ جلنے کی وجہ

کی دونوں سائیڈیں خاصی تیز ہو گئی تھیں اس لئے تھوڑی سی جدوجہد
بعد اچانک ایک جھٹکے سے اس کی دونوں کلائیاں آزاد ہو گئیں اور اس
ساتھ ہی اس کے لبوں سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔
اس کے جسم پر سے لباس چونکہ اتار دیا گیا تھا اس لئے وہ صرف انڈرویئر
ملبوس تھا اور چہرے پر ظاہر ہے عمران کا میک اپ تھا اور اب اس
سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ تیرتا ہوا ناروا تک پہنچے۔ لیکن ناروا
سے اتنا دور تھا کہ وہ چار دن بھی مسلسل تیرتا رہتا تب بھی بحری
تک نہ پہنچ سکتا تھا اس لئے اس نے ایک اور ترکیب سوچی
پھر اس نے جھیل کے کنارے کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ جھیل کا پھیلاؤ
کافی تھا اس لئے اسے تیزی سے تیرنے کے باوجود کنارے تک
میں کافی دیر لگ گئی۔

کنارے پر پہنچ کر وہ کچھ دیر تو پڑا اپنا سانس درست کرتا رہا۔ پھر
لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا
پھر اسے دور ایک چھوٹا سا کیبن نظر آگیا۔ کیبن کے باہر ایریل کا بڑا
کھمبا بھی نصب تھا اور اس کے چہرے پر اطمینان اور مسکراہٹ پھیل
کیونکہ یہ کھمبا ہیوی ڈیوٹی ٹرانسمیٹر لنک کا تھا اور ظاہر ہے کہ کیبن
کوئی لنکنگ آپریٹر بھی موجود ہوگا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے کیبن
طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

ابھی وہ کیبن سے کافی دور تھا کہ اچانک کیبن میں سے ایک نوجوان
نکلا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔

"خبردار! — وہیں رک جاؤ" — نوجوان نے دور سے چیختے

ہوتے کہا اور مشین گن کا رُخ مارشل کی طرف کر دیا۔

" میں کے۔جی۔بی کا چیف مارشل زاتورے ہوں ــــ مجھے مت روک
ورنہ دشمن روسیاہ کو زبردست نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے
مارشل نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

" کے۔جی۔بی کا مارشل" ــــ نوجوان نے بڑے طنزیہ انداز میں
قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے انڈرویئر میں ملبوس ایک آدمی اگر اپنے
آپ کو کے۔جی۔بی کا چیف کہنے پر اصرار کرے تو اس پر ہنسی ہی آسکتی ہے

" شٹ اَپ ــــ اپنی کتے جیسی تھوتھنی بند کرو ــــ تمہیں مجھ
ہنسنے کی جرأت کیسے ہوئی ــــ کے۔جی۔بی کے چیف پر ہنستے ہو
میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا ــــ جلدی ناروا کے سکینڈ چیف سے
میری بات کراؤ ٹرانسمیٹر پر ــــ ورنہ بحری طشتری ساریما پہنچ گئی تو ار
کو زبردست نقصان اٹھانا پڑے گا" ــــ مارشل نے غصے سے
چیختے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

نوجوان مارشل کے لہجے کی وجہ سے سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ بحری طشتری کا
بھی اس نے دُور جھیل پر چکراتے دیکھا تھا اور پھر یہ انڈرویئر میں ملبوس
ننگ دھڑنگ آدمی اس کا کچھ بگاڑ بھی نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ غیر مسلح
تھا۔ اس لئے اس کی اصلیت کا بھی پتہ چل جاتا۔

" ٹھیک ہے ــــ ہاتھ اوپر کر کے آجاؤ ــــ اور دیکھو اگر تم
کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو گولی مار دونگا" ــــ نوجوان
نے کہا۔

مارشل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیزی سے کیبن

کی طرف قدم بڑھاتے اور پھر وہ کیبن میں داخل ہو گیا۔ نوجوان اس کے
پیچھے تھا۔

" جلدی کرو ــــ ناروا بحری اڈے سے بات کراؤ ــــ جلدی" ــــ
مارشل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" تم دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ــــ جب تک میں کال نہ
ملاؤں" ــــ نوجوان نے حفظ ماتقدم کے طور پر کہا۔

مارشل نے دیوار کی طرف منہ کر لیا تو نوجوان نے جلدی سے ٹرانسمیٹر
پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ــــ ہیلو ــــ لنکنگ کیبن نمبر تھرٹی سیون کالنگ اوور" ــــ
نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس ــــ ایس۔ڈی ٹو سپیکنگ۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے
ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" جناب! ــــ ایک آدمی جھیل سے نکل کر کیبن میں آیا ہے ــــ اس
کے جسم پر لباس موجود نہیں ہے ــــ وہ اپنے آپ کو کے۔جی۔بی
کا چیف مارشل زاتورے کہہ رہا ہے جناب۔ اوور" ــــ نوجوان نے
طنزیہ لہجے میں کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو ــــ مارشل زاتورے ــــ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔
اوور" ــــ دوسری طرف سے انتہائی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

" سنو! ــــ میں مارشل زاتورے بول رہا ہوں ــــ اصلی مارشل زاتورے
مجرموں نے بحری طشتری پر قبضہ کر لیا ہے ــــ کاتین اور کیپٹن پائلٹ
کو مار ڈالا گیا ہے ــــ باقی لوگ بھی ختم ہو گئے ہیں ــــ اور مجرم

بحری طشتری لے کر ناروا کی طرف چلے گئے ہیں ـــ میں نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی ہے ـــ مجھ پر انہوں نے اپنا میک اپ کر دیا ہے اور خود ان کا لیڈر میرے میک اپ اور میرے لباس میں ملبوس ہے۔ اوور" مارشل نے خود ہی مڑ کر تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــ؟ میری خود باس کاتین سے بات ہوئی ہے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ سب کچھ نقلی اور جعلی تھا ـــ وہ مجرم تھے ـــ شیطان صفت مجرم ـــ سنو! ـــ میں تمہیں ایک نشانی دیتا ہوں۔ میں ناروا کے اڈے پر اپنے ٹوسیٹر جہاز پر پہنچا تھا ـــ اس جہاز کے اوپر کے۔ جی۔ بی کے مخصوص نشان کے ساتھ چیف کا مخصوص نشان سینگ مارتے ہوئے پہاڑی بکرے کا مونوگرام بنا ہوا تھا ـــ وہ جہاز اب بھی تمہارے اڈے پر موجود ہوگا۔ اوور" ـــ مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ آپ کی نشانی درست ہے ـــ اگر ایسی بات ہے تو پھر غضب ہو گیا ـــ بحری طشتری تو خلیج ریگا میں داخل ہو چکی ہے اور اس کا رُخ جزیرہ ساریما کی طرف ہے ـــ وہ تو وہاں پہنچنے والی ہوگی۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم جلدی سے میرے لئے کوئی تیز رفتار لانچ بھیجو ـــ تاکہ میں اڈے پر پہنچ کر جزیرے کے انچارج کو ہدایات دے سکوں۔ اوور" مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ میں ابھی کشتی بھیج رہا ہوں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل خاموش ہو گیا۔ اور نوجوان نے ٹرانسمیٹر

آف کر دیا۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب! ـــ مجھے معلوم نہیں تھا" ـــ نوجوان نے اس بار خوفزدہ مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ـــ خوامخواہ کی باتوں سے وقت مت ضائع کرو"۔ مارشل نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ کیبن سے نکل کر تیزی سے جھیل کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ نوجوان بھی مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ جھیل کے کنارے پر پہنچ گئے اور اسی لمحے انہیں دور سے ایک موٹر لانچ انتہائی تیز رفتاری سے پانی کی سطح پر دوڑتی ہوئی اپنی طرف بڑھتی دکھائی دی۔

دس منٹ بعد لانچ کنارے پر پہنچ گئی اور مارشل زاتورے اچھل کر لانچ میں سوار ہو گیا۔

"جلدی چلو ـــ انتہائی تیز رفتاری سے جس قدر جلد چل سکو چلو"۔ مارشل نے لانچ کے کیپٹن سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور اس لانچ والے نے سر ہلاتے ہوئے لانچ کو واپس موڑا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے اسے دوڑاتا ہوا ناروا کے بحری اڈے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب لانچ اڈے پر پہنچی تو وہاں کاتین کا اسسٹنٹ ایک بذاتِ خود موجود تھا۔ وہ مارشل کو لیتے ہوئے اپنے خاص کمرے میں آیا اور پھر اس نے مارشل کو نیا لباس پہننے کے لئے دیا۔ لباس پہننے سے پہلے مارشل نے کیمیکلز کی مدد سے اپنا میک اپ صاف کیا اور پھر لباس پہن کر وہ اپنے اصل روپ میں آگیا۔

"جزیرہ ساریما کے انچارج ایوانوف سے رابطہ پیدا کرو ایمرجنسی لا
جلدی" ـــــ مارشل نے تاہک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے آپریشن روم میں چلتے ہیں" ـــــ تاہک نے مؤدبانہ
میں کہا اور پھر وہ اُسے لیئے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا
بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا جہاں بڑے بڑے ٹرانسمیٹر موجود تھے
تاہک کے کہنے پر آپریٹر نے جزیرہ ساریما کی فریکوئنسی سیٹ کی
چند لمحے بعد جب ایوانوف کی آواز ٹرانسمیٹر پر گونجی تو مارشل کے چہرے
رونق سی آگئی۔ ایوانوف کی آواز سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ابھی مجر
نے جزیرہ پر قبضہ نہیں کیا۔

"ہیلو ـــ ساریما کنٹرول انچارج ایوانوف سپیکنگ۔ اوور" ـــ د
طرف سے ایوانوف نے کہا۔

"مارشل زاتور سپیکنگ ناروا بیس سے۔ اوور" ـــــ مارشل
انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر مارشل! ـــ فرمایئے۔ اوور" ـــ دوسری طرف
سے ایوانوف کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"سنو! ـــ بحری طشتری میں بیٹھ کر غیر ملکی جاسوس جزیرہ سار
تباہ کرنے کے لیئے تمہارے تک پہنچ رہے ہیں ـــ ان کی پوزیشن
کیا ہے۔ اوور" ـــــ؟ مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

"بحری طشتری پر ـــ مگر یہاں تو دور دور کوئی بحری طشتری
نہیں آرہی جناب۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویری گڈ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی تک وہاں نہیں

ـــ سنو! ـــ بحری طشتری میں مجرم موجود ہیں ـــ ان میں
ایک میرے میک اَپ میں ہے ـــ دوسرا ناروا بیس کے چیف
کے روپ میں ـــ اور تیسرا بحری طشتری کے کیپٹن پائلٹ کے
میں ـــ اس لئے تم ہوشیار رہنا۔ ـــ اور اگر ہو سکے تو انہیں
کر لینا۔ مگر یہ یاد رکھنا کہ وہ انتہائی ہوشیار۔ ذہین اور شیطان صفت
ـــ اس لئے ہر طرح سے ہوشیار رہنا۔ اوور" ـــــ مارشل نے
ت دیتے ہوئے کہا۔

بہتر جناب! ـــ اب وہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے ـــ آپ
فکر رہیں۔ اوور" ـــــ ایوانوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں کیسے بے فکر رہ سکتا ہوں ـــــ یہ لوگ تمہاری توقع سے
ہوشیار اور خطرناک ہیں ـــــ میں خود ٹوسیٹر جہاز پر ساریما پہنچ رہا
ہوں ـــ سنو! ـــ ہمارے تمہارے درمیان کوڈ بحری طشتری ہو گا۔
" ـــــ مارشل نے کہا۔ اور ساتھ ہی کوڈ بھی تجویز کر دیا۔

ٹھیک ہے جناب۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا
یہ میرا ذاتی جہاز ہے ـــ اس کے۔ جی۔ بی کے ساتھ ساتھ
کا مونوگرام بھی موجود ہے ـــــ میں اسی جہاز پر آؤں گا"
ـــــ مارشل نے کہا۔

ٹھیک ہے جناب! ـــ میں ہوشیار رہوں گا۔ اوور" ـــ دوسری
سے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا گیا۔

اوور اینڈ آل" ـــــ مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" جلدی کرو ۔ مجھے جہاز تک لے چلو ـــــ جلدی کرو ـــ ایک ا
لمحہ قیمتی ہے " ـــــ مارشل نے تاہک سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا د
کی طرف چل پڑا ۔

اور پھر عمارت سے نکل کر وہ تھوڑی دیر بعد مخصوص ایئر پورٹ پ
گئے جہاں مارشل کا جہاز ایک چھوٹے ہینگر میں موجود تھا ۔

" تاہک نے جہاز کو چیک کرنے اور اس میں پٹرول بھرنے کے ا
جاری کر دیئے اور خود وہ ٹرمینل کے ایک مخصوص کمرے میں مارشل
ساتھ بیٹھ گیا ۔

مارشل سخت بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا ۔ اس کا
بار بار بگڑتا ۔ وہ دانت اور مٹھیاں بھینچتا ۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا
اس کے پر لگ جائیں اور وہ اڑ کر جزیرہ ساریما پہنچ جائے ۔

" مارشل ! ـــ کیا میں آپ کے ساتھ چلوں " ـــــ ؟ اچانک تا
نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" نہیں ـــ اس کی ضرورت نہیں ہے " ـــــ مارشل زاتور
نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا ۔

اور تاہک خاموش ہو گیا ۔

تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے میں
ہوا ۔

" جہاز پرواز کے لئے تیار ہے جناب " ـــــ اس نوجوان
مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" او ۔ کے ! ـــ آؤ چلیں " ـــــ مارشل نے اطمینان بھرے

میں کہا ۔

اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر اس نوجوان کے پیچھے چلتے
ہوتے اس مخصوص حصے کی طرف بڑھنے لگے جدھر وہ جہاز موجود تھا ۔
جہاز کے قریب پہنچ کر مارشل جہاز میں سوار ہو گیا ۔ اس نے جہاز
کے انجن کی کارکردگی چیک کی اور پھر اس نے جہاز کو رن وے پر دوڑا
دیا ۔ تھوڑی دیر بعد اس ہلکے پھلکے تیز رفتار جہاز کے پہیوں نے زمین
چھوڑ دی اور فضا کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا ۔

مارشل نے جہاز کا رخ جزیرہ ساریما کی طرف کر دیا اور جہاز کو انتہائی
رفتار سے اڑاتا چلا گیا ۔

عمران کیپٹن پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھا بڑے مطمئن انداز میں بحری طشتری کو خلیج ریگا کے پانیوں پر اڑائے لئے جا رہا تھا۔ اس نے بحری طشتری کی تمام مشینری کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس لئے اب اسے کنٹرول کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آ رہی تھی۔ اس کا ذہن اب آگے کے پروگرام سوچ رہا تھا۔

مارشل نے جزیرہ ساریما کے حفاظتی نظام کے متعلق جو کچھ بتایا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ جزیرہ واقعی ان کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوگا۔ لیکن بہر حال اب اس کے متعلق کچھ نہ کچھ سوچنا تو ضرور تھا۔ ان کے پاس ایسا اسلحہ بھی موجود نہ تھا جس سے وہ اس جزیرے میں داخل ہو کر اس میں موجود اتنے بڑے کارخانے کو اڑا سکتے۔ اس لئے اب جو کچھ بھی کرنا تھا محض ذہانت کے بل بوتے پر ہی کرنا تھا۔ انہیں جزیرے میں داخل ہونے کے متعلق تو کوئی فکر نہ تھی کیونکہ مارشل

کے روپ میں وہ آسانی سے جزیرے پر پہنچ سکتے تھے۔ لیکن اس کے بعد کیا کرنا ہے۔۔۔۔؟ اس کے متعلق تو کوئی کامیاب اور قابلِ عمل ترکیب سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

عمران بیٹھا یہی سوچ رہا کہ اچانک طشتری کو جھٹکے لگنے لگ گئے اور عمران نے چونک کر سامنے لگے ہوئے ڈائلوں کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ بحری طشتری کی سپیڈ ظاہر کرنے والے ڈائل کی سوئی تیزی سے پچھلے ہندسوں کی طرف گرتی چلی جا رہی تھی۔

عمران نے مختلف سوئچ دبائے۔ لیکن طشتری کی رفتار میں تیزی سے مسلسل کمی آتی چلی جا رہی تھی اور اب طشتری کو زیادہ زور زور کے جھٹکے لگنے شروع ہو گئے تھے۔

”کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔۔۔۔؟“ کیپٹن شکیل نے چونک کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”طشتری اب صرف سویاں کھانے کے قابل رہ گئی ہے“۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران کی کوششوں کے باوجود طشتری پانی کی سطح پر رک کر عام کشتی کی طرح ڈولنے لگی۔

اسی لمحے سوئچ پینل پر ایک چھوٹا سا سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور عمران نے چونک کر اس بلب کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ پر نظر دوڑائی اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اس نے پھرتی سے طشتری کے انجن کے بٹن آف کر دیئے۔ اور طشتری کی مشینری سے

نکلنے والی ہلکی سی گونج ختم ہو گئی۔

"اس کا پٹرول ٹینک خالی ہو گیا ہے ۔۔۔ اب یہ نہیں چل سکتی"
عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی جزیرہ ساریما کا تو دُور دُور تک پتہ نہیں ہے"۔۔۔ صف
نے جواب دیا۔

"اور ہم اتنی دُور تیر کر بھی نہیں جا سکتے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر تنویر باہر نکل کر طشتری کو دھکا لگائے تو یہ یقیناً
ساریما پہنچ جائے گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ چل کر ہم نے اپنی بدبختی کو خود ہی دھکا لگا دیا ہے"
تنویر نے جواب میں بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ کچھ لوگ ہوتے ہی ازلی منحوس
ہیں۔۔۔ جنہیں مہذب الفاظ میں سبز قدم کہا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے تنویر
کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"اور وہ تم ہو۔۔۔ تمہاری تصویر بھی اس کتاب میں یقیناً چھپی ہوئی ہو
تنویر نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور عمران سمیت سب ساتھی تنویر کے اس
جواب پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب!۔۔۔ کب تک ہم اس بیکار سی طشتری میں یوں ہا
پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے"۔۔۔ نعمانی نے اصل موضوع پر آتے
ہوئے کہا۔

"جب ہاتھ تھک جائیں گے تو پیروں پر پیر دھر کر بیٹھ جاؤں گا۔۔۔ مجھے

کوئی اعتراض نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور طشتری میں ایک
بار پھر ہنسی کا فوارہ سا چھوٹ گیا۔

لیکن نعمانی کی بات بہرحال سچی تھی۔ وہ بُری طرح بے دست و پا ہو کر
رہ گئے تھے۔ اگر طشتری نہ چلے تو ان کا اس خلیج سے زندہ بچ کر نکل
جانا تقریباً ناممکن تھا۔

"دوستو!۔۔۔ اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ
کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی دے گا۔۔۔ سنو! ایک تجویز ہے۔ ہو سکتا
ہے ہم اسی طرح کسی کنارے پر پہنچ جائیں"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ
ہوتے ہوئے کہا۔

"کونسی تجویز"۔۔۔؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"یہ کہ ہم خودکشی کر لیں۔۔۔ پھر ہماری لاشوں کو تیرنے کے لئے زور نہ
لگانا پڑے گا۔۔۔ اور بڑے اطمینان سے تیرتی ہوئیں کسی نہ کسی کنارے
پر پہنچ ہی جائیں گی"۔۔۔ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے
اس نے زبردست قسم کی ترکیب بتا دی ہو اور سب لوگ جو کسی کامیاب
ترکیب کی آس لگائے بیٹھے تھے منہ پھلا کر رہ گئے۔

عمران اچانک چونکا۔ جیسے اس کے ذہن میں کوئی خیال آگیا ہو۔
اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے طشتری کی مشینری کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے
طشتری کے ریڈیو ٹرانسمیٹر کے سوئچ تلاش کر کے انہیں آن کیا۔ ٹرانسمیٹر سے
گونج سی نکلنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔۔۔ میں بحری طشتری کا پائلٹ سارلپ بول رہا ہوں۔
ہماری طشتری خلیج ریگا میں خراب ہو گئی ہے۔۔۔ ہمیں فوراً مدد کی

ضرورت ہے ۔۔۔ ہیلپ ہیلپ ۔۔ ایس۔ او۔ ایس" ۔۔۔ عمران
نے بار بار چیخ چیخ کر پکارنا شروع کر دیا۔ اس نے طشتری کے پائلٹ سارپ
کے لہجے میں مدد کے لئے پکارا تھا۔ حالانکہ وہ خود مارشل کے روپ میں تھا۔
کافی دیر تک مدد کے لئے پکارنے کے بعد اچانک ریڈیو ٹرانسمیٹر سے ایک
ہلکی سی آواز نکلی۔

"ہیلو۔ ہیلو ۔۔ کیپٹن کاسموس سپیکنگ ۔۔ ہم نے تمہارا پیغام
ریسیو کر لیا ہے ۔۔۔ ہم تمہاری مدد کو آنا چاہتے ہیں ۔۔۔ اپنی لوکیشن
بتاؤ۔ اوور" ۔۔ بولنے والے کا لہجہ خاصی ہمدردی لئے ہوئے تھا۔

"ہم خلیج ریگا میں ہیں ۔۔۔ ہم جزیرہ ساریما کی طرف جا رہے تھے کہ
طشتری کا پیٹرول اچانک ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ طشتری میں کے۔ جی۔ بی کے
چیف مارشل زاتورے اور ناروا بیس کے چیف کاتین اور چار دوسرے آدمی
موجود ہیں۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیپٹن !۔۔ اگر تم اپنا محل وقوع نہیں بتا سکتے ۔۔ تو رینج فائر
کرو ۔۔ ہم تمہیں چیک کر لیں گے۔ اوور" ۔۔ دوسری طرف سے پریشان
سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید مارشل زاتورے اور چیف کاتین کا نام سن کر
ہی گھبرا گیا تھا۔

"کیا تم بھی خلیج ریگا میں موجود ہو۔ اوور" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں !۔۔ ہم خلیج ریگا کے قریب ہیں ۔۔ ہم سامان لیکر جزیرہ
ساریما جا رہے ہیں ۔۔ تم رینج فائر کرو۔ ہم تمہیں چیک کر لیں گے
اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ میں رینج فائر کرتا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے سوئچ پینل
کے آخری نچلے حصے میں موجود رینج فائر کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی زوں کی تیز آواز گونجی اور طشتری کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔
اور پھر انہوں نے آسمان کی بلندیوں پر ایک شعلہ سا چمکتا ہوا دیکھا۔
عمران نے رینج فائر کر کے ٹرانسمیٹر دوبارہ آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ہم نے رینج فائر کر دیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ عمران
نے کہا۔

"ایک اور فائر کرو۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران
نے دوبارہ رینج فائر کا بٹن دبا دیا۔

طشتری کو ایک بار پھر جھٹکا لگا اور زوں کی تیز آواز گونجی اور پھر
بلندیوں پر ایک دوسرا شعلہ چمکا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ ہم نے تمہاری لوکیشن چیک کر لی ہے ۔۔ ہم
آ رہے ہیں ۔۔ گھبراؤ مت۔ اوور" ۔۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں
کہا گیا۔

"اوکے !۔۔ ہم انتظار کر رہے ہیں ۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔ عمران
نے مطمئن لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"لو بھئی خوامخواہ گھبرا رہے تھے ۔۔۔ ہو گیا ناں انتظام" ۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے سر ہلا دیا۔

واقعی ٹرانسمیٹر کے ذریعے مدد حاصل کرنے کا کسی کو خیال تک نہ
آیا تھا یہ تو عمران کی ہی ریڈی میڈ کھوپڑی تھی جو بر وقت کام دکھا جاتی
تھی۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دُور پانی کی سطح پر ایک بڑا سا
جہاز ابھرتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا رُخ بحری طشتری کی طرف ہی تھا۔
"کاسموس صاحب آگئے ـــــ اب چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــــ
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ سب بھی اپنی اپنی جگہوں سے
اٹھ کھڑے ہوئے۔
تھوڑی دیر بعد جہاز طشتری کے قریب آکر رکا اور عمران اور اس کے
ساتھی طشتری کا بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔ جہاز سے رسی
کی سیڑھی ان کی طرف پھینکی گئی اور سب سے پہلے عمران اس سیڑھی
کی مدد سے جہاز پر پہنچ گیا اور پھر باری باری اس کے سب ساتھی
جہاز پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔
عمران چونکہ مارشل کے میک اپ میں تھا اس لئے جہاز کا عملہ اس
کے سامنے بچھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل کو بطور کاتین عزت
دی جا رہی تھی۔
"جناب! ـــ اس بحری طشتری کا کیا کرنا ہے ـــــ ؟ کیا اسے ساتھ
جزیرہ پر لے جانا ہے" ـــــ کاسموس جہاز کے کیپٹن نے کیپٹن شکیل
اور عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
"اس کو ابھی یہیں رہنے دو ـــــ لنگر ڈال کر کھڑا کر دو ـــ واپسی
میں لیتے جانا ـــــ فی الحال تم ہمیں جلد از جلد جزیرہ پہنچاؤ" ـــــ عمران
نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"بہتر جناب" ـــــ جہاز کے کپتان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر
اس نے اپنے عملے کو احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔

تھوڑی دیر بعد جہاز آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران اور کیپٹن شکیل
کیپٹن کے مخصوص کمرے میں اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جہاز تیزی
سے اپنا رُخ موڑ کر جزیرہ ساریما کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔
"جناب! ـــ میں جزیرہ ساریما پر آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں
تاکہ مخصوص کشتی بھیجی جا سکے ـــــ ہم تو آپ کو معلوم ہے کہ چار میل پہلے ہی
رُک جاتے ہیں" ـــــ کپتان نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف
ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
"ہاں! ـــ ایوانوف سے سلسلہ ملاؤ ـــ میں خود بات کرتا ہوں" ـ
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کپتان نے سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد کپتان ٹرانسمیٹر پر جزیرہ ساریما کے کنٹرول آفس سے
رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔
"ہیلو۔ ہیلو ـــ کیپٹن اکانوف آف کاسموس کالنگ۔ اوور" ـــــ
کیپٹن نے جس کا نام اکانوف تھا سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یس ـــ کنٹرول آف ساریما۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جواب
دیا گیا۔
"انچارج ایوانوف سے بات کرائیں۔ اوور" ـــــ کپتان نے کہا۔
"انچارج سے ـــــ مگر کیوں ـــ ؟ کیا بات ہے ـــ ؟ اوور" ـ
دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ کپتان کوئی جواب دیتا۔ عمران نے ہاتھ
بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔
"ٹھہرو! ـــ یہ ایمرجنسی ہے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ـــ میں

خود تمہارے لہجے میں بات کروں گا ـــ تم کمرے سے باہر چلے جاؤ"۔
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کپتان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــ میں سمجھتا ہوں جناب" ـــ کپتان نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"شکیل! ـــ تم اس کے پیچھے جاؤ ـــ کہیں یہ کسی اور سے رابطہ قائم نہ کرے" ـــ عمران نے کیپٹن شکیل کو کہا جو ناروا کے چیف کاتین کے میک اپ میں تھا۔ اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا تیزی سے اٹھ کر کپتان کے پیچھے چلا گیا۔ اور اس نے باہر نکل کر دروازہ بھی بند کر دیا۔

ان کے جانے کے بعد عمران نے بٹن دبایا۔

"ہیلو ـ ہیلو کپتان! ـــ تم خاموش کیوں ہو گئے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے چیخ چیخ کر کہا جا رہا تھا۔

"ٹرانسمیٹر میں کوئی گڑبڑ ہو گئی تھی۔ اوور" ـــ عمران نے جواب دیا۔ اس بار اس کا لہجہ بالکل کپتان جیسا تھا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم انچارج سے کیوں بات کرنا چاہتے ہو ـــ تفصیل سے بتاؤ۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"دیکھئے جناب! ـــ ہمارے جہاز میں تھوڑی سی خرابی ہو گئی اور ہمیں مجبوراً راستہ بدلنا پڑا ـــ ہم نے خلیج ریگا سے گزرتے ہوئے ایک عجیب چیز دیکھی ہے جناب! ـــ ایک ایسی چیز جسے ہم نے پہلے کبھی خلیج ریگا میں نہیں دیکھا۔ اوور" ـــ عمران نے محتاط لہجے میں کہا۔ دراصل براہ راست کھل کر بات نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے

دوسری طرف کے حالات چیک کرنا چاہتا تھا۔

"کیا دیکھا تم نے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے اشتیاق اور تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"میں یہ بات جناب ایوانوف صاحب کو بتانا چاہتا ہوں ـــ اس لئے آپ ان سے بات کرائیں۔ اوور" ـــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ اچھا ایک منٹ ٹھہرو۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــ ایوانوف سپیکنگ۔ اوور" ـــ بولنے والے کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"جناب میں کاسموس جہاز کا کپتان بول رہا ہوں ـــ جناب! میں نے خلیج ریگا میں ایک بحری طشتری کو دیکھا ہے ـــ طشتری خراب ہوئی کھڑی تھی ـــ میں اسے دیکھ کر اس کے قریب گیا تو جناب میں نے طشتری پر سات افراد کو دیکھا ـــ جن میں سے ایک اپنے آپ کو کے جی بی کا مارشل زاتورے کہہ رہا تھا ـــ دوسرا ناروا کا چیف کاتین تھا اور باقی اس کے ساتھی تھے ـــ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اٹھا کر جزیرہ ساریما پہنچا دوں۔ لیکن جناب چونکہ یہ اصول کے خلاف تھا جزیرہ ساریما کے لئے ہم بے حد محتاط رہتے ہیں اس لئے میں نے انہیں انتظار کرنے کے لئے کہا تاکہ پہلے آپ سے بات کر لی جائے۔ اوور" ـ عمران نے جواب دیا۔ وہ دراصل مارشل اور کاتین کا نام لے کر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ایوانوف پر اس خبر کا کیا رد عمل ہوتا ہے۔

"اوہ! — کیا تم صحیح کہہ رہے ہو —— ؟ کیا طشتری خراب ہو گئی ہے۔
اوہ کیا واقعی۔ اوور" —— ؟ ایوانوف نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
"میں صحیح کہہ رہا ہوں جناب —— وہ طشتری اب بھی ہمارے
سامنے موجود ہے —— لیکن ہم آپ کو اطلاع دیئے بغیر انہیں جہاز
پر سوار نہیں کر سکتے۔ اوور" —— عمران نے جواب دیا۔
"ویری گڈ! — تم نے انتہائی اہم اطلاع دی ہے — تم نے
اچھا کیا کہ انہیں جہاز پر سوار نہیں کیا —— یہ نقلی لوگ ہیں اور تم
ان کی نگرانی کرو — یہ کسی صورت نکل نہ جائیں —— میں خصوصی
کشتی بھیج رہا ہوں۔ وہ خود آ کر اس کشتی کے آدمیوں کو کور کر لیں
گے —— میں خود ہیلی کاپٹر پر آ رہا ہوں —— تم فوراً اپنی لوکیشن بتاؤ
اوور" —— دوسری طرف سے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا گیا۔
"ٹھیک ہے جناب! — اچھا ہوا کہ میں نے انہیں جہاز پر سوار
نہیں ہونے دیا — ویسے اگر آپ کہیں تو میں انہیں تباہ کر سکتا
ہوں۔ اوور" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"نہیں! — میں خود تمام انتظامات کے ساتھ آ رہا ہوں۔ لوکیشن
بتاؤ۔ اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔
"میں خلیج ریگا کے شمال مشرق میں ہوں —— اور اکیلا ہی ہوں۔
آپ کو دور سے نظر آ جاؤں گا۔ اوور" —— عمران نے جواب دیا۔
"او۔ کے! —— میرا انتظار کرو۔ اوور" —— دوسری طرف
سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اس نے فطری طور پر احتیاط کی تھی اور یہی احتیاط اس کے کام آ گئی تھی
ورنہ وہ پھنس جاتے۔ لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ آخر جزیرہ سارہیما پر ان
کے نقلی ہونے کی خبر کس طرح پہنچ گئی۔ ایک ہی صورت ہو سکتی تھی
کہ مارشل کسی طرح بچ گیا ہو۔
بہرحال اب فوری کارروائی کی ضرورت تھی۔ اس لئے عمران ٹرانسمیٹر
بند کر کے اٹھا اور اس نے جا کر دروازہ کھول دیا۔ کیپٹن اور شکیل دونوں
باہر ہی موجود تھے۔ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔
"آ جائیے اندر" —— عمران نے سخت لہجے میں کہا اور وہ دونوں
تیزی سے اندر آ گئے۔
"بات ہو گئی جناب" —— کپتان نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔
"بات ہو ہی گئی —— بلکہ ختم ہی ہو گئی" —— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت
میں آیا اور کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ منہ کے بل نیچے جھکتے ہوئے
قالین پر جا گرا۔
کیپٹن شکیل چونک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔
"شکیل! — جلدی سے میک اپ باکس نکالو — جلدی کرو" —
عمران نے تیزی سے جھک کر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے کپتان کو اٹھا
کر کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا۔
کیپٹن شکیل نے تیزی سے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر میک اپ
باکس نکالا اور عمران کی طرف بڑھ گیا۔
"تم ذرا خیال رکھو — کوئی اندر نہ آئے — میں ابھی آتا ہوں" —

عمران نے تیز لہجے میں کہا اور میک اپ باکس اٹھائے تیزی سے ملحقہ باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے کپتان کا میک اپ کر رکھا تھا۔ پھر اس نے تیزی سے کپتان کی یونیفارم اتاری اور خود پہن لی۔ اور اپنا لباس اتار کر اس نے کپتان کو پہنا کر اسے بھی اٹھا کر باتھ روم میں گھس گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے کپتان پر مارشل زاتورے کا میک اپ کر رکھا تھا۔

دوسرے لمحے عمران نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل سمجھتا۔ عمران نے دو تین فائر کپتان کے سینے پر کئے اور جب وہ تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تو عمران نے ریوالور کی نال میں پھونک مار کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

" آپ نے بڑے ٹھنڈے دل سے بیچارے کو گولی مار دی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اپنے ملک کے دس کروڑ عوام کو بچانے کے لئے اس کی قربانی ضروری تھی" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" اپنے سب ساتھیوں کو بلا کر لاؤ ——— جلدی ——— اور سنو! ایک بڑی سی رسی بھی لے آؤ ——— جلدی کرو وقت کم ہے" ——— عمران نے کیپٹن شکیل کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل باقی ساتھیوں کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسیوں کا گچھا تھا۔

" تم سب کرسیوں پر بیٹھ جاؤ ——— میں تمہیں باندھوں گا" ——— عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مگر کیوں ——— ؟ پھر کیا ہو گا" ——— ؟ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ ——— جلدی کرو۔ وقت تھوڑا ہے" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ چونکہ وہ اپنے ساتھیوں سے اصل لہجے میں بات کر رہا تھا اس لئے اس کا میک اپ آڑے نہ آیا اور پھر عمران نے بڑی پھرتی سے ان سب کو کرسیوں پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دیا۔ اور پھر خود وہ تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

دوسرے لمحے اس نے کپتان کے لہجے میں چیخ چیخ کر جہاز کے حکام کو بلانا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کے گرد آٹھ دس افراد اکٹھے ہو گئے

" سنو! ——— حالات خراب ہو گئے ہیں ——— یہ لوگ نقلی تھے۔ مجرم تھے ——— یہ جہاز پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اس لئے ان کے سردار کو میں نے مار دیا ہے اور باقیوں کو بیہوش کر کے قید کر دیا گیا ——— جزیرہ ساریما کا چیف ایوانوف خود ہیلی کاپٹر کے ذریعے آ رہا ہے۔ ہم نے ان سے بات کئے بغیر ان لوگوں کو جہاز پر چڑھا کر بھیانک جرم کیا ہے۔ ایسا جرم کہ اس کی سزا میں ہم سب کو گولی ماری جا سکتی ہے۔ اس لئے میں نے حالات کو سنبھالنے کی کوشش کی ہے ——— اور سنو! اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم اپنی غلطی کو چھپا سکیں۔ جہاز میں پھیل جاؤ اور ادھر ادھر بے تحاشا فائرنگ کرو ——— جہاز کا ایک حصہ بم مار کر

تھوڑا سا تباہ کر دو ۔۔۔ تاکہ ہم ایوانوف کو یہ باور کرانے میں کامیاب
ہو جائیں کہ یہ لوگ جبراً جہاز پر چڑھ آنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی
لڑائی کے نتیجے میں ان کا سردار مارا گیا اور باقی لوگوں کو ہم نے قید
کر لیا ۔۔۔ سُنا تم نے ۔۔۔ یہی ایک صورت ہے ہمارے بچ نکلنے کی۔
اور سنو ۔۔۔ تم یہ کام کرو۔ باقی حالات میں خود سنبھال لونگا ۔۔۔ تمہیں
بولنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ سمجھ لیا ۔۔۔ چلو جلدی کرو۔ اور
احکامات کی مکمل تکمیل کی جائے" ۔۔۔ عمران نے چیخ چیخ کر انہیں
ہدایات دینا شروع کر دی ۔۔۔ اور موت کی سزا کا سُن کر وہ سب
چابی بھرے کھلونوں کی طرح جہاز میں بکھرتے چلے گئے اور پھر اس کی
ہدایات پر عمل شروع ہو گیا۔ جہاز میں فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر
آخری کونے میں بم کا دھماکہ بھی ہوا۔

اور پھر جب سب کام عمران کی مرضی کے مطابق ہو گیا تو وہ تیزی
سے واپس اس کمرے میں آیا جس میں اس کے ساتھی بندھے ہوئے
بیٹھے تھے۔

" سنو ۔۔۔ اب جب میں جزیرہ ساریما سے آنے والے آدمیوں کے
ساتھ اندر داخل ہوں تو تم سب نے بیہوشش ہو جانے کی اداکاری کرنی
ہے ۔۔۔ جب ضرورت ہو گی میں تمہیں خود ہی ہوش میں آنے کا کہہ
دُوں گا" ۔۔۔ عمران نے دروازے سے ہی تیز لہجے میں ان سے
مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔ کیونکہ
اُسے دُور سے بڑے سے ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دینے لگی تھی۔

اور پھر عمران اکیلا ہی ہیلی پیڈ پر پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک بڑا سا

ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا جہاز کے اوپر پہنچا اور پھر وہ جہاز کے ہیلی پیڈ پر اترتا
چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر لیکن سخت چہرے
والا آدمی نیچے اتر آیا۔

" تم جہاز کو بحری طشتری سے کافی دُور لے آئے ہو ۔۔۔ ہم نے
فضا سے وہ طشتری دیکھی ہے" ۔۔۔ آنے والے نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

" جناب غضب ہو گیا تھا ۔۔۔ آپ سے بات کر کے جب میں باہر نکلا
تو مجھے پتہ چلا کہ طشتری میں موجود افراد طشتری سے نکل کر تیرتے ہوئے
جہاز پر چڑھ آئے تھے ۔۔۔ اور پھر میرے احکامات کی وجہ سے جہاز
والوں نے انہیں روکا تو انہوں نے یہاں بم مار کر اور فائرنگ کر کے
تباہی مچا دی ۔۔۔ بہر حال ان کا سردار جو مارشل زاتور سے بنا ہوا تھا
مارا گیا ۔۔۔ باقی لوگوں کو ہم نے بیہوش کر کے قید کر لیا ہے۔ اسی
جنگ کی وجہ سے جہاز دُور نکل آیا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے
پریشان لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔۔۔ ایک آدمی مرا ہے ۔۔۔ باقی تو زندہ ہیں" ۔۔۔ آنے
والے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں جناب ۔۔۔ وہ بیہوشی کے عالم میں قید ہیں جناب" ۔۔۔
عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ویری گڈ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ یہ تو تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام
دیا ہے ۔۔۔ کہاں ہیں وہ" ۔۔۔ آنے والے نے مسرت بھرے لہجے

میں کہا۔ وہ شاید اسی لئے خوش تھا کہ جو کام وہ خود کرنا چاہتا تھا وہ اِ
کے آنے سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور اُسے زیادہ پریشانی کا سامنا نہی
کرنا پڑا تھا۔

"آیئے میرے ساتھ" ___ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور
اُسے لئے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں اس کے ساتھی مو
تھے۔ عمران جانتے بوجھتے ہوئے داخل ہونے سے پہلے ہلکا سا کھانسا
اور جب وہ اندر داخل ہوئے تو کرسیوں پر تمام افراد رسیوں سے بندھے
ہوئے بیہوش پڑے تھے۔ ان کی گردنیں لٹکی ہوئی تھیں جب کہ درمیا
میں مارشل زاتورے کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

"اوہ واقعی! ___ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ___ ا
ایسا کرو کہ ان سب کو اٹھوا کر ہیلی کاپٹر میں ڈال دو" ___ آنے وا
نے جو ایوانوف ہی تھا خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ___ کیا اس لاش کو بھی" ___ ؟ عمران نے کہا۔

"ہاں! ___ اس لاش کو بھی" ___ ایوانوف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ آپ چلیں ___ میں آدمی بلاتا ہوں" ___ عمر
نے کہا اور پھر باہر نکل کر اس نے جہاز کے آدمیوں کو بلانا شروع کر د
اور انہیں یہ احکامات دیئے کہ وہ ان بیہوش افراد کو اٹھا کر اور لا
کو بھی اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں منتقل کر دیں۔ اور خود وہ ایوانوف کے سا
چلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گیا۔

"جناب! ___ یہ لوگ تو واقعی بے حد خوفناک اور خطرناک ہیں
بڑی مشکل سے قابو آئے ہیں ___ میرے چھ آدمی ہلاک ہو گئے"

عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ___ میں حکام سے کہہ کر نہ صرف تمہارا نقصان پورا
کراؤں گا ___ بلکہ تمہیں تعریفی سرٹیفکیٹ بھی دیا جائے گا" ___
ایوانوف نے جواب دیا اور پھر وہ اس وقت تک وہاں کھڑے رہے
جب تک لاش اور عمران کے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر میں منتقل نہ کر دیا
گیا۔ ہیلی کاپٹر میں صرف ایک پائلٹ موجود تھا۔

"یہ راستے میں ہی تو ہوش میں نہ آجائیں گے" ___ ؟ اچانک
ایوانوف نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ہو تو سکتا ہے جناب ___ اگر آپ کہیں تو میں پانچ چھ مسلح آدمی
ساتھ بھجوا دوں ___ تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو تو سنبھال لیں" ___ عمران
نے مؤدبانہ لہجے میں تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ اتنے آدمیوں کا بوجھ ہیلی کاپٹر نہیں اٹھا سکتا۔ ایک آدمی کی
مزید گنجائش ہو سکتی ہے" ___ ایوانوف نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ چلوں ___ آپ بعد میں مجھے
بھجوا دیں" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ___ یہ ٹھیک ہے ___ تم ذمہ دار آدمی ہو۔ تم چلے چلو" ___ ایوانوف
نے راضی ہوتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے نائب
کپتان کو بلا کر احکامات دیئے اور پھر وہ ایوانوف کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر
میں سوار ہو گیا اور ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد ہی فضا میں پرواز کرتا چلا گیا۔

مارشل اپنا جہاز اڑائے انتہائی تیز رفتاری سے جزیرہ ساریما کی طرف اڑا چلا جارہا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف ایک ہی بات تھی کہ کسی طرح وہ جلد از جلد جزیرہ ساریما پہنچ جائے اور وہاں جاکر خود ان شیطان صفت جاسوسوں سے نپٹ لے۔ اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دے گا۔ وہ اب انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسی ایک لمحے میں یہ لوگ کوئی نہ کوئی چکر چلا جاتے تھے اور پھر جب اُسے جہاز اڑاتے ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تو اس نے اس کا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو ___ جزیرہ ساریما ___ مارشل زاتورے کالنگ یو۔ اوور" ___ اس نے تیز مگر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر! ___ کنٹرول آفس اٹنڈنگ۔ اوور" ___ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں جزیرہ کے قریب پہنچنے والا ہوں ___ مجھے حفاظتی انتظامات کی معطلی کا کاشن دو ___ ایسا نہ ہو کہ میرا جہاز ہی تباہ ہو جائے۔ اوور" مارشل زاتورے نے جواب دیا۔

"آپ کا جہاز ہمارے چیکنگ سسٹم پر نظر نہیں آرہا۔ آپ ابھی کافی دُور ہیں ___ بہر حال آپ بے فکر رہیں ___ جیسے ہی آپ کا جہاز مخصوص حدود میں داخل ہو گا۔ حفاظتی انتظامات معطل کر دیئے جائیں گے ___ آپ کے متعلق ہدایات ہمیں پہلے ہی مل چکی ہیں۔ آپ بے فکر ہو کر بڑھتے چلے آیئے۔ اوور" ___ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"بحری طشتری تو تمہاری حدود میں نہیں پہنچی۔ اوور" ___ مارشل نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں جناب! ___ ابھی تک تو نہیں پہنچی۔ اوور" ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے ___ اوور اینڈ آل" ___ مارشل نے پُرمسرت لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اُسے حقیقت میں اس بات پر مسرت ہو رہی تھی کہ وہ بحری طشتری سے پہلے جزیرے پر پہنچ جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی اُسے یہ بھی خیال تھا کہ آخر وہ لوگ بحری طشتری لے کر کہاں نکل گئے ہیں۔ انہیں اب تک تو جزیرے کے قریب پہنچ جانا چاہیئے تھا۔

اور پھر آخر مارشل نے یہ سوچ کر اپنے آپ کو مطمئن کیا کہ شائد وہ راستہ بھول کر خلیج میں کسی اور طرف نکل گئے ہوں۔ بہر حال ایک بار وہ

جزیرے میں پہنچ جاتے۔ پھر وہ خود ہی انہیں تلاش کرے گا۔

چنانچہ وہ اطمینان سے جہاز اڑاتا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اُسے دُور سے جزیرہ ساریما نظر آنے لگ گیا۔ جو ایک بڑے دھبے کی صورت میں سمندر پر پھیلا ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ جزیرہ واضح ہوتا چلا گیا۔ اس کے جہاز کو چونکہ کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ حفاظتی انتظامات اس کے داخلے کے لئے وقتی طور پر معطل کر دیئے گئے ہیں۔

چند لمحوں بعد اس کا جہاز جزیرے کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے جزیرے کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر ہوا کے رُخ کے مطابق وہ جزیرے پر بنے ہوئے مخصوص ایئرپورٹ پر اترتا چلا گیا۔ اس کا جہاز رن وے پر دوڑتا ہوا آخر کار اس جگہ پر پہنچ کر رُک گیا۔ جہاں اس کے استقبال کے لئے دو افراد موجود تھے۔ ان میں سے ایک تو ایوانوف تھا جب کہ دوسرا اس کے لئے اجنبی تھا۔

مارشل نے جہاز کو روکا۔ انجن بند کیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ چھلانگ مار کر نیچے اترا۔ اسی لمحے ایوانوف اور اس کا ساتھی آگے بڑھے اور انہوں نے باقاعدہ مارشل کا استقبال کیا۔

"ہم آپ کو جزیرے پر خوش آمدید کہتے ہیں جناب ــــ اور ایک بڑی خوشخبری بھی آپ کے لئے یہاں موجود ہے" ـــــ ایوانوف نے آگے بڑھ کر مارشل سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ــــ مگر کیسی خوشخبری" ـــــ مارشل نے چونک کر ایوانوف کے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ یہ کاسموس جہاز کے کپتان اکانوف ہیں ـــــ یہ کارنامہ انہوں نے انجام دیا ہے" ـــــ ایوانوف نے اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

اور اکانوف نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ مارشل نے اس طرح اس سے مصافحہ کیا جیسے کوئی بڑا افسر مجبوراً عید کے روز اپنے چپراسی سے مصافحہ کرتا ہے۔

"کیسا کارنامہ ــــ؟ تفصیل بتاؤ" ـــــ مارشل نے سخت لہجے میں کہا۔ اس وقت وہ ایوانوف کے ساتھ کنٹرول آفس کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"جناب! ــــ ان کو سمندر میں بحری طشتری ملی ــــ اس کا پٹرول ختم ہو گیا تھا" ـــــ ایوانوف نے بتانا شروع کر دیا۔

"اوہ! ــــ پٹرول ختم ہو گیا ــــ واقعی ــــ ویری گڈ۔ ویری گڈ" ــــ مارشل بحری طشتری کا سُن کر بری طرح اچھل پڑا۔

"جناب! ــــ اس میں آپ کے میک اَپ میں اور ناروا بیس کے چیف کاتمین کے رُوپ میں اور ان کے ساتھی موجود تھے ــــ وہ جہاز پر سوار ہونا چاہتے تھے ــــ مگر انہوں نے سمجھداری کی اور مجھ سے رابطہ قائم کر لیا۔ جس پر میں خود ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا ــــ مگر میرے وہاں جانے تک ان افراد نے جہاز پر حملہ کر دیا تھا۔ لیکن ان کے ساتھیوں نے زبردست جدوجہد کے بعد انہیں بیہوش کر کے قید کر لیا۔ البتہ آپ کے میک اَپ میں آدمی اس لڑائی میں مارا گیا" ـــــ ایوانوف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ ؟ کیا وہ شیطان عمران واقعی مارا گیا ہے ۔۔۔ ؟ نہیں ۔۔۔ وہ اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے" ۔۔۔ مارشل نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔

"جناب ہمیں اس کے نام کا تو پتہ نہیں ۔۔۔ البتہ اس کی لاش موجود ہے آپ خود چیک کر لیں" ۔۔۔ ایوانوف نے جواب دیا۔

"اوہ لاش موجود ہے ۔۔۔ اس کے باقی ساتھی" ۔۔۔ ؟ مارشل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی موجود ہیں ۔۔۔ وہ بیہوش پڑے ہوئے ہیں" ۔۔۔ ایوانوف نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ ایسی بات ہے تو جلدی کرو ۔۔۔ میں جلد از جلد انہیں دیکھنا چاہتا ہوں ۔۔۔ اگر تمہاری بات درست ہے تو تم لوگوں نے اس صدی کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے" ۔۔۔ مارشل کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

"آیئے جناب! ۔۔۔ آپ خود دیکھ لیجئے" ۔۔۔ ایوانوف نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ مارشل کو لئے کنٹرولنگ سنٹر کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ کاسموس جہاز کا کپتان اکانوف بڑے مودبانہ انداز میں ان دونوں کے پیچھے چل رہا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"یہاں سے جزیرے کا ہوائی فاصلہ کتنا ہے جناب" ۔۔۔ ؟ ہیلی کاپٹر کے کاسموس جہاز کے عرشے سے اڑتے ہی عمران نے جو کپتان کے روپ میں تھا قریب بیٹھے ہوئے ایوانوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم بیس منٹ میں پہنچ جائیں گے" ۔۔۔ ایوانوف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا آپ مجھے جزیرے کی سیر کرائیں گے جناب ۔۔۔ یہ میری زندگی میں پہلا موقع ہے جب میں جزیرے پر قدم رکھوں گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو ۔۔۔ میں تمہیں وہاں تفریح کے لئے نہیں لے جا رہا" ۔۔۔ ایوانوف نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران سہم کر رہ گیا جیسے ایوانوف کے غصیلے لہجے سے ہی گھبرا گیا ہو۔

ہیلی کاپٹر اڑتا رہا اور عمران کے ساتھی جبری بیہوشی کے عالم میں
ہیلی کاپٹر کے فرش پر ایک دوسرے کے اوپر بوریوں کی طرح ڈھیر ہوئے
پڑے تھے۔ ظاہر ہے عمران کے کاشن کے بغیر وہ ہوش میں نہ آسکتے تھے
لیکن وہ ذہنی طور پر سخت بور ہو رہے تھے۔ کیونکہ مسلسل بیہوشی کی اداکاری
کرنا بے حد کٹھن سا مسئلہ تھا۔ انہیں بالکل ہی بے حس و حرکت رہنا تھا
اور یہی سب سے مشکل کام تھا۔ لیکن بہرحال وہ تربیت یافتہ لوگ تھے۔
اس لئے اپنا رول ادا کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر جزیرے کے اوپر پہنچ گیا اور پھر پائلٹ
نے ہیلی کاپٹر کو رن وے کے آخری حصے پر اتار دیا۔

رن وے پر اس وقت پانچ چھ افراد موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر رکتے
ہی ایوانوف اور پائلٹ تیزی سے اچھل کر باہر آ گئے۔

"میرے بیہوش ساتھیوں شاباش!۔۔۔۔ ذرا دیر اور ہمت کرو"۔
عمران نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ بھی دروازے سے اتر گیا۔

"کبھی تم بھی قابو آئے تو سارے بدلے نکالوں گا"۔۔۔۔ عمران نے
اترتے ہوئے تنویر کی کراہتی ہوئی آواز سنی اور وہ مسکراتا ہوا نیچے
اتر گیا۔

ادھر ایوانوف نے اپنے ساتھیوں کو شاید احکامات دے دیئے
تھے کیونکہ وہ سب افراد تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے۔ اور پھر
انہوں نے بیہوش پڑے ہوئے عمران کے ساتھیوں کو کھینچ کر باہر
نکالا اور کاندھوں پر لاد لیا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ ایوانوف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا

اور پھر عمران اس کے ساتھ چلتا ہوا سامنے موجود ایک وسیع و عریض عمارت
میں داخل ہو گیا۔

ایوانوف نے ان بیہوش افراد کو کمرے کے ستونوں سے رسیوں
سے جکڑ دیئے جانے کا حکم دیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کے احکامات
کی تکمیل کر دی گئی۔

تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔۔۔۔ اب میرے خیال میں
تمہیں واپس بھجوانے کے احکامات جاری کر دوں"۔۔۔۔ ایوانوف نے
بیہوش افراد کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد قریب کھڑے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک ایک آدمی
دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"جناب!۔۔۔۔ مارشل زاتور سے چیف آف کے۔ جی۔ بی کا جہاز جزیرے
پر پہنچنے والا ہے"۔۔۔۔ اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے"۔۔۔۔ ایوانوف نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ
آدمی تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"آؤ آکانوف!۔۔۔۔ تمہیں اصل مارشل سے بھی ملوا دوں۔۔۔۔ تاکہ
تم ہمیشہ فخر کرتے رہو کہ تمہیں کے۔ جی۔ بی کے چیف سے مصافحہ کرنے
کا شرف حاصل ہوا ہے"۔۔۔۔ ایوانوف نے مسکراتے ہوئے عمران
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کی بے حد مہربانی ہے جناب!۔۔۔۔ واقعی یہ میرے لئے بہت
بڑا شرف ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر

وہ ایوانوف کے ساتھ چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
عمارت سے نکل کر وہ جلد ہی ایئرپورٹ پر پہنچ گئے اور اسی لمحے اس نے ایک چھوٹے سے جہاز کو رن وے پر اترتے دیکھا۔ عمران ایوانوف کے ساتھ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد مارشل کا جہاز رن وے پر اترا اور دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔
اب یہ بات عمران پر واضح ہو گئی تھی کہ مارشل نہ صرف زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ اس نے بحری طشتری اور نقلی آدمیوں کے بارے میں جزیرے میں اطلاع بھی بھجوا دی ہے اور پھر وہ خود بھی وہاں پہنچ گیا ہے۔ وہ دل ہی دل میں مارشل کی تیزی اور پھرتی کو داد دے رہا تھا۔ واقعی مارشل کے۔جی۔بی کا چیف بننے کا اہل تھا۔
اسی لمحے جہاز رک گیا اور مارشل باہر آ گیا۔ ایوانوف نے آگے بڑھ کر مارشل کا استقبال کیا اور پھر اس نے عمران کا بھی بطور کپتان کاسموس جہاز تعارف کرایا اور عمران کو مارشل سے ہاتھ ملانے کا شرف حاصل ہو ہی گیا۔ اس وقت وہ دل ہی دل میں ہنستا رہا۔ جب ایوانوف نے اسے بحری طشتری اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق تمام تفصیل بتائی اور عمران کو اس وقت واقعی لطف آ گیا جب مارشل نے عمران کو نہ صرف شیطان کہا بلکہ وہ اس کی موت پر بھی یقین نہ کر رہا تھا۔
تھوڑی دیر بعد وہ کنٹرول سنٹر کی اس عمارت میں پہنچ گئے جہاں عمران کے ساتھی جبری بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے پڑے مارشل ایک لمحے کے لئے فرش پر پڑی ہوئی اپنی ہی لاش کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل پڑا۔

"یہ عمران نہیں ہو سکتا — یہ کوئی اور ہے" — مارشل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ایوانوف اور عمران دونوں کو کور کر لیا۔
"بتاؤ تم دونوں کون ہو — اصلی ہو یا نقلی" — ؟ مارشل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"جناب مارشل! — آپ کو کیا ہو گیا ہے — ؟ آپ میری اس طرح توہین نہیں کر سکتے" — ایوانوف نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"شٹ اپ! — بکواس مت کرو — یہ لاش عمران کی نہیں ہے — اور اس نقلی لاش سے ظاہر ہے کہ یہاں میرے ساتھ کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہے — سچ بتاؤ کہ تم دونوں کون ہو — ورنہ ایک لمحے میں گولی مار دوں گا" — مارشل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ غصے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔
"جناب! — میں تو اصلی اکانوف ہوں — ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا" — عمران نے بڑے مودبانہ مگر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تم دونوں دیوار کی طرف منہ کر لو — جلدی۔ ورنہ گولی مار دوں گا"۔ مارشل نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے فائر کر دیا۔ اور گولی ایوانوف کے کان کے ساتھ سے گزر کر دیوار سے جا ٹکرائی اور ایوانوف نے گھبرا کر منہ دیوار کی طرف کر لیا۔ عمران بھی ساتھ ہی مڑ گیا۔
اسی لمحے مارشل نے انتہائی پھرتی سے پستول کا دستہ پوری طاقت سے ایوانوف کے سر کی پشت پر دے مارا۔ اس کے انداز میں اتنی تیزی

پھرتی اور مہارت تھی کہ عمران جو کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا دل ہی دل میں
عش عش کر اٹھا۔

پہلا ہی وار اتنا جچا تلا تھا کہ ایوانوف بیہوش ہو کر نیچے گرتا چلا گیا
اور پھر مارشل نے انتہائی پھرتی سے عمران پر وار کرنا چاہا۔ مگر عمران پہلے
ہی چوکنا تھا۔

چنانچہ جیسے ہی مارشل کا ہاتھ حرکت میں آیا عمران انتہائی تیزی سے
مڑا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مارشل کے
ہاتھ سے ریوالور اڑ کر دور جا گرا۔

عمران نے مارشل کے ہاتھ کو راستے میں ہی اپنے ہاتھ سے ضرب
لگا دی تھی اور اسی لمحے اس کا دوسرا ہاتھ بھی حرکت میں آیا اور مارشل
کے پیٹ پر زوردار مکہ پڑا اور مارشل ہلکی سی چیخ مارتے ہوئے دوہرا
ہوتا چلا گیا۔

مارشل کے دوہرا ہوتے ہی عمران نے پھرتی سے ریوالور نکالنے کی
کوشش کی۔ مگر مارشل نے پہاڑی بکرے جیسے انداز میں اچھل کر عمران
کے پیٹ میں ٹکر مار دی اور عمران زوردار ضرب کھا کر پشت کے بل
پیچھے گرا۔ مارشل نے اچھل کر اس کے پہلو میں لات مارنی چاہی مگر عمران
نیچے گرتے ہی کسی گیند کی طرح اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں جڑ کر
پوری قوت سے مارشل کے پیٹ پر پڑیں اور مارشل ٹانگوں کی ضرب
کھا کر الٹ گیا۔ اور عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔

ادھر مارشل بھی انتہائی پھرتیلا تھا۔ وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے
اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

"تت ۔۔۔ تم ۔۔۔ میں ۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔۔" مارشل نے چیختے
ہوئے کہا اور پھر اس نے فقرہ پورا کئے بغیر ہی عمران پر چھلانگ لگا دی۔
وہ واقعی نہ صرف بے پناہ پھرتیلا تھا بلکہ لڑائی بھڑائی کے فن میں بھی طاق
تھا۔ عمران نے اسے ڈاج دینے کی کوشش کی۔ مگر مارشل ہوا میں ہی
اپنا رخ بدل گیا۔ اور عمران نے اس کی زد سے بچنے کے لئے اپنے جسم کو
کمان کی طرح موڑ لیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ مارشل اس کے گھٹنوں سے
ٹکرا کر پیچھے گرتا۔ مگر مارشل نے گھٹنوں سے ٹکرانے کے بعد اپنے جسم کو
آگے کی طرف دھکیلا اور وہ عمران کے سر پہ جا گرا اور دوسرے لمحے اس
نے دونوں ٹانگوں سے عمران کی گردن جکڑی اور نہ صرف جکڑ لی بلکہ اس
نے انتہائی تیزی سے فرش پر قلابازیاں کھانی شروع کر دیں اور عمران کو
ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی
مگر عمران نے دونوں ہاتھ اوپر کئے اور پھر اس کی کھڑی ہتھیلیاں
پوری قوت سے مارشل کی پنڈلیوں پر پڑیں اور مارشل نے چیخ مار کر عمران
کی گردن سے ٹانگیں ہٹا لیں اور عمران سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور
اور دوسرے لمحے اس نے مارشل کی دونوں ٹانگیں اپنے دونوں ہاتھوں
میں پکڑیں اور وہ اسے دیوار کے ساتھ دبا کر کمان کی طرح موڑتا چلا گیا۔
اور مارشل نے تیزی سے پھسل کر دیوار کی سائیڈ میں ہونا چاہا۔ مگر عمران
نے اسی لمحے اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور مارشل کے
حلق سے بے اختیار چیخ نکلتی چلی گئی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس
کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے اپنی جگہ چھوڑ گئے تھے اور وہ زخمی سانپ
کی طرح فرش پر پڑا سر پٹختا رہ گیا۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔ شاید مارشل کے حلق سے نکلنے والی زوردار چیخ نے اُسے اندر آنے پر مجبور کر دیا تھا۔

مگر اندر کی صورت حال دیکھ کر وہ ٹھٹک کر رُک گیا۔

"یہ مجرم ہے — اسے گولی مار دو — گولی مار دو" — اچانک مارشل نے فرش پر پڑے پڑے چیختے ہوئے کہا۔

آنے والے مسلح آدمی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف کیا۔ مگر عمران بڑے اطمینان سے کھڑا رہا۔

"یہ بکواس کر رہا ہے — یہ نقلی مارشل ہے — اس نے ایوانوف کو بیہوش کر دیا ہے — میں نے بڑی مشکل سے اِسے قابو میں کیا ہے" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے لہجے کے اطمینان اور سامنے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے ایوانوف کو دیکھ کر آنے والے مسلح آدمی کے چہرے پر تذبذب کے آثار ابھر آئے۔ اور اس کی مشین گن کا رُخ ذرا سا نیچے کو ہوا اور وہی لمحہ اس پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا۔

عمران کی دونوں ٹانگیں بیک وقت چلیں۔ اور آنے والے کو تو بس یہی محسوس ہوا ہوگا کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا تھا اور اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر فضا میں اڑتی چلی گئی اور دوسرے لمحے مشین گن عمران کے ہاتھوں میں تھی۔ اور آنے والا حیرت بھرے انداز میں خالی ہاتھ کھڑا آنکھیں پٹپٹا رہا تھا جیسے اسے اس جادو کی سمجھ ہی

نہ آئی ہو۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اُسے اس جادو کی سمجھ آتی، عمران نے مشین گن کو کسی لٹھ کی طرح گھما کر اس کا دستہ آنے والے کے سر پر جما دیا اور اس کی کھوپڑی چٹخنے کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا اور وہ ریت کے محل کی طرح وہیں فرش پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

اس سے جان چھڑاتے ہی عمران تیزی سے دوبارہ مارشل کی طرف پلٹا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ مارشل ختم ہو چکا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ساتھ اس کی گردن بھی دیوار کے ساتھ دب کر ٹوٹ گئی تھی اور یہ تو مارشل کی زبردست قوت مدافعت تھی کہ وہ اتنی دیر زندہ بھی رہا اور ایک فقرہ بھی بول گیا۔

"ویل ڈن عمران صاحب! — ویل ڈن" — اسی لمحے صفدر کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے تم لوگ ہوش میں آگئے — کمال ہے مارشل ختم ہوا اور تم ہوش میں آگئے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ پہلے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور اس نے بڑی پھرتی سے اس کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ اس نے سب سے پہلے صفدر کی رسیاں کھولیں اور پھر اُسے باقی لوگوں کی رسیاں کھولنے کے لئے کہا۔ اور خود وہ تیزی سے بیہوش پڑے ہوئے ایوانوف کی طرف بڑھا۔

اس نے ایوانوف کی نبض پکڑ کر اس کی بیہوشی کے دورانیہ کا اندازہ لگایا۔ ایوانوف کی نبض بتا رہی تھی کہ ابھی اسے ہوش میں آنے میں

کچھ وقت لگنے لگا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس کی نبض چھوڑ دی اس کے ساتھی اب آزاد ہو چکے تھے۔ صورت حال عمران کے نقطہ نظر سے خاصی الجھ چکی تھی۔ وہ ایوانوف کو زندہ رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ اس سے جزیرے پر موجود خفیہ کارخانے کے متعلق معلومات حاصل کر سکے اور اس کے حفاظتی انتظامات کا پتہ چلا سکے۔

لیکن ہوش میں آتے ہی ایوانوف نے ساری صورت حال سمجھ لینی تھی، پھر مارشل کی لاش کا بھی مسئلہ تھا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے ایک بار پھر مارشل کا روپ دھارنا پڑے گا۔ اس خبیث کا روپ دھارتے میں تنگ آگیا ہوں ــــ مگر یہ ہر وقت ٹپک پڑتا ہے" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے کیپٹن شکیل نے جیب سے میک اپ باکس نکال کر بڑے مہذبانہ انداز میں عمران کے سامنے کر دیا۔ وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا۔

"مگر ہمارا کیا ہوگا ــــ؟ ایوانوف ہمیں تو معاف نہیں کر سکتا" ــــ صفدر نے عمران کا پلان سمجھتے ہوئے کہا۔

"معافی کیسی ــــ اسے خیرات میں کارخانہ تو دینا ہی پڑے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میک اپ باکس کھولا اور اس میں سے ٹیوبیں نکالنے لگا ہی تھا کہ اچانک ایوانوف کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا وہ توقع سے پہلے ہی ہوش میں آگیا تھا اور عمران نے طویل سانس لیتے

ہوئے نہ صرف ہاتھ روک لئے بلکہ پھرتی سے میک اپ باکس سمیٹ کر اپنے پیچھے کھسکا دیا جہاں سے شکیل نے اسے اٹھا لیا۔

ایوانوف نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں پٹپٹائیں اور دوسرے لمحے وہ یکدم اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے آنکھیں کھولتے ہی بندھے ہوئے افراد کو آزادی کی حالت میں کھڑے ہوتے دیکھا تھا۔

"تت ــــ تت تم کون ہو" ــــ؟ ایوانوف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ عمران نے اس دوران مشین گن اٹھا لی تھی۔

"میرا نام اکانوف ہے ــــ میں کاسموس جہاز کا کپتان ہوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مگر یہ مارشل ــــ مارشل" ــــ ایوانوف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے فرش پر پڑے ہوئے مارشل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اسے مردہ دیکھ کر اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

میرا خیال ہے جناب! ــــ یہ مارشل بھی نقلی تھا ــــ اصلی مارشل واقعی مارا جا چکا ہے ــــ اور یہ بھی ختم ہو گیا ہے ــــ چلو مسئلہ ختم ہوا ــــ اصلی نقلی کا فیصلہ اب آسمان پر ہوگا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں ــــ یہ نہیں ہو سکتا ــــ تم سب مجرم ہو ــــ اگر تم مجرم نہ ہوتے تو مجھے بیہوش کر کے آزاد نہ ہو جاتے اور پھر مارشل کا قتل یہ بہت بڑا جرم ہے" ــــ ایوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ان لوگوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ یہ نقلی نہیں ہیں ـــــ انہیں
مارشل نے قابو کیا ہوا تھا ـــــ وہ اسے ہی اصلی مارشل سمجھ کر اس کے احکا
پر عمل کر رہے تھے" ـــــ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دی
ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ـــــ ؟ میں یہ چکر سمجھا نہیں" ـــــ ایوانوف نے ال
ہوئے لہجے میں کہا۔

" میں سمجھاتا ہوں آپ کو ـــــ میں ناروا بیس کا چیف کاتین ہو
مجھے مارشل کا پیغام ملا کہ اُسے بحری طشتری چاہیئے ـــــ وہ مجرموں ک
خاتمہ کرنا چاہتا ہے ـــــ چنانچہ میں نے بحری طشتری لی اور اپنے ا
ساتھیوں کے ہمراہ مارشل کو لے کر مجرموں کی سرکوبی کو نکل کھڑا ہوا۔ م
کشتی خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا ـــــ اس پر مارشل نے بتایا کہ مج
جزیرہ ساریما کی طرف چلے گئے ہوں گے ـــــ چنانچہ اس نے حکم د
بحری طشتری کو جزیرہ ساریما کی طرف لے جایا جائے ـــــ ہم چو
اس کے حکم پر مجبور تھے اس لئے چل پڑے ـــــ لیکن اتفاق ـ
مجھے یہ خیال نہ رہا کہ بحری طشتری میں اتنا پٹرول نہیں ہے کہ وہ خلیج ر
سے گزر کر جزیرہ ساریما تک پہنچ جاتے ـــــ چنانچہ وہی ہوا کہ را
میں ہی بحری طشتری رک گئی ـــــ اس پر مارشل نے ٹرانسمیٹر پہ مدد ک
لئے پکارنے کے لئے کہا اور ہمارے ایس۔ او۔ ایس پر کاسموس جہاز
لیکن ان کپتان صاحب نے ہمیں اٹھانے سے انکار کر دیا اور جہاز
پیچھے ہٹا لیا ـــــ جس پر مارشل بگڑ گیا اور اس نے زبردستی جہاز پر قب
کر لینے کا حکم دیا۔ وہ ہر حالت میں جزیرہ ساریما پہنچنا چاہتا تھا ـــــ

چونکہ کے۔ جی۔ بی کے چیف کے حکم کے سامنے مجبور تھے اس لئے ہم وسائل
نہ ہونے کے باوجود جہاز پر قبضہ کے لئے چڑھ دوڑے۔ مگر جہاز والوں
نے زبردست مقابلہ کیا اور نتیجہ یہ کہ ہمیں بیہوش کر دیا گیا اور مارشل مارا
گیا ـــــ اس کے بعد ہمیں اس کمرے میں ہوش آیا اور ہم نے ساری
صورت حال ان صاحب کو بتادی ـــــ انہوں نے ہمیں آزاد کر دیا۔
آپ کے بیہوش ہوتے ہی آپ کا مسلح آدمی اندر آگیا۔ اس نے مارشل کو
مار گرایا ـــــ وہ ہم سب کو ختم کرنے لگا تھا لیکن انہوں نے ہمت کر کے
اُسے مار گرایا۔ ورنہ وہ تو ایک لمحے میں ہم سب کو بھون ڈالتا" ـــــ صفدر
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" عجیب صورت حال ہے ـــــ کچھ سمجھ میں نہیں آتا" ـــــ ایوانوف
نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

" واقعی صورت حال الجھ کر رہ گئی ہے ـــــ میں تو خوامخواہ آپ
کے ساتھ آکر عذاب میں پھنس گیا" ـــــ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے
میں کہا۔

" ہوں! ـــــ مگر یہ مشین گن تم نے کیوں پکڑ رکھی ہے ـــــ مجھے دو"
ایوانوف نے کسی خیال کے تحت چونکتے ہوئے کہا اور مشین گن لینے کے
لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

اور عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مشین گن ایوانوف کے ہاتھ میں
دے دی۔

" یہ آپ ہی رکھیں جناب! ـــــ مجھے تو اسے دیکھ کر ہی خوف آتا
ہے" ـــــ عمران نے یوں کہا جیسے اُسے اسلحہ دیکھ کر ہی خوف سے

پھریریاں آتی ہوں۔

"تم سب کا کورٹ مارشل ہوگا ـــــ ان دونوں میں سے ایک تو
مارشل یقیناً ہے ـــــ اسی کے قتل کے جرم میں تمہیں سزا دی جائے گی"
ایوانوف نے اچانک پیچھے ہٹتے ہوئے مشین گن کا رُخ ان سب کی
کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے رحمی کے آثار نمایاں
پر اُبھر آئے تھے۔

"جناب! ـــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ـــــ ہم بالکل بے قصور
پہلا مارشل جہاز والوں نے مار ڈالا ـــــ دوسرے کو آپ کے آدمی نے
قتل کر دیا ـــــ ہمارا کیا قصور ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے خوف
لہجے میں کہا۔

"تم مجھے بیوقوف سمجھتے ہو ـــــ میں نے دیکھا ہے مارشل کو گو
نہیں ماری گئی ـــــ بلکہ اس کی گردن توڑی گئی ہے ـــــ اگر میرے
نے اسے مارا ہے تو اس کے جسم پر گولیاں لگتیں۔ مگر مارشل کے
جسم پر کسی گولی کا نشان موجود نہیں ہے" ـــــ ایوانوف نے ط
لہجے میں کہا۔

"حضور! ـــــ مشین گن میں میگزین ہی نہیں ہے ـــــ گولیاں کہ
سے چلتیں ـــــ آپ کے آدمی نے مشین گن کا دستہ مارشل کی گردن پر
اور مارشل مر گیا ـــــ اور میں نے تو صرف اس سے مشین گن چھین
اس کے دستے سے اس کے سر پر تھپکی دی اور اس بیچارے کی کھوپڑی
ہی چٹخ گئی ـــــ میرا خیال ہے کہ اس کے جسم میں کیلشیم کی شدید کمی
کہ اس کی کھوپڑی انڈے سے بھی نرم تھی" ـــــ عمران نے بڑے ساد

سے لہجے میں کہا۔

"اوہ!" ـــــ ایوانوف نے چونک کر مشین گن کی طرف دیکھا اور دوسرے
لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ واقعی مشین گن میں میگزین
موجود ہی نہ تھا۔

اب ایوانوف بیچارے کو کیا پتہ کہ عمران کی شعبدہ باز انگلیوں نے
مشین گن دینے کے لئے حرکت میں آنے سے پہلے ہی میگزین نیچے
گرا دیا تھا اور اب میگزین عمران کی پشت پر پڑا تھا اور اس پر کیپٹن شکیل
نے پیر رکھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے یقین آگیا ـــــ لیکن سنو! ـــــ اگر تم بے قصور
ہو اور اصلی لوگ ہو تو میرے ساتھ تعاون کرو ـــــ میں بھی تمہارے
عہدے بڑھا دوں گا" ـــــ ایوانوف نے مشین گن ایک طرف پھینکتے
ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں کسی خیال سے چمک اٹھی تھیں اور عمران اس
کی آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات سے ہی اس کا سارا منصوبہ سمجھ گیا
تھا اس لئے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

"آپ تو ایسے باتیں کر رہے ہیں ـــــ جیسے آپ ہی مارشل کی جگہ
کے۔ جی۔ بی کے چیف بن جائیں گے" ـــــ عمران نے جان بوجھ کر
یہ فقرہ کہا تھا۔ وہ ایوانوف کے ذہن میں ابھرنے والے فیصلے کی تصدیق
کرنا چاہتا تھا۔

"تم خاصے ذہین ہو اکانوف! ـــــ تمہارا خیال درست ہے۔ ـــــ
مارشل کے بعد کے۔ جی۔ بی میں سب سے سینئر میں ہی ہوں ـــــ اسی
لئے کے۔ جی۔ بی کا چیف میں ہی بنوں گا ـــــ اور میرا وعدہ ہے کہ چیف

بنتے ہی میں تم سب کو اعلیٰ عہدے دلادونگا" ـــــ ایوانوف نے
بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"آپ کی مہربانی جناب! ـــ ہم آپ سے ہر ممکن تعاون کرنے
کے لئے تیار ہیں" ـــــ عمران اور کیپٹن شکیل نے بیک زبان ہوکر
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میرے ساتھ آؤ ـــ فی الحال میں تمہارے آرام
کا بندوبست کردوں۔ اس کے بعد ہم مزید بات چیت کریں گے تاکہ
انکوائری کمیشن کے سامنے بات متفقہ طور پر آئے" ـــ ایوانوف نے
ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑکر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کی پیروی میں باہر نکل آئے۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایوانوف انہیں ایک بڑے
کمرے میں لے آیا جہاں بستر اور صوفے موجود تھے۔ یہ شاید گیسٹ
روم تھا۔

"آپ لوگ یہاں آرام کریں تاکہ میں دونوں مارشلوں کا بندوبست کر
لوں ـــ اور دوسرا اہم کام بھی نپٹا لوں" ـــ ایوانوف نے عمران اور
اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر کہا۔

"جناب! ـــ مجھے تو آپ علیحدہ کمرہ دیں ـــ میں کسی کے ساتھ اکٹھے
آرام نہیں کرسکتا" ـــ عمران نے بڑے منمنے سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ـــ چونکہ یہ تمہارے ساتھی نہیں ہیں اس لئے ٹھیک
ہے ـــ آؤ میرے ساتھ" ـــ ایوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا
اور پھر اسے لئے ہوئے اس بڑے کمرے سے نکلا اور پھر ایک راہداری

کراس کرکے وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ آفس کے
طور پر سجا ہوا تھا۔

"یہ میرا دفتر ہے ـــ تم ابھی یہاں بیٹھو ـــ میں انتظامات کرکے
آتا ہوں ـــ مجھے خطرہ ہے کہ میری عدم موجودگی میں میرا نائب اس کمرے
میں داخل نہ ہوجائے جس میں لاشیں پڑی ہوتی ہیں۔ ورنہ پیچیدگیاں
پیدا ہوجائیں گی" ـــ ایوانوف نے کہا اور عمران نے اس کی تائید میں
سر ہلا دیا اور ایوانوف تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی عمران اچھل کر کرسی سے اٹھا اور اس نے
آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر وہ میز کی درازوں کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں میز کی درازوں کی تلاشی لینی
شروع کردی۔ مگر درازوں میں سے اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ
ملی تو وہ دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری کی طرف بڑھا۔ الماری
کو تالا لگا ہوا تھا لیکن عمران کے لئے تالے کھولنا بائیں ہاتھ کا کام تھا۔
اس لئے چند ہی لمحوں میں باریک تار کی مدد سے اس نے تالا کھول لیا
الماری میں مختلف فائلیں بھری ہوئی تھیں۔

عمران نے تیزی سے ان فائلوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ مگر سب
دفتری احکامات پر مشتمل تھیں اور عمران کے لئے بیکار تھیں اور پھر عمران
نے غور سے الماری کے کناروں اور نچلے حصے کو چیک کرنا شروع کردیا
اور پھر دائیں کونے پر ہاتھ پھیرتے ہی اسے ایک جگہ ذرا سا ابھار محسوس
ہوا۔ عمران نے پھرتی سے اس ابھار کو دبایا۔ ایک ہلکی سی کھٹک کی
آواز ابھری اور الماری کا ایک پورا خانہ ہی گھوم گیا اور گھومنے سے جو

خانہ سامنے آیا۔ اس میں ایک چھوٹی سی سُرخ رنگ کی فائل موجود تھی جس
پر ٹاپ سیکرٹ کا کراس موجود تھا۔

عمران نے تیزی سے فائل کھول لی۔ فائل میں چار کاغذ موجود تھے جو
کسی پیچیدہ سے کوڈ میں لکھے گئے تھے۔ البتہ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا نقشہ
منسلک تھا۔

عمران کی نظریں جب اس نقشے پر پڑیں تو اس کی آنکھیں چمک
اٹھیں۔ اس نے تیزی سے فائل اٹھا کر میز پر رکھی اور پھر اس نے دوبارہ
میز کی نچلی دراز کھولی۔ اس میں اُسے اسٹنٹ کیمرہ نظر آیا تھا۔ عمران
نے کیمرہ اٹھایا اور فائل کے کاغذوں اور نقشے کے فوٹو بنائے۔ اور پھر
اسٹنٹ کیمرے سے اس کی فلم نکال لی۔ اس کیمرے کی یہ خصوصیت تھی
کہ یہ ایک لمحے میں تصویر بنا کر باہر نکال دیتا تھا۔

عمران نے پھرتی سے تصویریں اٹھا کر جیب میں ڈالیں، کیمرہ واپس
دراز میں رکھا اور فائل بند کر کے اسے واپس الماری کے خانے میں رکھ کر
دوبارہ اس ابھار کو دبایا۔ خانہ دوبارہ بند ہو گیا اور عمران نے الماری
کے پٹ بند کر کے اس نے واپس الماری کے تالے کو مخصوص انداز
میں تار سے گھما کر دوبارہ بند کر دیا۔ اور اب عمران کے چہرے پر اطمینان
کے آثار ابھر آئے۔

عمران نے میز کے نیچے پڑے ہوئے ڈسٹر کو اٹھا کر الماری کا ہینڈل
اور میز کی درازوں کے ہینڈلوں کو اچھی طرح صاف کر دیا تاکہ اگر ایوانوف
کو شک ہو بھی تو اس کی انگلیوں کے نشانات نہ آئیں۔

ڈسٹر کو واپس اپنی جگہ رکھ کر وہ اطمینان سے دوبارہ کرسی پر بیٹھ

گیا۔ اور پھر اچانک ایک خیال آتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے بجلی
کی سی تیزی سے جا کر دروازے کا لاک کھول دیا اور دوبارہ کرسی پر آ کر
بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اُسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران
نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ دوسرے لمحے دروازہ
ایک دھماکے سے کھلا اور عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔

دروازہ کھلتے ہی ایوانوف اندر داخل ہوا۔ اس نے تیز نظروں سے
عمران کا جائزہ لیا۔

"ہو گیا انتظام ۔۔۔ مجھے تو نیند آ رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو گیا ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے کہا اس کے چہرے پر ہلکی سی
پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ آپ پریشان لگ رہے ہیں" ۔۔۔ عمران
نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میرے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا" ۔۔۔ ایوانوف نے
سرد لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کے ساتھ لگے
ہوئے ایک چھوٹے سے باکس کی طرف بڑھا جو دیوار کے ساتھ نصب
تھا اور اس پر ابتدائی طبی امداد کا مخصوص مونوگرام بنا ہوا تھا۔ اس نے
باکس کھولا اور اس میں سے ایک سپرے گن نکالی جس کے ساتھ ایک
چھوٹی سی پلاسٹک کی ڈبیہ منسلک تھی۔ اور عمران اس سپرے گن کو دیکھتے
ہی مسکرا دیا۔ لیکن جیسے ہی ایوانوف سپرے گن لے کر پلٹا عمران کا چہرہ
سپاٹ ہو گیا۔

ایوانوف نے ایک لمحے کے لئے عمران کے چہرے کو دیکھا اور پھر وہ سپرے گن لئے تیزی سے میز کی درازوں کی طرف بڑھا۔ اس نے درازوں کے ہینڈلوں پر سپرے کرنا شروع کر دیا۔ گن سے سفید رنگ کا پوڈر نکل کر ہینڈلوں پر پڑا۔ عمران جانتا تھا کہ ایوانوف انگلیوں کے نشانات چیک کرنا چاہتا ہے۔

ہینڈلوں پر بکھرے ہوئے پوڈر کو غور سے دیکھنے کے بعد وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے مڑ کر پہلے الماری کے تالے کو چیک کیا۔ اُسے بند محسوس کرنے کے بعد اس نے اس کے ہینڈل پر پوڈر اسپرے کیا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ مڑا اور پھر واپس سپرے گن باکس میں رکھ دی۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے

کیا آپ کیڑے مار دوا چھڑک رہے تھے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ——— کیڑے مار دوا ہی سمجھ لو ——— کپتان صاحب! آپ جاسوسی کو کیا سمجھیں ——— میں دیکھ رہا تھا کہ ہینڈلوں اور الماری پر انگلیوں کے نشانات تو نہیں ہیں" ——— ایوانوف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

انگلیوں کے نشان ——— وہ تو لازمی ہوں گے ——— ظاہر ہے آپ انہیں کھولتے اور بند کرتے ہوں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کے ذہن میں ایک کیڑا سا رینگنے لگا تھا۔ کیونکہ اس سے بہت بڑی حماقت ہوتی تھی اس نے ان ہینڈلوں کو صاف کرتے ہوئے یہ نہ سوچا تھا کہ اس طرح تو ایوانوف کی انگلیوں کے

نشانات بھی ختم ہو جائیں گے ——— اور ایوانوف فوراً سمجھ جائے گا کہ ان ہینڈلوں کو جان بوجھ کر صاف کیا گیا ہے۔ لیکن خلاف توقع ایوانوف کے چہرے پر شک کی بجائے اطمینان کے آثار موجود تھے۔

"ارے نہیں! ——— میں اس سلسلے میں بے حد محتاط رہتا ہوں۔ میں ہمیشہ انہیں استعمال کرنے کے بعد ڈسٹر سے صاف کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ اگر کوئی میری بجائے اسے کھولے تو مجھے فوراً اس کا پتہ چل جائے" ——— ایوانوف نے جواب دیا اور عمران نے بھی دل ہی دل میں سکون کا سانس لیا۔ اس کی حماقت کا خود بخود جواز پیدا ہو گیا تھا۔

"مگر اب آپ نے استعمال کرنے سے پہلے اسے کیوں چیک کیا ہے" ——— ؟ عمران نے بڑے بھولے سے لہجے میں پوچھا۔

"چھوڑو اس بات کو ——— یہ میری عادت ہے" ——— ایوانوف نے بات بدلتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے اصل بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ ایوانوف کے ذہن میں یہ خیال آ گیا تھا کہ اسکی عدم موجودگی میں ان چیزوں کو عمران نے تو نہیں چھیڑا۔ اب ایوانوف کو کیا پتہ کہ اس کا پالا عمران جیسے شخص سے پڑا ہوا ہے۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— یہ آپ کا کام ہے ——— ہمیں تو بس جہاز چلانا آتا ہے" ——— عمران نے کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— میں نے تمام انتظامات کر لئے ہیں ——— حکومت کے اعلیٰ ترین حکام میں میرا ایک گہرا دوست موجود ہے۔ میں نے اُسے خفیہ طور پر بلوایا ہے تاکہ اس سے مشورہ کرنے کے بعد ہی میں حکومت کو

مارشل کی موت کے متعلق بتاؤں ـــــ اس طرح میرا وہ دوست پارٹی میٹنگ میں میری سائیڈ لے گا اور فیصلہ یقیناً میرے حق میں ہی رہے گا"۔ ایوانوف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کا دوست کس وقت یہاں پہنچے گا؟" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"وہ بے حد مصروف ہے ـــــ بڑی مشکل سے اس نے وقت نکالا ہے ـــــ وہ کل دوپہر کو ایک گھنٹے کے لئے خفیہ طور پر یہاں پہنچے گا" ـــــ ایوانوف نے جواب دیا۔

"کل ـــ اوہ لیکن مجھے تو جہاز پر واپس پہنچنا ہے" ـــــ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ـــــ مجھے اس کا خیال آیا تھا اس لئے میں نے تمہارے نائب کپتان کو ٹرانسمیٹر پر پیغام دے دیا ہے کہ سرکاری کام کی وجہ سے تم ابھی واپس نہیں آ سکتے ـــــ اور میں نے اسے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ چونکہ کام ٹاپ سیکرٹ ہے اس لئے وہ اس کی رپورٹ بھی بندرگاہ پر نہ کرے"۔ ایوانوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ آپ واقعی بے حد ذہین ہیں ـــ آپ ہر قسم کا خیال رکھتے ہیں۔ شکریہ" ـــــ عمران نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اب اگر تم آرام کرنا چاہتے ہو تو آؤ میرے ساتھ" ـــــ ایوانوف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــ مجھے اگر کچھ دیر سونے کا موقع مل جائے تو مہربانی ہوگی"

عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور ایوانوف نے سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ عمران کو لئے ہوئے اس کمرے سے نکلا اور ایک راہداری میں سے گزار کر وہ اسے ایک اور چھوٹے سے کمرے میں لے آیا۔ یہ خواب گاہ کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

"تم یہاں آرام کرو ـــ اطمینان سے سو جاؤ ـــ ہم پھر بات چیت کریں گے" ـــــ ایوانوف نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور ایوانوف اسے وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

عمران نے اندر سے دروازہ بند کیا اور پھر اس نے پہلے تو غور سے کمرے کا جائزہ لیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اسے خفیہ طور پر چیک نہ کیا جا رہا ہو مگر کوئی ایسی مشکوک بات بظاہر نظر نہ آ رہی تھی۔

لیکن عمران کی پھر بھی تسلی نہ ہوئی اور پھر وہ ملحقہ باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے باتھ روم کو بھی چیک کیا اور پھر اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کر کے شاور کھول دیا اور خود ایک کونے میں رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا۔

اس نے جیب سے فائل کی تصویریں نکالیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

چند لمحے وہ تصویریں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ٹوائلٹ پیپر کا بڑا سا ٹکڑا کھینچا اور اسے سٹول پر رکھ کر خود نیچے بیٹھ گیا۔ اس نے اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی پنسل نکالی اور ایک کاغذ کو سامنے رکھ کر اس نے کوڈ کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔

دس منٹ تک وہ مختلف انداز سے لگا رہا۔ لیکن بات بنی نہیں اور

پھر اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے کوڈ کی بنیاد تلاش کر لی تھی۔ کوڈ بظاہر جتنا پیچیدہ نظر آ رہا تھا اتنا ہی آسان ثابت ہوا۔ یہ الفا بیٹا کوڈ تھا۔ لیکن اس کا بین الاقوامی انداز بدل دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ پیچیدہ نظر آ رہا تھا۔

بنیاد تلاش کرتے ہی عمران نے تیزی سے تصویروں پر لکھی ہوئی تحریر کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ وہ لڑائنگ پیپر کے بڑے بڑے ٹکڑے توڑتا رہا اور کوڈ کو حل کرتا رہا۔

تقریباً دس منٹ بعد ہی وہ پورے کاغذات اور نقشے کو ڈی کوڈ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کاغذات کو غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ اسے پڑھتا جا رہا تھا ویسے ویسے اس کا ذہن قلابازیاں کھاتا جا رہا تھا۔ یہ مصنوعی کارخانے کے متعلق ٹاپ سیکرٹ فائل تھی جس میں اس عمارت ـــــ اس کی تکنیکی صلاحیت اور اس کے حفاظتی انتظامات کے متعلق اشارے موجود تھے۔ اور جب عمران نے سارے کاغذات پڑھ لئے تو اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ واقعی روسیاہ کے سائنسدان بے حد ذہین تھے۔ اس کارخانے کو تباہ کرنا ناممکن تھا۔ کوئی لچک کوئی رخنہ موجود نہ تھا۔ ہر چیز خودکار انداز میں کام کرتی تھی۔ اور چیکنگ کے ساتھ ساتھ کنٹرول بھی کرتی تھی اس لئے اسے توڑنا ناممکن تھا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس نے جیب سے لائٹر نکالا اور پھر ڈی کوڈ کئے گئے کاغذات اور اصل تصاویر سب کو باری باری آگ لگا دی اور پھر اس کی راکھ فلش میں بہا دی۔ پھر وہ اٹھا اور شاور بند کر کے باتھ روم

سے باہر نکلا اور آ کر بستر پر لیٹ گیا۔ اس کا ذہن بری طرح قلابازیاں کھا رہا تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ کارخانے کو تباہ کرنا ناممکن بنا دیا گیا ہے اس میں ذرہ برابر بھی گنجائش اور لچک نہیں رکھی گئی تھی، حتیٰ کہ معمولی سی غلطی کرنے والا فوراً موقع پر ہی خودکار مشینوں کے ذریعے ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے اس کو اندر جا کر تباہ کرنا ناممکن تھا لیکن بہرحال اسے تباہ کرنا تھا اور جلد از جلد کرنا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے حالات بدل سکتے تھے اور پھر اس کا ذہن ایک اور طرف مڑ گیا۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ کسی طرح اس پورے جزیرے کو ہی تباہ کر دیا جاتے اس طرح تو کارخانہ تباہ ہو سکتا تھا ورنہ نہیں۔ لیکن اتنے بڑے جزیرے کو تباہ کرنا بھی ایک ناممکن بات تھی۔ اس کے لئے تو بڑے سے ہائیڈروجن بم کی ضرورت تھی اور ظاہر ہے کہ عمران کے پاس اب ہائیڈروجن بم تو ہونے سے رہا۔ اور پھر خود بھی تو زندہ واپس جانا تھا۔ عجیب سی الجھن تھی جس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا۔

سوچتے سوچتے جب عمران کا دماغ تھک گیا تھا اور کوئی واضح صورت نظر نہ آتے تو اس نے اپنا خیال بدلا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر کے دماغ کو کھلا چھوڑ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی اسے نیند آ گئی اور کمرے میں اس کے خراٹے گونجنے لگے۔

ایوانوف عمران کو کمرے میں چھوڑ کر تیزی سے واپس اپنے مخصوص
کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے دروازہ
بند کیا اور پھر اس نے میز کی ایک خفیہ دراز کھول کر اس میں سے ایک
چھوٹا سا باکس نکال کر اس نے میز پر رکھا۔ دراز بند کر کے اس نے اس
باکس کو کھولا اور پھر اس میں پڑے ہوتے پلاسٹک کے دندانے دار چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے باہر نکالنے شروع کر دیئے۔ سارے ٹکڑے جو تعداد میں
بیس کے قریب تھے باہر نکال کر اس نے باکس کو بند کیا اور پھر ان ٹکڑوں
کو آپس میں جوڑنا شروع کر دیا۔ وہ بڑے ماہرانہ انداز میں ان ٹکڑوں کے
دندانوں کو آپس میں جوڑتا رہا اور میز پر ایک عجیب سی شکل بنتی چلی گئی۔
جیسے کسی عمارت کا ڈھانچہ سا ہو۔

جب سب ٹکڑے استعمال ہو گئے تو ایوانوف نے ہاتھ روک لئے
اور غور سے اس عمارت نما ڈھانچے کو دیکھنے لگا۔

یہ ڈھانچہ ایک مینار نما عمارت کی شکل میں بنا تھا۔ مینار کے ساتھ
ہسپتال کی طرز کا ایک بلاک سا بنا ہوا تھا۔

ایوانوف چند لمحے غور سے اس عمارت کو دیکھتا رہا جیسے اس بات
کا جائزہ لے رہا ہو کہ کوئی غلطی تو نہیں ہوئی۔ جب اُسے اطمینان ہو گیا
کہ تمام ٹکڑے اپنی جگہ پر درست فٹ ہوئے ہیں تو اس نے قریب
پڑے ہوئے باکس کو دوبارہ کھولا اور اس کی تہہ میں رکھی ہوئی ایک
باریک سی سوئی نکال لی۔

سوئی کا ایک سرا پیپر پن کی طرح موٹا تھا جبکہ دوسرا سرا بالکل باریک
تھا۔ ایوانوف نے سوئی کا باریک سرا درمیان میں موجود ایک ٹکڑے
کے کونے میں بنے ہوتے باریک سے سوراخ میں ڈالا اور پھر سوئی کو
اس نے اس میں جما دیا۔ اس کے بعد اس نے تیزی سے جیب میں
ہاتھ ڈال کر ایک لائٹر نکالا اور لائٹر جلا کر اس نے آگ کو سوئی کے
موٹے سرے کے ساتھ لگا دیا۔

آگ کے شعلے نے سوئی کے موٹے سرے کو ڈھانپ لیا اور سوئی
کا رنگ تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ جب سوئی بے حد سرخ ہو گئی
تو ایوانوف نے لائٹر بند کر کے واپس جیب میں ڈال لیا اور پھر
سوئی کو غور سے دیکھنے لگا۔ سوئی کا رنگ اب خود بخود بدلتا جا رہا تھا۔
اور اس پر سبزی سی چھانے لگی تھی۔

چند لمحوں بعد ہی سوئی بالکل سبز ہو گئی۔ اس کے بعد ایک بار پھر
رنگ بدلا اور سوئی سنہری ہوتی چلی گئی۔ اور جیسے ہی سوئی کا رنگ سنہرا
ہوا، ایوانوف کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں ابھرتی چلی گئیں۔ اس

نے اطمینان کا طویل سانس لیا اور پھر اس نے سوئی کو پکڑ کر باہر کھینچ لیا او
سوئی تیزی سے واپس اصلی رنگ میں آگئی اور ایوانوف نے سوئی کو باکس
میں رکھ کر ٹکڑوں کو علیحدہ کرنا شروع کر دیا۔ اور سب ٹکڑے علیحدہ کر کے
اس نے اُسے واپس باکس میں رکھا اور باکس بند کر کے خفیہ دراز میں پھینک
دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا ال
ڈائل پر ابھرے ہوئے ہندسوں میں سے ایک کو دبا دیا۔

"یس ___ الیون تھرٹی سپیکنگ" ___ دوسری طرف سے ایک
آواز گونجی۔

"ایوانوف بول رہا ہوں ___ میں نے کمپیوٹر چیکنگ کر لی ہے وہ ہر طرف
سے او کے ہے" ___ ایوانوف نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ بس مجھے ویسے ہی خیال آگیا تھا کہ یہ تمام
کارروائی کہیں ڈرامہ نہ ہو۔ ہمیں بہرحال کارخانے کی طرف سے غفلت
نہیں کرنا چاہیئے" ___ الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"تمہارا خیال درست بھی ہو سکتا تھا اسی لئے تو میں نے کمپیوٹر چیکنگ
کی ہے کہ اگر کارخانے کے آٹومیٹک نظام میں کہیں کوئی گڑبڑ کی جاتی
تو پتہ چل جاتا" ___ ایوانوف نے جواب دیا۔

"باس ایک بات کہوں ___ اگر آپ برا نہ مانیں" ___ الیون تھرٹی
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں کہو ___ میں تمہیں اپنا نائب نہیں ___ بلکہ اپنا دوست
سمجھتا ہوں ___ اسی لئے تو میں نے تمہیں تمام حالات سے آگاہ کر دیا
ہے" ___ ایوانوف نے جواب دیا۔

"جناب! ___ آپ کو معلوم ہے کہ جزیرے پر کسی اجنبی کا وجود ایک
ے کے لئے بھی ناقابل معافی جرم ہے ___ اور اس وقت بات
نبی آدمی جزیرے پر موجود ہیں ___ اور دو لاشیں بھی ___ آپ تو
ے جی۔ بی کے چیف کی بات کر رہے ہیں مجھے خطرہ ہے کہ اگر انکوائری
ٹی کا ذہن اس پہلو پر چلا گیا تو ہمیں اس جرم میں گولی ماری جا سکتی
ہے" ___ الیون تھرٹی نے کہا۔

"اوہ! ___ تمہاری بات درست ہے ___ مجھے تو اس کا خیال
ی نہیں رہا ___ واقعی سب سے پہلے تو اسی بات پر ہمارا کورٹ مارشل
بلئے گا کہ یہ لوگ اتنی دیر زندہ یا مردہ یہاں کیوں رہے" ___ ایوانوف
ے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔

"بالکل ایسا ہی ہوگا باس! ___ آپ جانتے ہیں کہ حکومت اس
ریے کے بارے میں کتنی حساس ہے ___ اس لئے میری مانیں
پ ان اجنبی لوگوں کو گولی مار کر ان کی لاشیں پانی میں پھینکوا دیں۔
م شعاعیں ایک لمحے میں انہیں پانی بنا دیں گی۔ اور پھر آپ انکوائری
ی کو بلا کر یہ دونوں لاشیں ان کے حوالے کر دیں۔ وہ خود ہی پتہ کرتے
ں گے کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی" ___ الیون تھرٹی نے
ب دیا۔

"نہیں الیون تھرٹی! ___ تم نے غور نہیں کیا۔ ان اجنبیوں کی
ان آمد کے گواہ موجود ہیں ___ انہیں جہاز کا سموس سے لایا گیا
ے اور میں خود لایا ہوں ___ اور پھر ناروا بیس کے حکام کو بھی ان کی
ر اور مارشل کے جہاز کی آمد کا علم ہے اور پھر خالی بحری طشتری۔

نہیں ــــ اس کا کوئی اور حل سوچا جائے" ــــ ایوانوف نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ایک ہی حل ہے کہ آپ فوری طور پر انکوائری کمیٹی کو اطلاع
دیں ــــ اور ان سب لوگوں کو ان کے حوالے کر کے تمام حالات
تفصیل سے انہیں بتا دیتے جائیں ــــ اس طرح شاید ہماری بچت
ہو جاتے" ــــ الیون بھرتی نے جواب دیا۔

"ہاں! ــــ ایسا تو ہو سکتا ہے ــــ لیکن اس طرح صورت
ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے اور پھر انکوائری کمیٹی نجانے کیا
نتیجہ نکالے" ــــ ایوانوف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر باس! ــــ آخری صورت یہی ہے کہ آپ ان اجنبی لوگوں
کو کاسموس جہاز میں بھجوا دیں ــــ اور مارشل کی پہلی لاش بھی وہاں
بھجوا دیں ــــ اور کاسموس جہاز کو اینٹی میگنم ریز سے تباہ کر دیا جائے
اس طرح یہ ظاہر ہوگا کہ یہ جہاز چیکنگ دائرے میں داخل ہونے کی
کوشش میں تباہ ہو گیا ــــ اس طرح یہ بات از خود سامنے آ جائے
گی کہ بجری طشتری میں سوار لوگوں نے جہاز پر قبضہ کر کے جزیرے کی
طرف بڑھنا چاہا اور چیکنگ دائرے میں داخل ہوتے ہی خود بخود تباہ
ہو گئے ــــ اور مارشل کی لاش کو اس کے جہاز میں ڈال کر اس
جگہ لے جایا جائے ــــ جہاں سے ایئر چیکنگ دائرہ شروع ہوتا ہے
اور اس طرح جہاز تباہ کر دیا جائے ــــ بعد میں ہم کمیٹی کو کہہ سکتے
ہیں کہ یہ جہاز کوئی اطلاع دیئے بغیر چیکنگ دائرے میں گھس آیا اور
تباہ ہو گیا ــــ اب انکوائری کمیٹی جو کرتی پھرے۔ ہمارا دامن صاف

رہے گا" ــــ الیون بھرتی نے ایک اور تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
"تمہاری بات درست ہے ــــ اس طرح ہم صاف بچ جائینگے۔
کسی طرح کا الزام ہم پر نہیں آئے گا ــــ بعد میں میرا دوست تعاون
کرے گا ــــ اور میں کے۔جی۔بی کا چیف اور تم یہاں میری جگہ سنبھال
لوگے" ــــ ایوانوف نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب! ــــ ایسا ہی ہونا چاہیئے ــــ یہ تجویز بالکل درست
ہے" ــــ الیون بھرتی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ تم خود ہی تمام انتظام کرو ــــ ایسا انتظام کہ کوئی
گڑبڑ نہ ہو ــــ کسی قسم کی ــــ اور تمہیں معلوم تو ہے کہ یہ لوگ کہاں
موجود ہیں اور لاشیں کہاں ہیں" ــــ ایوانوف نے تمام ذمہ داری
الیون بھرتی پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــــ آپ اطمینان رکھیں سب کام بغیر کسی غلطی کے
ٹھیک ہو جائے گا ــــ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں ہر چیز اوکے
کر لوں گا۔ اس کے بعد آپ خود ہی حکومت کو اس کی اطلاع دیدیں"۔
الیون بھرتی نے جواب دیا۔

"اوکے! ــــ میں بس اب تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا ــــ
وِش یُو گڈ لک" ــــ ایوانوف نے کہا اور پھر اس نے رسیور واپس
کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے۔ کیونکہ وہ
الیون بھرتی کو اچھی طرح سمجھتا تھا اور اسے یقین تھا کہ الیون بھرتی
سب کچھ ٹھیک کر لے گا۔

عمران کا ذہن اچانک ایک جھٹکے سے بیدار ہو گیا۔ شاید یہ نامانو
سی بو تھی جس نے اس کے شعور کو جھٹکے سے بیدار کر دیا تھا۔ اور عمر
نے لاشعوری طور پر اپنا سانس روک لیا اور آنکھیں کھول دیں۔ دروازے
کے کی ہول سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس کے بھبکے اندر پھینکے جا رہے
تھے اور عمران سمجھ گیا کہ اُسے گیس کے ذریعے بیہوش کیا جا رہا ہے
وہ سانس روکے پڑا رہا۔

چند لمحوں بعد گیس کی مزید آمد رک گئی اور پھر گیس پورے کمرے میں
چکراتی رہی۔ اس کے بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور گیس باہر نکل
چلی گئی۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن آنکھوں میں
معمولی سی درز سے وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد دو آدمی اندر داخل ہوئے اس میں سے ایک نے

آگے بڑھ کر عمران کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر وہ پیچھے مڑا۔

"اسے اٹھا کر کشتی میں لے چلو۔ جلدی" ___ اس نے پیچھے
کھڑے ہوئے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ___ پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا
اور پھر آگے بڑھ کر اس نے عمران کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر کاندھے پر
لادا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑتا چلا گیا۔ اس کا باس پیچھے تھا
لیکن دروازے سے باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ اور
اس کے آگے بڑھتے ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

راہداری میں سے گزرتے ہوئے عمران کو ایک چھوٹے سے کمرے
میں لے جایا گیا اور پھر کمرے کا دروازہ بند کر کے اس آدمی نے سوئچ بورڈ
پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترتا چلا
گیا۔ وہ باس کہیں غائب ہو چکا تھا۔ اور اس لفٹ میں عمران اس آدمی
کے کندھے پر لدا ہوا اکیلا موجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو عمران نے
سوچا کہ اس آدمی کے ساتھ یہیں نپٹ لے۔ لیکن پھر اس نے ارادہ
بدل دیا۔ وہ آخر تک حالات کو دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر یہ لوگ کیا کرنا
چاہتے ہیں۔

کمرہ تھوڑی دیر کے بعد رک گیا تو اس آدمی نے دروازہ کھولا اور
ایک چھوٹی سی راہداری میں سے گزرنے لگا۔ یہ راہداری سرنگ نما تھی
اور اس میں سے عجیب سی بو آ رہی تھی۔ جیسے یہ سرنگ پانی کے اندر
بنی ہوئی ہو۔

سرنگ کے اختتام پر ایک اور کمرہ تھا اور اس کمرے کے اندر ایک

عجیب سی دھات کی بڑی سی کشتی فرش پر رکھی ہوئی تھی۔ کشتی خاصی بڑ
تھی اور ہر طرف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ صرف درمیان میں ایک گول س
سوراخ موجود تھا۔

"ٹھیک ہے ــــ اسے اس کشتی میں ڈال کر باہر آجاؤ"۔ اچانک
کمرے میں ایک آواز گونجی اور عمران پہچان گیا کہ آواز اسی باس کی س
دوسرے لمحے عمران کو اس سوراخ میں سے اندر ڈال دیا گیا اور
عمران کا جسم کسی نرم چیز پر جا گرا۔

دوسرے لمحے عمران چونک کر ایک طرف ہو گیا۔ اس کی آنکھی
حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ بڑی سی کشتی میں اس کے تمام ساتھی بیہو
پڑے ہوئے تھے حتیٰ کہ کاسموس جہاز کے اس کپتان کی لاش
وہاں موجود تھی جس پر عمران نے مارشل کا میک اپ کیا تھا۔ کشتی
دیواروں سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔

عمران کے اندر جاتے ہی کشتی کا اوپر کا سوراخ بھی بند ہو گیا او
چند لمحوں بعد کشتی یوں ڈولنے لگی جیسے وہ پانی میں اتر گئی ہو۔ اس ک
بعد وہ تیزی سے ایک طرف پھسلتی چلی گئی۔ چونکہ وہ چاروں طرف
سے بند تھی اس لئے عمران کو پتہ نہ چل سکا کہ کشتی کس طرف جا رہی
لیکن اتنا احساس ضرور موجود تھا کہ وہ تیزی سے پانی پر پھسلتی ہوئی
بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

عمران سوچنے لگا کہ آخر ان لوگوں نے کیا سوچا ہے اور ان سب
کو اس کشتی میں ڈالنے کا مقصد کیا ہے۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں
نہ آرہی تھی۔

عمران نے غور سے کشتی کی دیواروں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ لیکن
دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ دیواروں کے بعد اس نے اس کے پیندے
کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے جسموں کو تیزی سے
ایک طرف ہٹاتا اور اتنی جگہ کو چیک کرتا۔

اور پھر عین اس جگہ جہاں مارشل کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اُسے
ایک دائرے کی صورت میں بولٹ لگے ہوئے نظر آئے۔ اس دائرے
کے عین درمیان میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ عمران کچھ لمحے سوچتا
رہا۔ پھر اس نے اپنی چھوٹی انگلی اس سوراخ میں ڈال دی دوسرے
لمحے کشتی کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور کشتی کے ایک کونے سے فرش تیزی
سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ یہ کونا خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے فرش ہٹنے
سے کوئی نیچے نہ گرا۔

عمران تیزی سے اس خلا کی طرف لپکا۔ اس میں لوہے کی پتلی
سی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ عمران تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا
اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

نچلے حصے میں عجیب سی مشینری نصب تھی جو خود بخود چل رہی
تھی اور سائیڈ کی دیواروں میں تین بغیر دروازوں کے خانے بنے ہوئے
تھے۔ جن میں بڑے بڑے باکس رکھے ہوئے تھے۔

عمران نے مشینری کو نزدیک سے جا کر غور سے دیکھنا شروع کر
دیا۔ وہ اس مشینری کی ساخت کو سمجھ رہا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس
کی آنکھوں میں چمک سی ابھرتی چلی آئی۔ یہ تو جدید ترین جنگی آبدوز تھی
جسے کسی اور جگہ سے کنٹرول کیا جا رہا تھا۔ عمران اب تیزی سے پلٹا

اور ان خانوں میں پڑے ہوئے باکسوں میں سے ایک باکس کھولا او
پھر جیسے ہی اس کی نظر میں باکس میں رکھے ہوئے ایک بیضوی قسم ک
تارپیڈو نما بم پر پڑی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ یہ انتہائی طاقتور ا
خوفناک بم تھا۔ جو ایٹمی جنگ میں کام آتا تھا۔ اس نے تیزی سے باکس
گنے تو ان کی تعداد بیس کے قریب تھی۔

یہ اتنی بڑی تعداد تھی کہ عمران کے خیال کے مطابق اس سے ایک
پورا شہر تباہ کیا جا سکتا تھا۔

عمران ان ڈبوں کو دیکھنے کے بعد اب مشینری کی طرف متوجہ ہو
مشینری خود بخود چل رہی تھی اور پھر عمران ایک دیوار پر نصب ایک
بہت بڑے سوئچ پینل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس سوئچ
پینل کو غور سے دیکھتا رہا۔ ہر سوئچ کے نیچے روسیاہی زبان میں الفا
لکھے ہوتے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد عمران کے ذہن میں مشینری کی کارکر
بیٹھتی چلی گئی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک سوئچ دبایا تو سوئچ پینل
کے درمیان میں موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر
چاروں طرف پھیلا ہوا پانی صاف نظر آنے لگا۔

اس سکرین کے چار حصے تھے جن میں سے ہر حصہ مختلف سمتوں
کی نشاندہی کر رہا تھا۔

اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اُسے دُور پانی کے
اوپر ایک جہاز کا سایہ نظر آنے لگا۔ اور یہ آبدوز نما کشتی تیزی سے اس
جہاز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اور جہاز کا سایہ تیزی سے سکرین
کے مخصوص حصے پر پھیلتا چلا جا رہا تھا۔

ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ کشتی کا اس جہاز تک لے جانے کا
کیا مقصد ہے کہ اچانک ایک زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور
کونے میں دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک بڑی سی مشین خود بخود چل
پڑی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی سوئچ پینل پر ایک سرخ رنگ کا بلب
تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

عمران نے چونک کر اس بلب کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ پڑھے
اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ یہ بلب بتا رہا تھا کہ تارپیڈو فائر
کیا جا رہا ہے اور وہی ہوا۔ کشتی کو ایک جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے
عمران نے سکرین پر ایک بیضوی سی شکل کے بم کو کشتی سے نکل کر تیزی
سے جہاز کے پیندے کی طرف بڑھتا دیکھا اور پھر عمران کے دیکھتے
ہی دیکھتے یہ بم جہاز کے پیندے سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے جہاز
کے یُوں پرخچے اڑ گئے جیسے وہ تنکوں کا بنا ہوا ہو۔ ہر طرف آگ
ہی آگ اور جہاز کا ملبہ پھیلتا چلا گیا۔ جس میں انسانی لاشوں کے
ٹکڑے کثرت سے تھے۔

عمران کو جھرجھری آ گئی۔ ان لوگوں نے نجانے کیوں اتنا بڑا اپنا
ہی جہاز تباہ کر دیا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے ذہن میں ایک
خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ ان کی پلاننگ سمجھ گیا۔ اس
نے انتہائی پھرتی سے سوئچ پینل کے آخری حصے پر لگے ہوئے ہینڈل
کو زور سے دبا کر کھینچا اور دوسرے لمحے کشتی کو ایک زوردار جھٹکا لگا
اور اس کی مشینری یکدم ساکت ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس میں جان
ہی نہ رہی ہو۔ عمران نے ایک اور ہینڈل کو کھینچ کر اس کے ساتھ لگے

ہوتے بٹن کو دبایا تو مشینری ایک بار پھر چل پڑی ۔ مگر اب کنٹرول اس
سوئچ پینل پر ہی تھا ۔ اب وہ باہر سے کنٹرول نہیں کی جا رہی تھی اور
عمران نے تیزی سے کشتی کا رُخ موڑا اور اُسے تیزی سے ایک طرف
ہٹاتا چلا گیا ۔

عمران کو یقین تھا کہ چند ہی لمحوں بعد اس کشتی کو بھی تباہ کر دیا جائے
گا ۔ اور اس طرح ان لوگوں نے ایک ڈرامہ پیدا کرنے کی کوشش کی
تھی ۔ تاکہ حکومت کو یہ باور کرایا جا سکے کہ مجرموں نے جہاز پر قبضہ کر کے
جزیرے پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اور انہیں ختم کر دیا گیا ۔

آبدوز نما کشتی اب عمران کے کنٹرول میں تھی ۔ اور وہ اسے پانی میں
ہی مخالف سمت میں دوڑائے لئے جا رہا تھا ۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ دُور
نکل کر جزیرے کے کنٹرول سے باہر ہو جائے اور ساتھ ہی اس نے اپنے
ذہن میں ایک پلاننگ بنالی تھی ۔ لیکن یہ پلاننگ وہ سوچ سمجھ کر عمل میں
لانا چاہتا تھا اس لئے اُسے وقت درکار تھا اور وقت کے حصول کے
لئے ہی وہ جزیرے سے دُور بھاگا چلا جا رہا تھا ۔

ایک کافی بڑے کمرے میں جدید قسم کی مشینری نصب تھی اور ہر مشین
کے سامنے دو آپریٹر مسلسل کام میں مصروف تھے ۔ ایک طرف بڑی سی
میز تھی جس پر بہت بڑا سوئچ پینل پھیلا ہوا تھا اور میز کے پیچھے اونچی
نشست والی کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا مختلف بٹن دبا رہا تھا ۔ اس
کے سینے پر سرخ رنگ سے گیارہ سوتیس کے ہندسے لکھے ہوئے تھے
یہ مشینری شعبے کا انچارج اور ایوانوف کا نائب تھا ۔ جزیرے پر موجود ہر
قسم کی مشینری کو الیون تھرٹی ہی کنٹرول کرتا تھا ۔ اور یہ کمرہ مین آپریشن
رُوم تھا ۔

سوئچ پینل کے درمیان ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جو روشن
تھی اور اس پر سمندر کا پانی پھیلا ہوا تھا جس میں چاندی کے رنگ
کی ایک بیضوی سی آبدوز موجود تھی ۔ یہ آبدوز چاروں طرف سے بند
تھی ۔ الیون تھرٹی غور سے اس آبدوز کو دیکھ رہا تھا ۔ اس کے چہرے پر

ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ اُسے اس آبدوز کی شکل میں اپنا مستقبل
روشن نظر آرہا تھا۔ اس نے اسی لئے ایوانوف کو یہ پلان بتایا تھا کہ جزیرہ
کاسموس کو تباہ کر کے اجنبیوں کو بھی ختم کر دیا جائے اور مارشل کا جہاز
بھی تباہ کر دیا جائے۔

بظاہر اس نے یہ مشورہ ایوانوف کی ہمدردی میں دیا تھا لیکن وہ
جانتا تھا کہ انکوائری کمیٹی انتہائی ذہین ترین لوگوں پر مشتمل ہے اور وہ
اصل حقیقت کی تہہ میں پہنچ جائیں گے اور جب انہیں ہر چیز کا علم ہو
جائے گا تو پھر ایوانوف کی موت ایک یقینی امر بن جائے گا۔ اور پھر اس
کا اپنا بیان بھی کہ ایوانوف نے اُسے جبراً حکم دے کر یہ سب کچھ کرنے
پر مجبور کیا تھا، ایوانوف کے لئے موت کا پھندہ کی صورت اختیار کر جائے
گا۔ اور وہ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ایوانوف کے بعد وہ جزیرہ ساریما کا
چیف کنٹرولر بن جائے گا۔ اور یہ اس کے لئے اتنی بڑی عزت تھی کہ جس
کا تصور وہ ویسے زندگی بھر نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر
ایوانوف کو یہ مشورہ دیا تھا اور اس کے خیال کے مطابق یہ ایوانوف کی حماقت
کی انتہا تھی کہ وہ فوراً ہی اس مشورے پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

آبدوز اب تیزی سے کاسموس جہاز کی طرف بڑھ رہی تھی لیکن اس
نے جان بوجھ کر اس کی رفتار کم رکھی تھی اور اسی لمحے اس کے ذہن میں
ایک اور خیال آیا اور اس نے چونک کر رفتار مزید کم کر دی۔ پھر اس نے
ساتھ پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبایا۔

"یس ایوانوف سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایوانوف کی
آواز سنائی دی۔

"الیون تھرٹی بول رہا ہوں جناب" ـــــ الیون تھرٹی نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"اوہ الیون تھرٹی! ـــــ کیا اتنی جلدی سب کام تکمیل کو پہنچ گیا" ـــــ ؟
ایوانوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس جناب! ـــــ اب کام کا باقاعدہ آغاز ہو گیا ہے ـــــ میں
نے اس لئے رابطہ پیدا کیا ہے کہ آپ مین آپریشن روم میں تشریف
لے آئیں تاکہ آپ کے سامنے سارا کام مکمل ہو سکے ـــــ بہر حال یہ بات
تو طے ہے کہ آپ ہم سب سے زیادہ ذہین ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ اس
میں کوئی معمولی سی لچک بھی رہ جاتے ـــــ آپ اس کی اہمیت
جانتے ہی ہیں" ـــــ الیون تھرٹی نے ایوانوف کی ذہانت کی تعریف
کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ ایسی کوئی بات نہیں الیون تھرٹی! ـــــ تم کم ذہین نہیں
ہو ـــــ لیکن تمہاری بات بھی درست ہے کہ کوئی لچک نہیں رہنی چاہیئے
کیونکہ اس پر ہم دونوں کی زندگی موت اور مستقبل کا دارومدار ہے۔ اس
لئے ٹھیک ہے میں آرہا ہوں" ـــــ ایوانوف نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــــ جلدی آجائیے میں انتظار
کر رہا ہوں" ـــــ الیون تھرٹی نے کہا اور انٹر کام کا رسیور رکھ دیا
اب اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر جم گئیں۔ آبدوز آہستہ آہستہ آگے
بڑھی چلی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد آپریشن روم کا سیفٹی ڈور کھلا اور ایوانوف اندر داخل

ہوا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا الیون بھرتی کے قریب آ کر سامنے رکھی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا پلاننگ ہے" ؟ ——— ایوانوف نے سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"جناب! ——— میں نے ان اجنبیوں کو مارشل کی لاش کے ساتھ بھرتی ٹو آبدوز میں پہنچا دیا ہے ——— یہ سب لوگ یہاں بیہوش پڑے ہوئے ہیں ——— اب اس آبدوز کو میں کاسموس جہاز کے پاس لے جانا چاہتا ہوں۔ وہاں جا کر میں جہاز کو گرین تارپیڈو سے تباہ کر دوں گا اور اس کے بعد آبدوز کا ڈھکن کھول کر پریشر سسٹم آن کر دیا جائے گا۔ اس طرح پانی آبدوز کے اوپر والے حصے میں داخل ہوگا اور اس میں بیہوش پڑے ہوئے افراد کو لے کر باہر آجائے گا اور اسی لمحے آبدوز سے مشین فائرنگ کے ذریعے ان لاشوں کے پرخچے اڑا دیئے جائیں گے اور پھر آبدوز واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گی" ——— الیون بھرتی نے اپنے منصوبے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ آبدوز تو بے حد قیمتی ہے اور اسے اگر استعمال نہ کیا جاتا تو اچھا تھا" ——— ایوانوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب! ——— یہ واحد آبدوز ہے جسے یہاں سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے" ——— الیون بھرتی نے جواب دیا۔

"لیکن تم جانتے ہو کہ اس آبدوز میں ایٹمک اسلحہ ہے ——— انتہائی خطرناک اسلحہ" ——— ایوانوف نے کہا۔

"تو کیا ہوا ——— کنٹرول تو میرے پاس ہی ہے نا" ——— الیون بھرتی

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ——— مگر جلدی کرو ——— یہ آبدوز تو بہت آہستہ چل رہی ہے" ——— ایوانوف نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میں نے خود اس کی رفتار آہستہ رکھی ہوئی ہے تاکہ جہاز کو آپ کے سامنے تباہ کیا جائے" ——— الیون بھرتی نے کہا۔ اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اور ناب کے گھومتے ہی آبدوز کی رفتار تیز ہوتی چلی گئی۔

اور پھر سکرین پر جہاز کا سایہ سا پانی کی سطح پر پھیلا ہوا نظر آنے لگا۔ آبدوز تیزی سے اس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"سکس زیرو" ——— اچانک الیون بھرتی نے چیخ کر کہا اور کونے میں موجود آپریٹر مستعد ہو گیا۔

"یس باس" ——— اس نے جواب دیا۔

"گرین تارپیڈو مشین آن کر دو" ——— الیون بھرتی نے کہا۔ اور آپریٹر نے مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل کھینچ لیا اور مشین تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ چل پڑی اور الیون بھرتی کے سامنے موجود سوئچ پینل پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور الیون بھرتی نے ہاتھ بڑھا کر اس بلب کے نیچے لگے ہوئے بٹن پر انگلی رکھی۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

جب اس کے خیال کے مطابق آبدوز صحیح فاصلے اور صحیح زاویے پر پہنچی تو اس نے بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے آبدوز کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا بم نکل کر تیزی سے جہاز کے پیندے کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایوانوف سانس روکے بیٹھا تھا اور پھر چند لمحوں بعد سکرین پر آگ کے شعلے ابھرے اور دھماکے کی خوفناک آواز مائیک نے نشر کی۔ جہاز کے پرخچے اڑ گئے تھے اور اس کا ملبہ تیزی سے پانی پر پھیلتا چلا گیا۔

" شکر ہے ـــــ ایک مرحلہ تو صحیح طریقے سے سرانجام پا گیا ہے"۔ ایوانوف نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ! ـــــ بس اب ان بیہوش افراد کو آبدوز سے باہر نکال کر ختم کرنا ہے اور کام مکمل ہو جائے گا" ـــــ الیون تھرٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس نے ایک سوئچ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

مگر اس سے پہلے کہ سوئچ تک اس کا ہاتھ پہنچتا، اچانک سیٹی جیسی تیز آواز گونجی اور دوسرے لمحے سوئچ پینل پر جلنے بجھنے والے بہت سے بلب تاریک ہو گئے۔ مختلف ڈائلوں پر تھرتھراتی ہوئی سوئیاں تیزی سے نچلے ہندسوں پر پہنچ کر ساکت ہو گئیں۔ اور ساتھ ہی آپریشن روم میں چلنے والی مشینیں ساکت ہو گئیں۔

" یہ کیا ہوا" ـــــ ؟ الیون تھرٹی بری طرح اچھلا۔ اور ایوانوف بھی چونک کر کھڑا ہو گیا۔

" کیا ہوا ـــــ ؟ کیا ہوا" ـــــ ؟ ایوانوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آبدوز کے ساتھ بیرونی کنٹرول ختم ہو گیا ہے ـــــ اب آبدوز ہمارے کنٹرول میں نہیں رہی" ـــــ الیون تھرٹی کے لہجے میں بے پناہ گھبراہٹ تھی۔ اور اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

اور پھر سکرین پر موجود آبدوز تیزی سے مڑتی ہوئی چلی گئی اور چند لمحوں میں ہی وہ پوری سکرین پر پھیل گئی۔

الیون تھرٹی نے پھرتی سے دو تین اور بٹن دباتے اور سکرین پر ایک جھماکے سے منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر ایک چھوٹے سے آپریشن روم کا منظر نظر آنے لگا تھا۔ اور وہاں پینل سوئچ کے سامنے کاسموس کا کپتان اکانوف کھڑا صاف نظر آ رہا تھا۔

" اوہ ! ـــــ تو یہ آبدوز کے کنٹرولنگ روم میں پہنچ گیا ـــــ مگر کیسے ـــــ ؟ یہ تو ہیلی کیم گیس سے بیہوش تھا" ـــــ الیون تھرٹی نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

" اوہ الیون تھرٹی ! ـــــ یہ تم نے کیا کیا ـــــ ؟ انتہائی خطرناک آبدوز ان لوگوں کے قبضے میں چلی گئی ـــــ ہم تباہ ہو گئے" ـــــ ایوانوف نے بے اختیار سر پیٹتے ہوئے کہا۔

" آپ گھبرائیں نہیں ـــــ ابھی ہمارے پاس ایک حل موجود ہے"۔ الیون تھرٹی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" زیرو وَن" ـــــ اس نے ایک آپریٹر سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

" یس باس" ـــــ کونے میں موجود ایک مشین کے سامنے کھڑے آپریٹر نے مڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بلشم کنٹرول پلانٹ آن کر دو ـــــ جلدی" ـــــ الیون تھرٹی نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور آپریٹر نے سر ہلاتے ہوئے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی دوڑ گئی

اور بے شمار چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

"یہ کیا ہے" ـــــ؟ ایوانوف نے پوچھا۔

"بشم گیس کنٹرول کا سسٹم اس آبدوز میں موجود ہے ـــــ تھوڑی دیر بعد بشم گیس کا سلنڈر پھٹ جائے گا اور آبدوز کے اندر موجود ہر جاندار بیہوش ہو جائے گا ـــــ یہ آخری حربہ ہے آبدوز کو قابو کرنے کا" ـــــ الیون تھرٹی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مگر اسے واپس کیسے لایا جائے گا" ـــــ؟ ایوانوف کا لہجہ بیحد تشویشناک تھا۔

"دوسری آبدوز بھیجی جائے گی جس میں ہمارا آدمی سوار ہوگا وہ اس آبدوز میں اتر کر اس کا بیرونی کنٹرول پینل آن کر دے گا ـــــ اور آبدوز پر دوبارہ ہمارا کنٹرول ہو جائے گا" ـــــ الیون تھرٹی نے کہا۔

اسی لمحے زیرو سکس والی مشین کے اوپر لگا ہوا ایک بڑا بلب جل اٹھا اور الیون تھرٹی نے چونک کر اپنے سوئچ پینل پر لگے ہوئے دو اور بٹن دبا دیئے۔

بٹن دبتے ہی سکرین پر آپریشن روم میں کھڑا ہوا اکانوف لڑکھڑایا۔ وہ چند لمحے یوں ڈولتا رہا جیسے توازن برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا ہو مگر پھر وہ دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ اب اس کا جسم فرش پر ساکت پڑا تھا۔

"ویری گڈ! ـــــ بشم گیس نے کام دکھا دیا" ـــــ الیون تھرٹی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بشم گیس والے بٹن آف کر دیئے۔

اور پھر اس نے سوئچ پینل کے آخری حصے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا

تو اس کے اوپر لگے ہوئے مائیک سے آواز نکلی۔

"آبدوز سیکشن" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں مستعدی تھی۔

"ایک آبدوز میں خود جاؤ اور جا کر زیرو ون آبدوز کا بیرونی کنٹرول پینل آن کر دو ـــــ اور سنو! ـــــ گیس ماسک لے کر جانا۔ وہاں بشم گیس پھیلی ہوئی ہے" ـــــ الیون تھرٹی نے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور الیون تھرٹی نے بٹن آف کر کے چند دوسرے بٹن دبائے تو سکرین پر جھماکا سا ہوا اور سکرین پر آبدوز مکمل صورت میں نظر آنے لگی۔

"اوہ! ـــــ یہ تو جزیرے سے کافی دور نکل گئی ہے ـــــ بہرحال ابھی یہ کنٹرول میں آ جائے گی" ـــــ الیون تھرٹی نے کہا اور پھر اسی لمحے وہ پانی میں ایک اور آبدوز کو موجود دیکھ کر چونک پڑا۔ یہ آبدوز بھی پہلی جیسی ہی تھی اور انتہائی تیز رفتاری سے پہلی آبدوز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ایوانوف اور الیون تھرٹی کی نظریں ان دونوں آبدوزوں پر جمی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد دوسری آبدوز پہلی آبدوز کے قریب پہنچ گئی چونکہ پہلی آبدوز رکی ہوئی تھی۔ اس لئے دوسری آبدوز جلد ہی اس کے قریب پہنچ گئی۔

اور پھر دوسری آبدوز کا ڈھکن کھلا اور اس میں سے ایک غوطہ خور باہر نکلا جس نے باقاعدہ گیس ماسک پہنا ہوا تھا۔ وہ دوسری آبدوز پر چڑھ گیا اور اس نے اس کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر میں وہ ڈھکن کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا ڈھکن

اس انداز سے بنایا گیا تھا کہ اگر اسے پانی میں کھولا جاتا تب بھی اس میں پانی اندر داخل نہ ہو سکتا تھا کیونکہ خود کار نظام کے تحت اندر سے تیز ہوا باہر نکلنے لگ جاتی جو پانی کو اندر جانے سے روک دیتی تھی۔ اور پھر غوطہ خور اس ڈھکن کے اندر اتر کر نظروں سے غائب ہوتا چلا گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی ڈھکن بند کر دیا گیا۔

اسی لمحے الیون تھرٹی نے دوبارہ پہلے والے بٹن دبائے اور سکرین پر دوسرا منظر ابھر آیا۔ اب پہلی آبدوز کا اندرونی منظر واضح طور پر نظر آ رہا تھا غوطہ خور کنٹرولنگ روم میں پہنچ گیا تھا جس کے فرش پر کاسموس جہاز کا کپتان بیہوش پڑا ہوا تھا۔

غوطہ خور تیزی سے سوئچ پینل کی طرف بڑھا اور اس نے بیرونی کنٹرول کا ہینڈل ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی آپریشن روم کی مشینری دوبارہ جاگ اٹھی اور آبدوز کا کنٹرول دوبارہ الیون تھرٹی کے ہاتھ میں آ گیا۔ سوئچ پینل پر بلب ایک بار پھر جلنے بجھنے لگے اور ڈائلوں پر سوئیاں تھرتھرانے لگیں اور الیون تھرٹی اور ایوانوف دونوں کے منہ سے اطمینان کے طویل سانس نکل گئے۔ وہ ایک زبردست خطرے اور بحران سے نکل گئے تھے۔

عمران سوئچ پینل کے سامنے کھڑا سوچ رہا تھا کہ جزیرے سے کافی فاصلہ ہو جائے تو وہ آبدوز کو روک کر اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لے آئے۔ تاکہ آئندہ پلاننگ پر کام کیا جا سکے کہ اچانک اس نے سوئچ پینل کے انتہائی شمالی سرے پر ایک بلب کو یکدم جلتے ہوئے دیکھا۔ بلب خود بخود ہی جل اٹھا تھا۔ اس لئے وہ چونک کر اس بلب کی طرف متوجہ ہوا بلب کے نیچے لبشم کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

اور ابھی عمران لبشم کے نامانوس الفاظ پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک اُسے اپنا سر تیزی سے چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اس کے ذہن پر تاریکی کا بادل تیزی سے یورش کر رہا ہو۔ اس نے اپنے ذہن کو فوری طور پر قابو میں رکھنے کے لئے جدوجہد کی لیکن اس کی یہ جدوجہد ہر لمحے کمزور پڑتی چلی گئی۔ وہ چند لمحے کھڑا ڈولتا رہا۔ پھر یکدم ایک جھماکے سے اس کا ذہن بالکل تاریک ہو گیا اور وہ دھڑام سے

پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ ظاہر ہے ایسا اسی صورت میں ہو سکتا تھا
کہ وہ بیہوش ہو گیا ہے۔

پھر جب عمران کی آنکھ کھلی تو چند لمحے تو وہ لاشعوری کی کیفیت
میں پڑا رہا۔ مگر پھر اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور دوسرے لمحے وہ
اچھل کر بیٹھ گیا۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر
عجیب سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو آبدوز
کے آپریشن روم میں ہی موجود پایا تھا۔ لیکن اوپر والے کمرے میں کسی کے
حرکت میں آنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے اٹھا اور
سب سے پہلے اس نے سوئچ پینل پر نظر ڈالی اور ایک بار پھر وہ چونک پڑا
سوئچ پینل پر وہ ہینڈل دوبارہ اونچا نظر آ رہا تھا جس کے ذریعے بیرونی
کنٹرول کا رابطہ تھا۔ حالانکہ عمران اسے پہلے نیچے کر چکا تھا۔

عمران نے ایک جھٹکے سے ہینڈل کو دوبارہ نیچے کر دیا اور آبدوز کو
ایک جھٹکا سا لگا اور اس کا بیرونی کنٹرول ختم ہو کر اندرونی کنٹرول پینل
جاگ اٹھا۔

اب اوپر سے آوازیں تیز ہو گئی تھیں اس لئے عمران تیزی سے
مڑا اور اوپر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس نے سیڑھیاں چڑھ کر
سر باہر نکالا اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ اوپر والے حصے میں ایک غوطہ خور
موجود تھا جو اس وقت نعمانی کو اٹھائے آبدوز کے کھلے ہوئے ڈھکن سے
باہر کی طرف دھکیل رہا تھا اور عمران کی آنکھیں یہ دیکھ کر خوف سے
پھٹتی چلی گئیں کہ آبدوز کا فرش خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران کے سب ساتھی
غائب تھے۔ عمران اچھل کر اوپر چڑھا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی

پھرتی سے غوطہ خور کی ٹانگ پکڑ کر زور سے کھینچی اور غوطہ خور جو فرش پر
کھڑا نعمانی کو باہر کی طرف دھکیل رہا تھا۔ نعمانی سمیت ایک جھٹکے سے
نیچے فرش پر آ گرا اور عمران اس پر بھوکے عقاب کی طرح جھپٹ پڑا
اس نے گیس ماسک کی ڈوری ایک جھٹکے سے کھینچی اور پھر اس کی گردن
دباتا چلا گیا۔

غوطہ خور نے جدوجہد کی کوشش کی لیکن عمران نے اپنی پوری قوت
ہاتھوں میں مجتمع کر دی تھی اس لئے چند ہی لمحوں بعد اس کی جدوجہد
دم توڑ گئی اور وہ ساکت ہو گیا۔

اس کے ساکت ہوتے ہی عمران تیزی سے اٹھا اور ایک زوردار
چھلانگ لگا کر وہ اس ڈھکن والے خلا سے باہر نکلتا چلا گیا۔ باہر پھیلے
ہوئے پانی میں پہنچتے ہی اس نے سانس روکا اور دوسرے لمحے وہ
یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کا کوئی بھی ساتھی باہر پانی میں موجود نہ تھا
جب کہ ساتھ ہی اسی طرح کی دوسری آبدوز موجود تھی جس کا ڈھکن بھی
کھلا ہوا تھا۔

عمران تیزی سے تیرتا ہوا اس آبدوز پر پہنچا اور دوسرے لمحے اس نے
اس آبدوز میں جھانکا تو اس نے اس کے فرش پر اپنے ساتھیوں کو پڑے
ہوئے دیکھا اور وہ تیزی سے اس خلا میں گھستا چلا گیا۔ آبدوز رکی ہوئی
تھی اس لئے عمران نے نیچے پہنچتے ہی ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے
اس کی نظریں ایک طرف دیوار پر لٹکی ہوئی رسی کے بڑے سے گچھے پر
پڑ گئیں۔ یہ آبدوز عام سی آبدوز تھی کیونکہ اس کی مشینری اس کی تہہ پر ہی
موجود نظر آ رہی تھی۔

عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا اور اس نے رسی کھول کر فرش
پر پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کی ٹانگوں سے باندھنی شروع کر دی۔
اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔

چند ہی لمحوں میں اس نے سارے ساتھیوں کی ٹانگیں اس رسی
میں باندھ دیں اور پھر رسی اس نے اپنی کمر کے ساتھ باندھی اور دوسرے
لمحے اس نے ان میں سے ایک ایک کو اٹھا کر خلا سے باہر پھینکنا شروع
کر دیا اور آخری آدمی کو باہر پھینکنے کے بعد وہ خود بھی اچھل کر باہر آ گیا۔
اور پھر تیزی سے پہلی والی آبدوز کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی
بیہوشی کے عالم میں تیر رہے تھے اور چونکہ وہ رسی سے بندھے ہوئے
تھے اس لئے ایک قطار کی صورت میں عمران کے ساتھ کھنچے چلے
آ رہے تھے۔

عمران چند ہی لمحوں میں پہلے والی آبدوز کے پاس پہنچا۔ لیکن ابھی
اس نے اس کے کھلے ہوئے ڈھکن پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ آبدوز ایک
زوردار جھٹکے سے حرکت میں آئی اور انتہائی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

زوردار جھٹکا لگنے سے عمران کے دونوں ہاتھ خلا کے کناروں سے
علیحدہ ہو گئے اور عمران ایک جھٹکا کھا کر پیچھے کی طرف گرا۔ مگر اس بیلٹ
سے بندھی ہوئی رسی اتفاقیہ طور پر ڈھکن کے ہک میں پھنس گئی اور عمران
اس کے ساتھ ہی کھنچتا چلا گیا۔ پانی کے اندر ہونے کی وجہ سے عمران نے
اپنا سانس روکا ہوا تھا لیکن مسلسل سانس روکنے کی وجہ سے اب اس
کا دم گھٹنے کے قریب تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا سینہ
ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ مگر اس نے اپنے آپ پر کنٹرول

کیا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور پھر
وہ اس خلا میں گھستا چلا گیا۔

ابھی اس کے پیر فرش پر لگے ہی تھے کہ اسے سیڑھیوں پر سے
اس غوطہ خور کا سر ابھرتا ہوا نظر آیا۔ وہ شائد ہوش میں آ کر نیچے چلا گیا
تھا۔

ادھر عمران کی کمر سے بندھی ہوئی رسی کا باہر کی طرف کھنچاؤ تھا۔
البتہ اندر آ جانے کی وجہ سے اب اسے سانس لینے میں آسانی ہو گئی
تھی۔ چنانچہ جیسے ہی غوطہ خور کا سر باہر نکلا، عمران نے انتہائی پھرتی سے
لات گھمائی اور غوطہ خور ایک دھماکے سے سیڑھیوں سے پھسل کر
واپس نیچے جا گرا۔ اور عمران رسی کو کھینچتا ہوا تیزی سے سیڑھیوں کی طرف
لپکا۔ مگر دوسرے لمحے وہ واپس مڑا۔ کیونکہ غوطہ خور نیچے فرش پر
بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر ایک ہک نما آلے پر پڑا ہوا تھا اور
شائد اسی چوٹ کی وجہ سے وہ بیہوش ہو گیا تھا

عمران نے مڑتے ہی دونوں ہاتھوں سے رسی کھینچنی شروع کر دی
اور پھر باری باری اس کے ساتھی خلا میں سے ہوتے ہوئے اندر آنے
شروع ہو گئے۔

جیسے ہی اس کا ساتھی خلا میں نظر آتا عمران رسی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں
سے اسے کیچ کرتا اور نیچے اتار کر دوبارہ رسی کھینچنا شروع کر دیتا۔

ایک ایک کر کے جب اس کے سب ساتھی اندر آ گئے تو عمران نے
کمر سے رسی کھولی اور پھر بھاگتا ہوا وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ گیا۔
غوطہ خور ابھی تک فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران اس کے جسم کو

پھلانگتا ہوا سوئچ پینل کی طرف بڑھا اور اس نے ایک جھٹکے سے بیرونی کنٹرول والا ہینڈل ایک بار پھر نیچے کر دیا جسے شائد غوطہ خور نے دوبارہ اوپر کر دیا تھا۔

ہینڈل دبتے ہی آبدوز کو ایک جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گئی۔ عمران نے اس کے اندرونی کنٹرول پینل کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور آبدوز کو مخالف سمت میں موڑ کر ایک بار پھر اسے حرکت دیدی اور اسکی سپیڈ بڑھاتا چلا گیا۔ تاکہ آبدوز جزیرے سے دور جا سکے۔ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد وہ تیزی سے غوطہ خور کی طرف بڑھا اور اس نے تیزی سے اس کا لباس اتار لیا اور پھر اس کے بیہوش جسم کو اٹھا کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آیا اور غوطہ خور کے جسم کو خلا سے باہر کی طرف دھکیل دیا۔

جیسے ہی غوطہ خور کا جسم خلا سے غائب ہوا، عمران نے ڈھکن کے ساتھ لگے ہوئے چکر کو گھمانا شروع کر دیا اور ڈھکن خودبخود بند ہو گیا۔ اور عمران نے اسے لاک کر دیا تاکہ اسے باہر سے نہ کھولا جا سکے اور پھر وہ فرش پر اترا۔ اور اس نے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ وہ اس بات پر شکر ادا کر رہا تھا کہ یہ لوگ بیہوش تھے۔ ورنہ خلا سے باہر جاتے ہی وہ ڈوب کر ہلاک ہو جاتے لیکن بیہوشی کی وجہ سے پانی ان کے حلق سے نیچے نہ اترا تھا اور وہ زندہ بچ گئے تھے ورنہ نتیجہ صاف ظاہر تھا۔

" ارے ارے یہ بیوقوف کیا کر رہا ہے ـــ یہ انہیں نکال نکال کر اپنی آبدوز میں پہنچا رہا ہے ـــ احمق کہیں کا ـــ بلڈی فول" ـــ الیون تھرٹی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ کیونکہ سکرین پر غوطہ خور عمران کے ساتھیوں کو پہلی والی آبدوز سے نکال نکال کر اپنی آبدوز میں پھینکے جا رہا تھا۔

اس نے شائد یہ سمجھا ہے کہ ان لوگوں کو زندہ واپس لے آنا ہے"۔ ایوانوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب اسے روکا بھی نہیں جا سکتا بہر حال" ـــ الیون تھرٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آبدوز کو تیزی سے واپس لے آؤ ـــ اب تو اس کا کنٹرول تمہارے پاس ہے" ـــ ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا۔

" نہیں جناب! ـــ اس طرح دوسری آبدوز وہیں رہ جائے گی

اور پھر اُسے واپس لے آنا مسئلہ بن جائے گا ــــ اور کوئی فرق نہیں
پڑتا ــــ یہ لے آتے ان لوگوں کو ۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے ان
پر فائرنگ کروں گا" ــــ الیون تھریٹی نے سرد لہجے میں کہا ۔ اور
ایوانوف نے سر ہلا دیا ۔ بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی اور پھر وہ اس
غوطہ خور کی کارروائی دیکھتے رہے ۔

جب غوطہ خور نے پانچ افراد کو بیہوشی کے عالم میں پہلی والی آبدوز
سے دوسری آبدوز میں منتقل کر دیا تو وہ سمجھ گئے کہ اب اس میں دو
افراد باقی رہ گئے تھے ۔ کیونکہ مارشل کی لاش کو تو اس نے جیسے ہی
باہر پھینکا تھا وہ تیزی سے سطح کی طرف ابھرتی چلی گئی تھی ۔

پھر جیسے ہی غوطہ خور چھٹے آدمی کو لینے کے لئے پہلے والی آبدوز
میں گھسا ، اچانک مشینری ایک بار پھر ساکت ہو گئی اور الیون تھریٹی اور
ایوانوف دونوں ایک بار پھر اچھل پڑے ۔

" اوہ ! ــ اوہ یہ کیا ہو رہا ہے" ــــ ؟ ایوانوف نے بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا ۔ اور اس نے تیزی سے دوسرے بٹن دبانے شروع
کر دیئے ۔

دوسرے لمحے پہلی آبدوز کا مشین روم کا منظر سکرین پر ابھر آیا ۔ اور
انہوں نے اس کپتان کو دوبارہ سوئچ پینل پر کھڑے دیکھا ۔ اس نے
بیرونی کنٹرول ختم کر دیا تھا ۔

احمق کہیں کا ــ اس نے اُسے اندر ہی رہنے دیا" ــــ ایوانوف
نے چیختے ہوئے کہا ۔ اور الیون تھریٹی کا چہرہ بھی غصے سے بگڑ گیا ۔
یہ شخص واقعی خطرناک حد تک احمق ثابت ہو رہا ہے ۔ وہ اپنی

غلطیوں سے بار بار سارا کھیل بگاڑ دیتا تھا ۔

اور پھر انہوں نے کپتان کو اوپر والے حصے کی طرف بھاگتے دیکھا ۔
اور الیون تھریٹی نے ناب گھمائی اور دوسرے لمحے اوپر والا حصہ سکرین پر
ابھر آیا ۔ کپتان نے اچھل کر غوطہ خور کی ٹانگ کھینچی اور وہ باہر دھکیلے
جانے والے آدمی سمیت واپس نیچے آ گرا ۔ اور کپتان بھوکے عقاب
کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا ۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ غوطہ خور کو بیہوش
کر دینے میں کامیاب ہو گیا ۔

" یہ کپتان انتہائی خطرناک آدمی ہے ــــ انتہائی خطرناک" ــــ ایوانوف
نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ! ــ ہمیں اسے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے ــــ یہ عام سے
جہاز کا کپتان نہیں ہو سکتا ــــ یہ یقیناً کوئی غیر ملکی جاسوس ہے" ۔
الیون تھریٹی نے جواب دیا ۔

" غلطی ہوئی ہے ــــ میں کہتا ہوں کہ تمہارا یہ تمام منصوبہ ہی
حماقتوں کا پلندہ تھا ــــ میں خوامخواہ اس چکر میں پھنس گیا اور پھر
اس ایٹمک آبدوز میں ڈال کر انہیں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی ۔ ہونہہ" ۔
ایوانوف نے انتہائی کرخت انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

الیون تھریٹی نے کوئی جواب نہ دیا ۔ ظاہر ہے اس کا تمام منصوبہ
ہی الٹ گیا تھا ۔

اور پھر اس نے اس کپتان کو آبدوز سے باہر نکلتے دیکھا اسے تیر کی
طرح پانی میں تیرتا ہوا دوسری آبدوز کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ۔ اور
پھر وہ اس کے کھلے ہوئے ڈھکن سے اندر داخل ہو گیا ۔ چونکہ دوسری

آبدوز عام سی تھی اس لئے اس میں ایسا سسٹم موجود نہ تھا جس کے ذریعے وہ اس کا اندرونی منظر دیکھتے۔ اس لئے خاموش بیٹھے رہے

وہ کپتان تھوڑی دیر بعد نکلا تو اس کی کمر سے رسی بندھی ہوئی تھی اور پھر وہ جیسے ہی آگے بڑھا۔ اس کا ایک بیہوش ساتھی رسی سے بندھا ہوا باہر آگیا اور پھر باری باری سب بے ہوش افراد ایک قطار کی صورت میں باہر آگئے۔ چونکہ وہ بیہوش تھے اس لئے وہ ڈوب بھی نہیں سکتے تھے۔

کپتان اپنے ساتھیوں کو رسی سے باندھے ہوئے تیزی سے پہلی آبدوز کی طرف بڑھتا چلا جارہا تھا کہ اچانک ایوانوف اور الیون تھرٹی دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ انہوں نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے اپنے آدمی کو ہوش میں آتے دیکھا اور پھر وہ اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے کی طرف دوڑا اور الیون تھرٹی نے ناب گھما کر منظر بدلا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے اطمینان کی سانس نکل گئی۔ غوطہ خور نے بجلی کی سی تیزی سے آوٹ کنٹرول کا ہینڈل اونچا کر دیا تھا اور ایک بار پھر مشینری جاگ پڑی تھی۔

" چلو شکر ہے ۔۔۔ اس احمق نے کوئی عقلمندی تو کی " ۔۔ ایوانوف نے کہا۔

اور الیون تھرٹی نے سر ہلاتے ہوئے مختلف بٹن دباتے اور پھر اس نے ایک بٹن دبا دیا تو آبدوز تیزی سے حرکت میں آگئی۔

اسی لمحے انہوں نے سکرین کے دوسرے حصے پر کپتان کو کھلے ڈھکن سے چمٹتے ہوئے دیکھا۔ مگر اچانک آبدوز کے حرکت میں آنے کی وجہ سے

وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا۔ مگر دوسرے لمحے رسی ہک میں پھنس گئی اور پھر وہ کپتان ایک جھٹکا کھا کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

اسی لمحے انہوں نے اپنے آدمی کو اوپر آتے دیکھا۔ مگر کپتان کی لات بجلی کی سی تیزی میں حرکت میں آئی اور غوطہ خور اچھل کر سر کے بل سیڑھیوں سے پھسل کر نچلے حصے میں جا گرا۔ اس کا سر ایک ابھرے ہوئے ہک پر پڑا اور وہ وہیں بے حس و حرکت ہو گیا۔

" اوہ ۔۔ یہ پھر بیہوش ہو گیا ہے " ۔۔۔ الیون تھرٹی نے کہا۔

" اسے اور سپیڈ دو ۔۔۔ یہ چار میل کے دائرے میں آجائے ۔۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کپتان اور اس کے ساتھی کیسے زندہ بچتے ہیں " ۔ ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا۔

اور الیون تھرٹی نے سپیڈ والی ناب کو زور سے گھما دیا اور آبدوز یکدم رفتار پکڑ گئی۔ لیکن کپتان اپنے ساتھیوں کو اندر کھینچے چلا جارہا تھا اور جب اس کے تمام ساتھی اندر پہنچ گئے تو اس نے رسی کمر سے کھول لی اور نچلے کمرے کی طرف لپکا۔

" اوہ ! ۔۔ صرف سو میٹر کا فاصلہ رہ گیا ۔۔۔ کاش ! یہ فاصلہ جلد گزر جائے " ۔۔۔ الیون تھرٹی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

مگر کپتان ان کی توقع سے کہیں زیادہ تیز تھا اس سے پہلے کہ تیز رفتار آبدوز دوڑتی ہوئی حفاظتی دائرے کے اندر داخل ہوتی۔ اس کپتان نے ایک بار پھر آوٹ کنٹرول کا ہینڈل نیچے کر دیا اور وہ ایک بار پھر بے بس ہو کر رہ گئے۔

اب سوائے وہ اندرونی منظر دیکھنے کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ پھر

انہوں نے کپتان کو آبدوز کو موڑ کر واپس لے جاتے دیکھا اور ان کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"کاش !۔۔۔ یہ چند لمحے اور ہینڈل نہ دباتا تو پھر میں اس کپتان کے بچے کو دیکھتا" ۔۔۔۔۔ الیون تھریٹی نے بڑی بے بسی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں !۔۔۔ کاش ایسا ہو جاتا ۔۔۔ ایک بار آبدوز حفاظتی دائرے میں آجاتی تو یہ خود بخود ہی ہلاک ہو جاتے" ۔۔۔۔۔ ایوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کپتان نے بیہوش پڑے ہوئے غوطہ خور کا لباس اتارا اور پھر وہ اُسے اٹھاتے ہوئے اوپر والے حصہ میں آیا اور اس نے اُسے باہر پانی میں دھکیل دیا۔ اور اُسے باہر دھکیلنے کے بعد اس نے ڈھکن بند کر کے اُسے اندر سے لاک کر دیا۔

"اوہ !۔۔۔ یہ ہمارا آدمی تو ختم ہو جائے گا ۔۔۔ پانی آہستہ آہستہ اس کے پیٹ میں اتر جائے گا ۔۔۔۔ زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ یہ زندہ رہے گا" ۔۔۔۔۔ الیون تھریٹی نے کہا۔

"مرنے دو احمق کو ۔۔۔ تم اس آبدوز کا کچھ کرو" ۔۔۔ ایوانوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی کیا جا سکتا ہے کہ یہاں سے دوسری آبدوز بھیجی جائے۔ جس میں مسلح افراد ہوں ۔۔۔ اور وہ اس کے پیندے میں جا کر اس کا کنٹرولنگ سسٹم بیکار کر دیں ۔۔۔ تب ہی یہ آبدوز رُک سکتی ہے بعد میں اس پہ آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے" ۔۔۔۔۔ الیون تھریٹی

نے کہا۔

"تو کیا سوچ رہے ہو ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ اور یہ لوگ آبدوز سمیت نکل گئے تو سمجھو ہم سب مارے جائیں گے" ۔۔۔۔۔ ایوانوف نے بھینچتے ہوئے کہا۔

اور الیون تھریٹی نے انٹرکام کا بٹن دبا کر آبدوز سیکشن کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور پھر چند لمحوں بعد پانی میں دو آبدوزیں نظر آئیں جو تیزی سے پہلی والی آبدوز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

ادھر کپتان اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھا وہ ان کے ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیتا اور چند ہی لمحوں بعد ان کے جسم تڑپ کر حرکت میں آجاتے۔

"اوہ !۔۔۔ یہ شخص خطرناک حد تک ذہین ہے ۔۔۔ گیس سے بیہوش افراد کو ہوش میں لانے کا یہی واحد طریقہ ہے۔ ورنہ انجکشن کے ذریعے ہی انہیں ہوش دلایا جا سکتا ہے" ۔۔۔۔۔ ایوانوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

سب کو ہوش میں لے آنے کے بعد کپتان تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا کنٹرول روم میں چلا گیا اور اس کے ساتھی بھی لڑکھڑاتے ہوئے نیچے جانے لگے۔

اِدھر دونوں آبدوزیں انتہائی رفتار سے اس ایٹمی آبدوز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ایٹمی آبدوز کی رفتار چونکہ اتنی زیادہ نہ تھی اس لئے وہ تیزی سے اس کے نزدیک ہوتی جا رہی تھیں۔

کپتان نے نیچے جاتے ہی تیزی سے ایک مشین کا بٹن آن

کیا اور مشین میں سے ایک سلنڈر سا باہر نکل آیا۔ اور کپتان تیزی سے خانوں میں رکھے ہوئے بکسوں کی طرف بڑھا اس نے بکس کھول کر اس میں سے پڑے ہوئے بم نکال نکال کر اس سلنڈر میں ڈالنے شروع کر دیئے۔

"یہ کیا کر رہا ہے ـــ یہ تو ایٹمک بم فائر کرنا چاہتا ہے ـــ ارے ارے! ـــ اسے روکو ـــ یہ تو سب کچھ تباہ کر دیگا" ـــ ایوانوف نے بری طرح بوکھلاتے ہوتے لہجے میں کہا۔

اور الیون تھریٹی کی آنکھیں بھی خوف سے پھٹتی چلی گئیں اس بات کا تو انہیں خیال تک نہ آیا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

اُسی لمحے دونوں آبدوزیں کپتان والی آبدوز کے قریب پہنچ گئیں اور پھر اس میں سے چار غوطہ خور نکلے اور تیزی سے پہلی آبدوز کی باڈی سے چمٹتے چلے گئے۔ وہ آبدوز کے ساتھ چمٹے ہوئے نیچے جا رہے تھے۔

"ختم کر دو ـــ اس کا کنٹرول ختم کر دو" ـــ الیون تھریٹی نے یوں چیختے ہوئے کہا جیسے اس کی آواز ان غوطہ خوروں تک پہنچ رہی ہو۔

ادھر کپتان نے چار بم سلنڈر میں ڈال کر سلنڈر کو دوبارہ مشین میں داخل کیا اور خود کنٹرول پینل پر کھڑا ہو گیا۔

لیکن دوسرے لمحے آبدوز کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور پھر اس کی سپیڈ گھٹتی چلی گئی۔

"زندہ باد ـــ زندہ باد ـــ کنٹرول وائر توڑ دی گئی ـــ زندہ باد۔ بڑا بروقت کام ہوا ہے" ـــ الیون تھریٹی نے خوشی سے اچھلتے ہوتے کہا۔

اور ایوانوف کی پھٹی ہوئی آنکھیں اور بگڑا ہوا چہرہ تیزی سے بحال

ہونے لگ گیا۔

اب خطرہ ختم ہو چکا تھا۔ اب یہ آبدوز بے ضرر سی کشتی کا روپ دھار چکی تھی۔ نہ ہی اس میں سے فائر ہو سکتا تھا اور نہ ہی اب یہ چل سکتی تھی۔ اب تو اسے کھینچ کر ہی واپس لایا جا سکتا تھا۔

اور پھر اسی لمحے انہوں نے پہلی آبدوز کے پیندے سے غوطہ خوروں کو باہر نکلتے دیکھا۔ ان میں سے ایک نے بڑی پھرتی سے اپنی کمر سے بندھی ہوئی نائلون کی مضبوط رسی نکالی اور اسے آبدوز کے بیرونی ہک سے باندھ کر اس نے رسی کا دوسرا سرا اپنی آبدوز کے ہک سے باندھ دیا اور اس کے ساتھ ہی ان میں سے ایک نے ایٹمک آبدوز پر چڑھ کر اس کا ڈھکن باہر سے لاک کر دیا۔

"ویری گڈ! ـــ یہ لوگ بے حد ذہانت سے کام کر رہے ہیں" ـــ ایوانوف اور الیون تھریٹی دونوں نے بیک زبان ہو کر داد دیتے ہوتے کہا۔

غوطہ خور دوبارہ اپنی آبدوزوں میں داخل ہوتے اور پھر وہ آبدوز جس کے ساتھ ایٹمک آبدوز بندھی ہوئی تھی تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگی۔ اور ایٹمک آبدوز رسی سے بندھی ہوئی اس آبدوز کے پیچھے کھنچی چلی آئی۔ جب کہ دوسری آبدوز اس آبدوز کی طرف بڑھ گئی۔ جسے پہلے بھیجا گیا تھا تاکہ اسے بھی باندھ کر یا چلا کر واپس جزیرے میں لے آیا جائے۔

ایوانوف اور الیون تھریٹی دونوں کی نظریں اب سکرین پر جمی ہوئی تھیں انہیں ہر لمحے یہی خطرہ تھا کہ حفاظتی دائرے میں پہنچنے سے پہلے ہی وہ

شیطان صفت کپتان کوئی نیا چکر نہ چلا دے۔

جیسے جیسے آبدوزیں حفاظتی دائرے کے قریب آتی جا رہی تھیں ان دونوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ وہ ایک ایک لمحہ گن گن کر گذار رہے تھے۔ اور پھر جیسے ہی دونوں آبدوزیں حفاظتی دائرے میں داخل ہوئیں وہ دونوں بے اختیار اپنی اپنی کرسیوں سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اب ہم جیت گئے ـــ ہم جیت گئے ـــ خدا کی پناہ ـــ کیا عذاب بن گئے تھے یہ لوگ" ـــ ان دونوں نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور اگر انہیں اپنے ماتحتوں کا خیال نہ ہوتا تو شاید وہ خوشی کے مارے وہیں ناچنا شروع کر دیتے۔

"ان لوگوں کو آبدوز سے نکال کر ڈارک روم میں پہنچا دو ـــ میں خود اپنے ہاتھوں سے ان کی بوٹیاں اڑا دوں گا" ـــ ایوانوف نے آنکھیں جھپکتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ـــ ویسے یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں ـــ اس لئے انہیں آبدوز میں ہی مفلوج کیا جائے گا ـــ تب ہی یہ قابو آئیں گے" ـــ الیون تھرٹی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے بھاگتا ہوا آپریشن روم کے سیفٹی ڈور کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

عمران نے چار خطرناک بموں کو سلنڈر میں ڈالا اور پھر سلنڈر کو فائرنگ مشین میں فٹ کر کے وہ کنٹرول پینل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ جب کہ اس کے ساتھی کمرے میں خاموش کھڑے یہ سب کارروائی دیکھ رہے تھے۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ یہ چاروں بم جزیرے پر فائر کر دیئے جائیں ان سے یقیناً جزیرہ میں تباہی پھیل جائے گی ـــ اور ایک بار مصنوعی انسان بنانے والا خود کار کارخانے کا سسٹم تباہ ہوا تو اس کی ہر مشینری خود بخود تباہ ہوتی چلی جائے گی" ـــ عمران نے کنٹرول پینل کے بٹنوں کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بٹن آن کرتا یا اس کی بات کا جواب دیا جاتا، اچانک آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ سب بری طرح لڑکھڑا گئے۔ انہوں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو گرنے سے بچایا۔

جھٹکا لگتے ہی آبدوز کی رفتار یکدم ختم ہوتی چلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی کنٹرول پینل کے تمام بلب بجھ گئے اور ڈائلوں پر تھرتھراتی ہوئی سوئیاں ساکت ہو گئیں۔

"ارے یہ کیا ہوا" ۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے پینل کے مختلف حصوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ مگر بے سود۔ وہ سب اس طرح ساکت تھے جیسے ان میں سے روح کھینچ لی گئی ہو۔

پینل کے درمیان موجود سکرین بھی تاریک ہو چکی تھی اس لئے وہ بیرونی سچوئشن بھی چیک نہ کر سکتا تھا۔ وہ چند لمحے تو پینل کو چیک کرتا رہا۔ پھر واپس مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اوپر والے حصے کی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ آبدوز اب ساکت ہو چکی تھی اور اس طرح ڈول رہی تھی جیسے وہ عام سی کشتی ہو۔

اوپر والے حصے پر چڑھنے کے بعد وہ اچھل کر ڈھکن کے قریب پہنچا اور اس نے اس کا لاک کھول کر لیور گھمایا تاکہ ڈھکن کھول کر وہ باہر نکل سکے۔ مگر لیور گھمانے کے باوجود ڈھکن نہ کھلا تو وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا نیچے اتر آیا۔ ڈھکن کو باہر سے لاک کر دیا گیا تھا اور اب وہ اس آبدوز نما قید خانے میں بری طرح محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی اوپر آ گئے تھے۔

اب آبدوز ایک بار پھر حرکت میں آ گئی تھی لیکن اس کی رفتار میں خاصی کمی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے اسے کھینچا جا رہا ہو۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ۔۔۔۔ صفدر نے تشویش بھرے لہجے

میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ باہر سے اس کا کنٹرول پینل آف کر دیا گیا ہے۔ اور ڈھکن بھی لاک کر دیا گیا ہے ۔۔۔۔ اب سب لوگ مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائیں ۔۔۔۔ اب وہ ہمیں ایک لمحہ بھی زندہ رکھنے کے لئے تیار نہ ہوں گے" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے" ۔۔۔۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" ۔۔۔۔ عمران نے باقاعدہ مصرع پڑھتے ہوئے کہا۔

اور تنویر دانت بھینچ کر رہ گیا۔

"سنو صفدر! ۔۔ نیچے غوطہ خوروں کا لباس موجود ہے جس کے ساتھ گیس ماسک بھی ہے ۔۔۔۔ تم وہ پہن لو اور کسی مشین کی آڑ میں چھپ جاؤ ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں باہر نکالتے وقت وہ تعداد پر زیادہ توجہ نہ دیں اور اس طرح تم ان کی نظروں سے رہ جاؤ ۔۔۔۔ ہمارے بعد تم نے خفیہ طور پر اس سے باہر نکلنا ہے اور پھر جیسی بھی حالت دیکھنا عمل کر ڈالنا ۔۔۔۔ اگر تم نے عقلمندی سے کام لیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم ایک بار پھر سچوئشن بدلنے میں کامیاب ہو جائیں" ۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے چلا گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی اوپر والے حصے میں ہی رہے۔

آبدوز کافی دیر تک حرکت میں رہنے کے بعد آخر ایک جھٹکے سے
آہستہ ہوتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو گئی. عمران ذہنی طور پر
اب ہر قسم کے اقدامات کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

"عمران صاحب! ـــ پینل کام کرنے لگا ہے"
اچانک نیچے سے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران اچھل کر
نیچے کی طرف دوڑا اور اس نے سیڑھیوں سے اترنے کی بجائے نیچے
چھلانگ لگا دی۔

صفدر ایک بڑی سی مشین اور آبدوز کی دیوار کے درمیان رخنے
میں چھپنے کی کوشش میں مصروف تھا. اس نے غوطہ خور کا لباس اور
گیس ماسک پہن لیا تھا۔

عمران دوڑتا ہوا پینل کی طرف بڑھا. مگر پینل کے قریب پہنچتے ہی
اس کے جسم کو جھٹکا سا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم
سے ہر قسم کی طاقت یکدم کھینچ لی گئی ہو۔

عمران چند لمحے ڈولتا رہا پھر گھٹنوں کے بل فرش پر گرتا چلا گیا.
اس کا تمام جسم بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ عمران کے باقی ساتھیوں کا
بھی یہی حشر ہوا اور ان میں سے کچھ تو اوپر والے حصے میں ڈھیر ہو گئے
اور کچھ نچلے حصے میں۔

اب وہ صرف سن سکتے تھے. دیکھ سکتے تھے. سوچ سکتے تھے۔
لیکن نہ ہی بول سکتے تھے اور نہ حرکت کر سکتے تھے۔ انہیں ایسا محسوس
ہو رہا تھا جیسے ان کے پورے جسم پر فالج کا حملہ ہو گیا ہو۔

اور پھر انہوں نے چند لمحوں بعد آبدوز کا ڈھکن کھلنے کی آواز سنی

اور پھر لوگوں کے اندر کودنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ان سب کو اٹھا کر لے چلو ـــ اور دیکھو نیچے بھی ان کے ساتھی
ہوں گے ـــ انہیں بھی اٹھا کر لے آؤ ـــ جلدی کرو" ـــ اچانک
ایک چیختی ہوئی آواز اوپر والے حصے میں سنائی دی۔ اور پھر چند افراد
دھڑا دھڑ نیچے اتر آئے۔ انہوں نے جھپٹ کر عمران اور اس کے دو
ساتھیوں کو جو نچلے حصے میں مفلوج پڑے تھے اٹھا کر کندھوں پر لادا
اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ اوپر ایک لمبا تڑنگا
آدمی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے کھڑا تھا۔

"اور تو کوئی نہیں ہے نیچے" ـــ اس نے بڑے تحکمانہ لہجے
میں پوچھا۔

"نہیں جناب! ـــ یہی تین پڑے ہوئے تھے ـــ ہم نے اچھی
طرح دیکھ لیا ہے" ـــ اس آدمی نے جواب دیا جس نے عمران کو اٹھایا
ہوا تھا۔

"او. کے! ـــ انہیں اٹھا کر ڈارک روم میں پہنچا دو" ـــ اس
آدمی نے کہا اور وہ لوگ ڈھکن سے نکل کر باہر آ گئے۔

یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے فرش پر آبدوز موجود تھی اور پانی اس
کے نیچے سے غائب تھا. عمران کی نظریں ہر چیز کا تفصیل سے جائزہ
لے رہی تھیں۔ اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آئے اور
پھر دوسری راہداری میں مڑ کر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئے.
ان کے رکتے ہی دروازہ کھلا اور وہ انہیں لئے ہوئے اندر داخل ہو گئے.
یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ پرانے دور کے

تشدد کے آلات نصب تھے۔

عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ شہنشاہ روم کے دور کی عقوبت گاہ میں پہنچ گئے ہوں۔ عمران کے باقی ساتھی وہاں پہلے ہی موجود تھے انہیں فرش پر ہی لٹا دیا گیا اور پھر انہیں اٹھا کر لے آنے والے باری باری باہر نکلتے چلے گئے۔

اس عقوبت گاہ میں چار افراد مشین گنوں سے مسلح دیوار کے ساتھ ساکت و جامد کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کا رُخ انہی کی طرف ہی تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایوانوف اور الیون تھرٹی اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہرے کامیابی کی روشنی سے جگمگا رہے تھے اور آنکھوں میں فتح کی چمک تھی۔ ان دونوں کے اندر آتے ہی مشین گن بردار مستعد ہو گئے۔

وہ دونوں دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی دو کرسیوں پر بیٹھ گئے ایوانوف کی نظریں فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے عمران کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

" تم کون ہو ۔۔۔؟ اپنی اصلیت بتاؤ ۔۔۔ تم کاسموس جہاز کے کپتان نہیں ہو سکتے " ۔۔۔ ایوانوف نے غراہٹ آمیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اب ظاہر ہے عمران کیا جواب دیتا ۔۔۔ وہ بول تو سکتا ہی نہ تھا۔ صرف دیکھ اور سوچ سکتا تھا۔

" یہ بول نہیں سکتا جناب ! ۔۔۔ اس کی زبان مفلوج ہے " ۔۔۔ قریب

بیٹھے ہوئے الیون تھرٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ! ۔۔۔ مگر میں اس کی اصلیت جاننا چاہتا ہوں " ۔۔۔ ایوانوف نے کہا۔

" تو اس کو کسی چیز سے باندھ دیتے ہیں ۔۔۔ پھر انٹی اینمنڈا گیس کا انجکشن لگا دیتے ہیں ۔۔۔ یہ ٹھیک ہو جائے گا " ۔۔۔ الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

" نہیں ۔۔۔ یہ بے حد خطرناک ہے ۔۔۔ اس کا کوئی اور حل سوچو " ۔ ایوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران سے ذہنی طور پر بے حد خوف زدہ تھا۔

میرا خیال ہے باس ! ۔۔۔ اسے رولنگ مشین سے باندھ دیا جائے۔ اس طرح یہ کوئی حرکت بھی نہ کر سکے گا ۔۔۔ اور اگر اس نے اپنی اصلیت نہ بتائی تو اس مشین کے ذریعے معلوم کی جا سکتی ہے " ۔۔۔ الیون تھرٹی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ! ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسا ہی کرو " ۔۔۔ ایوانوف نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر الیون تھرٹی کے اشارے پر ان مشین گن برداروں نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے عمران کو اٹھایا اور رولنگ مشین کے بڑے سے پہیے پر لٹا دیا۔ یہ مشین ایک بہت بڑے گولے کی صورت میں تھی۔ اور یہ گولہ لوہے کی مضبوط سلاخوں سے بنایا گیا تھا اس کے ساتھ ہی ایک مشین نصب تھی جس کے اوپر اس گولے نما چکر کے درمیان بے شمار زنجیریں گراریوں پر چڑھی ہوئی تھیں اور دونوں اطراف پر بڑے بڑے ہینڈل لگے ہوئے تھے۔

عمران کو اس چکر پہ لٹا کر اس کے دونوں ہاتھ اوپر چکر کی ایک سلاخ کے ساتھ لگے ہوئے فولادی کڑوں میں ڈال کر کس دیئے گئے اور اس طرح اس کے پیر بھی نیچے ایک سلاخ کے ساتھ منسلک کر دیئے گئے اب عمران پشت کے بل اس چکر کی سلاخوں کے اوپر بندھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ اور پیر فولادی کڑوں میں مقید کئے گئے تھے اس لئے ان کے توڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

اور پھر الیون تھرٹی کے اشارے پر ایک آدمی نے ایک کونے میں پڑا ہوا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک سرنج باہر نکالی جو پہلے ہی سرخ رنگ کے محلول سے بھری ہوئی تھی اور پھر یہ محلول عمران کے بازو میں انجکٹ کر دیا گیا۔

محلول کے انجکٹ ہوتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں حرارت اور زندگی دوڑتی چلی گئی ہو۔ اس کا مفلوج پن ختم ہو گیا اور چند لمحوں بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

عمران اس چکر نما تشدد کے قدیم آلے سے پوری طرح واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس چکر کے دو حصے ہیں اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہینڈلوں کی مدد سے حرکت میں لائے جاتے ہیں۔ ان کا طریقہ کار اس طرح ہوتا ہے کہ آدھا چکر نیچے کی طرف گھومتا تھا جب کہ باقی آدھا چکر اوپر کی طرف حرکت کرتا تھا اس طرح انسان کا جسم جو اس چکر کے دونوں حصوں کے اوپر آدھا آدھا بندھا ہوا ہوتا تھا۔ بیک وقت اوپر اور نیچے کی طرف کھنچتا تھا اور آدمی کے جسم میں موجود ایک ایک رگ ٹوٹ جاتی تھی۔ یہ تشدد کا انتہائی ہولناک طریقہ تھا اور بڑے سے بڑے مضبوط

اعصاب کا مالک بھی چند ہی لمحوں میں چیں بول جاتا تھا۔

عمران کو چکر کے ساتھ باندھنے کے بعد دو آدمی مشین کے دونوں اطراف میں موجود ہینڈلوں کے قریب کھڑے ہو گئے۔

"یہ اب ٹھیک ہو گیا ہے باس" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے ایوانوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں تو اب اپنی اصلیت بتا دو ۔۔۔ ورنہ ایک لمحے میں تمہارے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹ جائے گی" ۔۔۔ ایوانوف نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری اصل بہت اونچی ہے ۔۔۔ اتنی اونچی کہ تم سنو گے تو بیحد حیران ہو جاؤ گے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر جلدی بتاؤ ۔۔۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے غراتے ہوئے کہا۔

"اگر کہو تو اپنی اصل کے ساتھ ساتھ تمہاری اصل بھی بتا دوں"۔ عمران نے جواب دینے کی بجائے کہا۔

"بکواس مت کرو ۔۔۔ میرے سوال کا جواب دو" ۔۔۔ ایوانوف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تو سنو ایوانوف! ۔۔۔ میرا باپ آدم تھا اور ماں حوا ۔۔۔ اور تمہارا باپ شیطان اور تمہاری ماں شیطانیت ۔۔۔ کیوں پتہ چلا اصلیت کا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یو شٹ اپ نانسنس! ۔۔۔ میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ

کر دونگا ــــ تمہیں میرے ساتھ مذاق کرنا مہنگا پڑے گا" ــــ ایوانوف نے غصے کی شدت سے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں جل اٹھی تھیں اور چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"چلاؤ چکر ــ اور اس کی رگ رگ توڑ دو" ــــ ایوانوف نے چیخ کر ہینڈلوں کے قریب کھڑے ہوئے آدمیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اور انہوں نے تیزی سے ہینڈل سنبھال لئے اور دوسرے لمحے انہوں نے ہینڈلوں کو گھمانا شروع کر دیا۔

ہینڈلوں کے گھومتے ہی گراریوں پر چڑھی ہوئی بڑی بڑی زنجیریں ہولناک آواز میں کھڑکھڑانے لگیں اور عمران کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اس کا نچلا جسم نیچے کی طرف اور اوپر والا جسم اوپر کی طرف کھنچتا چلا جا رہا تھا اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی اس کا جسم درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

زنجیریں مسلسل کھڑکھڑا رہی تھیں اور عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی رگ رگ میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔ تکلیف لمحہ بہ لمحہ شدید سے شدید تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے پورے جسم نے پسینہ اگلنا شروع کر دیا تھا۔ اس کا جی بے اختیار چیخیں مارنے کو چاہ رہا تھا لیکن عمران نے جبراً اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھا ہوا تھا اور اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے پاکیشیا کے دس کروڑ معصوم اور بے گناہ شہری سیاہ دھوئیں میں لپٹتے نظر آ رہے تھے۔

اس نے اپنے چہرے کو نارمل رکھنے کی بے حد کوشش کی لیکن تکلیف

کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ اس کی کوشش ہر لمحے ناکام ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

عمران تیزی سے ہولناک موت کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھی فرش پر بے بس اور مجبور پڑے ہوئے تھے۔ محض لاشوں کی طرح وہ صرف عمران کو مرتا دیکھ سکتے تھے لیکن اس کی کوئی مدد نہ کر سکتے تھے۔

"بولو اب بھی وقت ہے ــ بتا دو کہ تم کون ہو" ــــ اچانک ایوانوف نے ہینڈل گھمانے والوں کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔

"میرا تعارفی کارڈ چھپنے گیا ہوا ہے ــــ چھپ کر آ جاتے تو تمہیں پیش کر دونگا" ــــ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں خونِ کبوتر کی طرح سُرخ ہو گئی تھیں۔ لیکن یہ خوفناک اور بے پناہ تکلیف بھی اُسے زیر نہ کر سکی تھی۔

"اوہ! ــ تم پاگل ہو ــ احمق ہو ــ جو ایسی حالت میں بھی مذاق کر رہے ہو" ــــ ایوانوف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر بھی شامل تھا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی انسان اتنے مضبوط اعصاب کا مالک بھی ہو سکتا ہے۔

"اب تم نے اپنا تعارف خود ہی کرا دیا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ عمران نے لبوں پر مسکراہٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شدید ترین تکلیف کی وجہ سے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا تاثر پیدا نہ ہو سکا۔

"باس! ــ یہ شخص حیرت انگیز قوت ارادی کا مالک ہے ــ ورنہ

ایسی حالت میں بڑے بڑے جفادریوں کی چیخیں نکل جاتی ہیں اس کے باوجود کہ اس کی رگ رگ ٹوٹنے کے قریب ہے مگر یہ شخص نہ کراہا ہے اور نہ چیخا ہے ___ اور ساتھ ہی یہ کہ اس کی ذہنی حالت بالکل درست ہے ___ اور پھر خوبصورت مذاق بھی کر رہا ہے ___ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایسا انسان بھی اس دنیا میں ہو سکتا ہے"___ الیون تھرٹی نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں ایوانوف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ___ مجھے بھی اس کی موت پر افسوس ہوگا ___ لیکن بہرحال اسے مرنا تو ہے ہی ___ یہ اپنی اصلیت بتائے یا نہ بتائے"___ ایوانوف نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس!___ ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی اتنے مضبوط اعصاب کے مالک نہ ہوں ___ کیوں نہ انہیں آزمایا جائے"___ الیون تھرٹی نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"ہاں!___ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ شخص مر تو سکتا ہے لیکن اصل بات نہیں اگل سکتا ___ اور ایسا آدمی تو شاید صدیوں میں ایک پیدا ہوتا ہے ___ اس کے ساتھیوں کو آزمایا جائے"___ ایوانوف نے کہا۔

"اسے کھول کر ستون سے باندھ دو ___ اور اس کے تمام ساتھیوں کو اکٹھا ہی چکر کے ساتھ باندھ دو ___ کوئی تو کچھ بتائے گا"___ الیون تھرٹی نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر حکم

دیتے ہوتے کہا۔

"مگر الیون تھرٹی!___ کہیں یہ کوئی چکر نہ چلا دے"___ ایوانوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب!___ جس حالت میں یہ رہا ہے اسے نارمل ہونے کے لئے کم از کم ایک ہفتہ چاہیئے ___ ابھی تو یہ حرکت بھی نہ کر سکے گا ___ آخر انسان ہے"___ الیون تھرٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اُسے شائد عمران کی بے پناہ بہادری کی بنا پر اس سے لاشعوری طور پر ہمدردی پیدا ہو گئی تھی اور وہ اسے اس تکلیف سے بہرحال بچانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے ___ مگر خیال رکھنا"___ ایوانوف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں"___ الیون تھرٹی نے جواب دیا اور پھر اس نے حکم کی تعمیل کے لئے اشارہ کیا۔

دوسرے لمحے اس کے آدمیوں نے ہینڈلوں کو الٹا چلانا شروع کر دیا اور عمران کا جسم آہستہ آہستہ واپس اپنی پوزیشن میں آتا چلا گیا عمران کے حلق سے نہ چاہتے ہوئے بھی اطمینان کی ایک طویل سانس نکل گئی۔

چکر کو اپنی اصل پوزیشن میں لانے کے بعد عمران کے ہاتھ اور پیر کھول دیئے گئے اور عمران کو اٹھا کر ایک ستون کے ساتھ کھڑا کیا گیا اور اس کے دونوں ہاتھ ستون کے پیچھے کر کے باندھ دیئے گئے۔ عمران کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ مگر عمران کے چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے اُسے ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد بیگ میں سے

مزید سرنجیں نکال کر عمران کے باقی ساتھیوں کو انجکشن لگائے گئے اور
انہیں چکر سے اسی طرح باندھ دیا گیا جیسے عمران کو باندھا گیا تھا۔ چکر
چوڑائی میں اتنا بڑا تھا کہ پانچ افراد بیک وقت اس پر آسانی سے باندھ
دیئے گئے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب چلاؤ چکر" ۔۔۔ ایوانوف نے کہا۔

"یہ بیچارے کیا چکر چلائیں گے ۔۔۔ یہ تو دنیا ہی چکر ہے" ۔۔۔
اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو ۔۔۔ ورنہ گولی مار دونگا" ۔۔۔ ایوانوف نے غصے
سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور عمران مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

ہینڈل گھومتے رہے اور عمران کے ساتھیوں کے جسم چکر پر کھنچتے
چلے گئے۔

ایوانوف اور الیون تھرٹی دونوں کی نظریں چکر پر بندھے ہوئے
عمران کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جن کے چہرے آہستہ آہستہ تکلیف
کی شدت سے بگڑتے چلے جا رہے تھے۔

اور پھر سب سے پہلے نعمانی چیخ پڑا۔ وہ یوں چیخ رہا تھا جیسے
اُسے ذبح کیا جا رہا ہو۔

نعمانی سے ایک لمحے بعد چوہان چیخا اور پھر تو چیخنے کی جیسے باری
لگ گئی۔ تنویر اور کیپٹن شکیل ابھی تک اپنے آپ پر کنٹرول کئے
ہوئے تھے۔

لیکن پھر ایک لمحہ ایسا آیا کہ اچانک تنویر کے منہ سے گالیوں کا سیلاب

ابل پڑا۔ وہ اپنی فطرت کے مطابق چیخنے کی بجائے بُری طرح گالیاں
نکال رہا تھا۔ البتہ کیپٹن شکیل خاموش تھا اور اس کا چہرہ بدستور
سپاٹ تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور زبان خاموش تھی۔ اور کمرہ باقی لوگوں
کی کربناک چیخوں اور تنویر کی گالیوں سے گونج اٹھا۔

"بتاؤ اس آدمی کی ۔۔۔ اور اپنی اصلیت بتاؤ" ۔۔۔ ایوانوف
نے ہاتھ کے اشارے سے ہینڈل گھمانے والوں کو روکتے ہوئے کہا۔

مگر سوائے چیخوں اور گالیوں کے اور اُسے کوئی جواب نہ ملا ۔۔۔
تکلیف کی شدت سے وہ چیخ ضرور رہے تھے لیکن اصل بات بہرحال
اپنی جگہ تھی۔ وہ مر تو سکتے تھے لیکن زیر نہیں ہو سکتے تھے۔

"چلاؤ ہینڈل ۔۔۔ اور توڑ دو ان کے جسموں کی رگیں" ۔۔۔ اچانک
ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے ستون سے بندھا ہوا عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنی
جگہ سے اچھلا اور ایوانوف اور الیون تھرٹی کو یوں محسوس ہوا جیسے
بجلی چمکی ہو۔ اور دوسرے لمحے ایوانوف عمران کے بازوؤں کے حلقے میں
تھا۔ عمران نے اُسے اپنے سامنے کرتے ہوئے انتہائی پھرتی سے
ساتھ کھڑے ہوئے الیون تھرٹی کو ٹانگ سے ضرب لگائی اور الیون تھرٹی
اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا اور عمران ایوانوف کو گھسیٹتا ہوا دیوار کے
ساتھ جا لگا۔

"خبردار! ۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن ایک
لمحے میں توڑ دونگا" ۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے ایوانوف کی گردن کے گرد لپٹے ہوئے بازو کو زور سے

جھٹکا دیا۔ اور ایوانوف کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

دو مشین گن بردار جو حیرت سے بت بنے کھڑے تھے اچانک چونک کر حرکت میں آئے اور انہوں نے عمران کی طرف مشین گنوں کا رُخ کر دیا۔

وہ چونکہ دونوں عمران کی سیدھ میں کھڑے تھے اس لئے وہ عمران کے پہلو میں فائرنگ کر سکتے تھے۔

مگر اسی لمحے عمران نے رُخ موڑا اور ایوانوف کو ان کی مشین گنوں کے سامنے کر دیا۔

لیکن اسی لمحے الیون تھرٹی جو ضرب کھا کر نیچے گرا تھا کسی گیند کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر پلک جھپکنے میں اس نے اپنی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

اب عمران بُری طرح پھنس گیا تھا۔ اگر وہ اپنے آپ کو مشین گنوں سے بچاتا تو الیون تھرٹی اس کے پہلو میں فائر کر دیتا ـــــ اور اگر وہ الیون تھرٹی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا تو پھر مشین گنوں کی زد میں آ جاتا۔

لیکن اس سے پہلے کہ الیون تھرٹی فائر کرتا، عمران نے پوری قوت سے زوردار جھٹکا دے کر ایوانوف کو الیون تھرٹی پر اچھال دیا اور خود وہ بجلی کی سی تیزی سے مشین گن برداروں سے جا ٹکرایا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ الیون تھرٹی اور ایوانوف ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے جا گرے الیون تھرٹی نیچے اور ایوانوف اس کے اوپر جا گرا۔

اور دوسری طرف عمران نے ان دونوں مشین گن برداروں کو اچھال کر دیوار سے دے مارا۔

اسی لمحے عمران نے ایک مشین گن پر قبضہ کرنے کیلئے چھلانگ لگائی جو مشین گن برداروں کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری تھیں۔ مگر اس ساری کارروائی میں عمران ان دو آدمیوں کو بھول گیا تھا جو ہینڈلوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی مشین گنیں ان دونوں کے پاس ہی پڑی تھیں۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مشین گن اٹھا کر سیدھا ہوتا، ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گنیں سنبھالیں اور دوسرے لمحے کمرہ تیز اور مسلسل فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا اور فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ انسانی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو باہر لے جانے کے چند منٹ بعد تک صفدر آبدوز کے کنٹرول روم کی بڑی مشین کے پیچھے چھپا رہا۔ اس نے عمران اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور اس نے انہیں بے بسی اور لاچاری کی حالت میں کندھوں پر لدے ہوئے بھی دیکھا تھا لیکن وہ ایسی حالت سے محفوظ رہا تھا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس کے چہرے پر گیس ماسک چڑھا ہوا تھا اس لئے وہ اس مفلوج کر دینے والی تیز اور زود اثر گیس کے اثرات سے بالکل محفوظ رہا تھا۔

جب اُسے یقین ہو گیا کہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو لے جانے والے جا چکے ہیں تو وہ مشین کے پیچھے سے نکلا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والے حصے میں پہنچ گیا۔ آبدوز کا بیرونی ڈھکن بدستور کھلا ہوا تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں بعد وہ آبدوز

سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔

آبدوز ایک بہت بڑے کمرے کے فرش پر موجود تھی اور کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ صفدر نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس نے چہرے سے گیس ماسک اتار کر اُسے واپس آبدوز کے ڈھکن کے اندر پھینک دیا۔ کیونکہ ایسی حالت میں تو وہ باہر نکلتے ہی پہچان لیا جاتا۔

اس نے غوطہ خوری کا لباس بھی اتار کر اندر پھینک دیا۔ اور پھر وہ بلی جیسے قدموں سے چلتا ہوا کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ بند تھا اس نے اس کے کی ہول سے آنکھ لگا دی اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ دروازے کی دوسری طرف ایک مسلح محافظ موجود تھا جس کے جسم پر مخصوص وردی تھی اور کندھے سے مشین گن بھی لٹکی ہوئی تھی وہ بالکل دروازے کے سامنے اس کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔

صفدر چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے آہستہ سے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا جیسے ہی اس نے ہینڈل کو دبایا دروازے کے پٹ کھلنے لگے۔ اور اس کے جسم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ دروازہ اندر سے لاک نہ تھا۔

صفدر نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس نے اچھل کر محافظ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اُسے اٹھا کر اندر کمرے میں پٹخ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بھی بند کر دیا اور محافظ پر بھی چھلانگ لگا دی جو فرش پر گر کر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا محافظ نے بھی تیزی سے رُخ بدل کر اپنے آپ کو صفدر کی جھپٹ سے

بچانا چاہا۔ مگر صفدر ایسے داؤ پیچ سے واقف تھا اس لئے اس نے
اس سے بھی زیادہ تیزی سے اپنا رُخ بدلا اور کسی عقاب کی طرح محافظ
سے ٹکرایا اور محافظ ایک بار پھر اچھل کر پیچھے کھڑی آبدوز سے جا ٹکرایا
اس کے کندھے پر لٹکی ہوئی مشین گن پہلی بار گرتے ہی گر چکی تھی اس لئے
صفدر محافظ کو اچھالنے کے بعد بجلی کی سی تیزی سے مشین گن پر جھپٹا اور
محافظ کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ مشین گن پر قبضہ کر چکا تھا اور پھر
اس سے پہلے کہ محافظ سیدھا کھڑا ہوتا، صفدر نے مشین گن کو نال سے
پکڑ کر لٹھ کی طرح گھمائی اور اس کا دستہ پوری قوت سے محافظ کی کھوپڑی
سے ٹکرایا اور وہ چیختا ہوا فرش پر تیسری بار جا گرا۔

صفدر نے ایک قدم آگے بڑھایا اور اس کا ہاتھ دوسری بار گھوما اور
اس بار محافظ کے حلق سے آواز تک نہ نکل سکی اور اس کی کھوپڑی
ٹوٹنے کا پٹاخہ ضرور چھوٹا اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

صفدر نے اس کے ساکت ہوتے ہی مشین گن ایک طرف پھینکی
اور جھک کر تیزی سے محافظ کی وردی اتارنے لگا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی
سی تیزی سے چل رہے تھے اور پھر اس نے محافظ کی وردی اتار کر
اپنے کپڑوں کے اوپر پہن لی۔ محافظ چونکہ جسامت کے لحاظ سے صفدر
سے قدرے فربہ تھا اس لئے کپڑوں کے اوپر اس کی وردی بالکل فٹ
آ گئی۔

صفدر نے فرش کے ایک طرف گری ہوئی محافظ کی پی کیپ نما
ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھی اور اس کا شیڈ چہرے کے اوپر جھکا لیا تاکہ پہلی
نظر میں پہچانا نہ جا سکے۔ پھر اس نے محافظ کی لاش اٹھائی اور اُسے

بھی آبدوز کے اندر پھینک دیا۔ وہ یہ نہ چاہتا تھا کہ فوری طور پر محافظ
کی لاش چیک کر لی جائے۔

محافظ کی لاش اندر گرانے کے بعد صفدر نے مشین گن کاندھے
سے لٹکائی اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گیا۔

اب وہ ایک راہداری میں تھا جو ایک طرف سے تو بند تھی مگر دوسری
طرف سے دُور تک چلی گئی تھی اور اس کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی
موجود نہ تھا۔ صفدر نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ محافظوں کی طرح قدم
اٹھاتا راہداری کے دوسرے سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور صفدر جیسے ہی اس راہداری میں
مڑا، اچانک دو مشین گنوں کی نالیں اس کے سینے کی طرف اٹھ گئیں
وہاں موڑ پر دو مسلح محافظ موجود تھے۔

"تم ڈیوٹی چھوڑ کر ____ ارے یہ تو کتوف نہیں ہے" ____ بات
کرتے کرتے اچانک محافظ چیخ پڑا۔ وہ شاید اتنی دیر میں پہچان چکا تھا۔
مگر صفدر اسی لمحے بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے انتہائی
تیزی سے دونوں بازو اٹھائے، دونوں مشین گنوں کو بغلوں میں دبایا
اور اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا گیا۔ اور محافظ جو مشین گنوں کو مضبوطی
سے پکڑے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی قلابازی کھانے پر مجبور ہو گئے
اور ان کے ہاتھ سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔

صفدر قلابازی کھا کر کسی بازی گر کی طرح سیدھا ہوا جب کہ محافظ اتنی
دیر میں اٹھنے کی کوشش ہی کر رہے تھے۔ اور صفدر کی لات ایک محافظ
کے سینے پر پوری قوت سے پڑی اور وہ چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا اور

پھر نیچے گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ جب کہ دوسرے محافظ پر صفدر جھپٹ پڑا۔ اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی کھوپڑی پکڑی اور انتہائی تیزی سے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھوں کو مخالف سمتوں میں گھما دیا اور کھٹاک کی آواز سے محافظ کی گردن ٹوٹتی چلی گئی اور صفدر نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ دوسرا محافظ بھی ایک دو لمحوں کے لئے تڑپ کر ساکت ہوتا چلا گیا۔

اس سارے کھیل میں چند لمحے بھی نہ صرف ہوئے تھے اور صفدر دونوں محافظوں کو موت کی نیند سلا چکا تھا۔ اس نے جھک کر دونوں کو ٹانگوں سے پکڑا اور پھر انہیں گھسیٹتا ہوا واپس پہلی والی راہداری میں وہ تیزی سے دوڑنے لگا۔

چند ہی لمحوں میں وہ انہیں اس آبدوز والے کمرے میں لے آیا۔ اس نے ان دونوں کو بھی باری باری اٹھا کر آبدوز کے اندر دھکیل دیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے واپس دوڑتا چلا گیا۔

دونوں محافظوں کی مشین گنیں وہیں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اس لئے اسے خطرہ تھا کہ اگر اسی دوران کوئی وہاں آنکلا تو مشکل پڑ جائے گی لیکن اس کا خدشہ غلط ثابت ہوا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا اس نے دونوں مشین گنیں اٹھا کر انہیں موڑ سے پیچھے کمرے کی دیوار کے ساتھ ٹکا دیا۔ اب وہ دور سے نظر نہ آسکتی تھیں اور صفدر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

یہ راہداری ایک دروازے پر جا کر ختم ہوئی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے سر دوسری طرف کر کے احتیاط سے جھانکا اور اس کی نظریں

آگے والی راہداری کے ایک دروازے پر جم گئیں جہاں دو مسلح محافظ بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ صفدر اور ان دونوں محافظوں کے درمیان فاصلہ اتنا تھا کہ وہ ان کے چونکنے سے پہلے ان تک نہ پہنچ سکتا تھا اور فائرنگ وہ کرنا نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ بری طرح پھنس جاتا۔

اب ایک ہی صورت تھی کہ وہ کوئی اور راستہ تلاش کرتا۔ اس نے نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر دروازے کے اوپر اسے ایک خانہ سا بنا ہوا نظر آیا۔ جس میں سے ہوا نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ صفدر ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ اس کمرے سے ہوا کی نکاسی کے لئے یہ خانہ بنایا گیا ہے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ کیا وہ اس کمرے کے اندر کی پوزیشن کو چیک کرے۔ کیونکہ اسے قطعاً علم نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کہاں لے جایا گیا ہے اور وہ کس حال میں ہیں۔ لیکن آبدوز والے کمرے سے راستہ صرف اسی راہداری تک جاتا تھا۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں آگے کسی اور جگہ لے گئے ہوں لیکن محافظوں کو کراس کئے بغیر وہ آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ اور پھر محافظوں کا اس کمرے کے سامنے پہرہ دینے سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس کمرے میں کوئی خصوصیت موجود ہے۔

چنانچہ صفدر نے پہلے اس کمرے کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگر کمرے میں کوئی خاص بات نہ ہوئی تو بعد ازاں وہ ان محافظوں سے نپٹنے کی سوچے گا۔

چنانچہ وہ تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ خانے کے

کناروں پر جم گئے۔ اور پھر وہ ہاتھوں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ خانہ خاصا بڑا تھا اس لئے خانے کے اندر وہ داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا خانہ ایک طویل سرنگ کی طرح کا تھا جس کی دوسری طرف سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ اور کسی پنکھے کے چلنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ظاہر ہے یہ آواز ایگزاسٹ فین کی ہی ہو سکتی تھی۔

صفدر رینگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کے اختتام تک پہنچ گیا۔ واقعی وہاں ایک بڑا سا ایگزاسٹ فین موجود تھا۔ جس کی آواز بے حد مدھم تھی۔

ایگزاسٹ فین کی سائیڈوں میں اتنی جگہ تھی کہ صفدر اس سے اندر جھانک سکتا۔ البتہ پنکھے سے نکلنے والی تیز ہوا نے اس کی ٹوپی اڑا دی تھی لیکن صفدر نے ٹوپی کی پرواہ کئے بغیر سر کو ایک طرف جھکایا اور پھر خالی رخنے میں دیکھنے لگا۔ تیز ہوا کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں لیکن اس نے آنکھوں کو دبا کر کھولے رکھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے اندر سے نعمانی کے چیخنے کی آواز سنی۔ اور دوسرے لمحے نعمانی کے ساتھ صدیقی اور پھر چوہان کی بری طرح چیخنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ان کی آوازوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان پر خوفناک تشدد کیا جا رہا ہے۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ پنکھے کی سائیڈ میں اتنی جگہ نہ تھی کہ جس سے وہ کمرے کے اندر بخوبی جھانک سکتا۔ اور ساتھ ہی تیز ہوا نے اس کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ اور اب باقی ساتھیوں کی چیخوں کے ساتھ ساتھ تنویر کی گالیاں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ اور پھر صفدر سے برداشت نہ ہو سکا۔ ایک لمحے کے لئے اسے

خیال آیا کہ وہ مشین گن کی نال پنکھے کے پروں میں دے کر اسے توڑ دے لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو گئی تھیں اور اسے سرخ رنگ کی وہ تار پنکھے کی سائیڈ پر ٹیپ سے لگی ہوئی نظر آ گئی۔

صفدر نے ہاتھ اس تار کی طرف بڑھایا۔ مگر پنکھے کے پر اور دیوار کے درمیان فاصلہ اتنا کم تھا کہ اس کا ہاتھ پروں سے ٹکرائے بغیر تار تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

صفدر نے اپنا ہاتھ دیوار کے بالکل ساتھ لگا کر اسے زور سے دبایا۔ اس طرح اس کا ہاتھ قدرے پچک گیا اور پروں کے دائرے سے بال برابر ہٹ گیا تھا۔ وہ اسی طرح ہاتھ کو دباتے ہوئے اندر لیتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں اس تار تک پہنچ گئیں۔ صفدر نے ناخنوں کے نچلے حصے میں لگے ہوئے تیز بلیڈوں کو اس تار پر آزمایا۔ اور ساتھ ہی اس نے دوسرا ہاتھ مشین گن کے لکڑی کے دستے پر مضبوطی سے جمایا ہوا تھا تاکہ اسے بجلی کا شاک نہ لگے۔

تیز بلیڈوں نے چند ہی لمحوں میں تار کو کاٹ ڈالا۔ صفدر کے جسم کو جھٹکا ضرور لگا لیکن وہ اسے سنبھال گیا۔ پنکھے کی رفتار تار کٹتے ہی آہستہ ہونی شروع ہو گئی۔ اس میں جانے والی بجلی کی رو منقطع ہو چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی روانی میں خاصی تیز رفتاری سے چل رہا تھا۔ مگر اب اس میں وہ پہلے جیسا زور نہ تھا۔

صفدر نے اپنا ایک ہاتھ پنکھے کے درمیان گول سے حصے پر رکھا اور ہاتھ کو زور سے دبا دیا۔ اس طرح پنکھا جلد ہی ساکت ہو گیا۔ اب

اس کے پردوں کے درمیان سے کمرے کا منظر نظر آنے لگ گیا تھا اور اتنی جگہ بن گئی تھی کہ وہ آسانی سے اندر دیکھ سکتا تھا۔

مگر پنکھا رُکتے ہی اس نے جو منظر دیکھا اس نے اُسے بُری طرح چونکا دیا اور صفدر نے پھرتی سے مشین گن سیدھی کی اور اس کی نال پردوں کے درمیان سے آگے گزار کر وہ چوکنا ہو گیا۔ اس نے سیکرٹ سروس کو ایک بڑے سے چکر کے ساتھ بندھے ہوئے دیکھا تھا اور دو آدمی ہینڈل گھما رہے تھے جب کہ سامنے دو آدمی کرسیوں سے اٹھے کھڑے تھے اور ان کے قریب دیوار کے ساتھ لگے ہوتے دو مشین گن بردار کھڑے تھے اور ان کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے لیکن وہ حرکت کر رہے تھے۔

چکر کو مسلسل گھمایا جا رہا تھا اور سوائے کیپٹن شکیل کے باقی سب لوگ ذبح ہونے والے بکروں کی طرح چیخ رہے تھے۔ اور ان چیخوں میں تنویر کی گالیوں کا طوفان بھی شامل تھا۔

"بتاؤ اس آدمی کی ___ اور اپنی اصلیت بتاؤ" ___ اچانک سامنے کھڑے ہوئے ایک شخص نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مگر اُسے سوائے چیخوں اور گالیوں کے اور کوئی جواب نہ مل سکا۔

"چلاؤ ہینڈل ___ اور توڑ دو ان کی رگیں" ___ اسی آدمی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے صفدر نے عمران کو بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اُسی آدمی پر گرتے ہوئے دیکھا اور پلک جھپکنے میں چیخنے اور حکم دینے والا

آدمی عمران کے بازوؤں کے حلقے میں کسا اس کے سینے کے سامنے موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بڑی پھرتی سے دوسرے آدمی کو ٹانگ ماری اور وہ آدمی اچھل کر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔ اور عمران سینے سے لگے ہوئے آدمی کو گھسیٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔

"خبردار! ___ اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا" ___ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بازو کو جھٹکا دیا اور اس کے بازو میں پھنسے ہوتے آدمی کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی۔

اسی لمحے مشین گن برداروں نے تیزی سے حرکت کی اور انہوں نے مشین گنوں کا رُخ عمران کے پہلو کی طرف کر دیا۔ مگر عمران نے پھرتی سے رُخ موڑا اور اس آدمی کو ان کی مشین گنوں کے سامنے کر دیا۔

مگر اسی لمحے اس آدمی نے جسے عمران نے ٹانگ ماری تھی پھرتی سے کھڑے ہو کر ریوالور نکال لیا اور اب عمران دونوں اطراف سے پھنس گیا تھا۔

صفدر نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دی ہی تھی کہ مشین گن کا فائر کر کے اس ریوالور بردار کو اڑا دے کہ اسی لمحے عمران نے پوری قوت سے جھٹکا دے کر اپنے بازوؤں میں جکڑے ہوتے آدمی کو ریوالور بردار پر اچھال دیا اور خود وہ بجلی کی سی تیزی سے مشین گن برداروں سے جا ٹکرایا۔

عمران نے ان مشین گن برداروں کو اچھال کر دیوار سے دے مارا تھا اور پھر عمران نے ایک مشین گن پر قبضہ کرنے کے لئے چھلانگ لگا دی اور عین اسی لمحے صفدر کی تیز نظروں نے چکر کے ہینڈلوں کے ساتھ کھڑے

ہوئے دو آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے نجانے کہاں سے مشین گنیں اٹھا رکھی
لی تھیں اور صفدر نے ٹریگر دبانے میں ذرا سا بھی توقف نہ کیا۔ اور اس
کی گن سے نکلنے والی گولیوں نے ایک لمحے میں ان دونوں کو چاٹ لیا۔
اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا رُخ بدلا اور دیوار سے ٹکرا کر اٹھتے
ہوئے مشین گن برداروں پر فائر کھول دیا اور اس طرح کمرہ مشین گن کی
گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے مشین گن کا رُخ بدلا اور اس نے
ریوالور بردار اور اس کے ساتھی کی طرف فائر کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے
پہلے کہ وہ فائر کرتا، ریوالور بردار نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا تھا اور اس کی
گولی عمران کے ہاتھ پر پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ہاتھ سے
مشین گن اڑ کر دور جا گری۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ بدلی
اور اس کی دوسری گولی عمران کے جسم کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔

ادھر دوسرا آدمی جسے عمران نے جکڑا ہوا تھا بجلی کی سی تیزی سے
چھلانگ لگا کر دروازے سے جا ٹکرایا۔ صفدر نے انتہائی پھرتی سے
مشین گن کا فائر ریوالور بردار پر کیا۔ کیونکہ وہ عمران کے لئے زیادہ خطرناک
تھا۔ اور گولیاں اس کے جسم میں گھستی چلی گئیں۔ اور وہ دھڑام سے فرش
پر جا گرا۔ مگر اسی اثنا میں پہلا آدمی دروازہ کھول کر باہر نکلنے میں کامیاب
ہو گیا تھا۔ حالانکہ صفدر مشین گن کا رُخ دروازے کی طرف کر چکا تھا۔
مگر وہ آدمی ایک لمحہ پہلے نکل گیا تھا۔ مگر اس کا اس طرح دروازے
کی طرف مشین گن کا رُخ کرنا عمران کی زندگی بچا گیا۔ کیونکہ اُسے دروازے
پر ان دو مشین گن برداروں کی جھلک نظر آئی تھی جو دروازے کے باہر

تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں
ان کو مشین گن چلانے کی مہلت ہی نہ دی۔ ورنہ عمران اُنکی فائرنگ
بالکل سیدھ میں موجود تھا اور اُسے فائرنگ کے ساتھ ہی ان
ونوں کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر باہر سے آدمیوں کے دوڑنے
کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

عمران نے انتہائی تیزی سے بھاگ کر دروازہ بند کیا اور اندر سے
سے لاک کر دیا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا چکر کی طرف بڑھا تاکہ
ہینڈلوں کو چلا کر اپنے ساتھیوں کو اس بے پناہ تکلیف سے آزاد کرائے
وہ بھاگ کر ایک ہینڈل چلاتا اور پھر اچھل کر اتنے ہی چکر دوسری
طرف کے ہینڈل کو دیتا۔

صفدر عمران کے چکر کی طرف بڑھتے ہی سانپ کی سی تیزی سے پیچھے
کی طرف رینگتا چلا گیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ خانہ سے نکل کر دوبارہ
دروازے کے پیچھے پہنچ گیا۔

پھر اس نے جیسے ہی دروازے سے راہداری کی طرف جھانکا اُسے
دس مسلح آدمی دور سے راہداری میں دوڑتے ہوئے نظر آئے وہ اسی
دروازے کی طرف آ رہے تھے جس کے سامنے پہلے دو محافظوں کی لاشیں
پڑی ہوئی تھیں۔ جو صفدر کی گولیوں کا شکار ہوئے تھے۔

صفدر نے دروازے کی آڑ سے ہی مشین گن کا فائر کھول دیا اور
آنے والے تیزی سے اس کی گولیوں کا شکار ہوتے چند نے بوکھلا کر
واپس بھاگنا چاہا۔ مگر صفدر نے انہیں واپس بھاگنے کی مہلت نہ دی
اور آخری آدمی کے گرتے ہی صفدر دروازے کی آڑ سے نکلا اور تیزی

سے بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
اسی لمحے راہداری کے آخری موڑ سے اس پر فائرنگ کی گئی۔ مگر صفدر اچھل کر دروازے سے لگ گیا اور گولیاں راہداری کے درمیان سے گزرتی چلی گئیں۔ گولیاں چلانے والے چونکہ خود آڑ میں تھے اس لئے وہ صحیح نشانہ نہ لے سکتا تھا۔ صفدر نے بھی جواب میں فائر کھول دیا اور پھر ایک لمحے کے لئے صفدر نے فائرنگ روک کر باہر سے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ جلدی سے باہر آجائیے ــــ ورنہ ابھی یہاں طوفان پھٹ پڑے گا" ــــ اور اس کے بعد اس نے ایک بار پھر فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ ان لوگوں کو آڑ میں ہی رکھنا چاہتا تھا۔
دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ اور صفدر جو اس دروازے سے پشت لگائے کھڑا تھا لڑکھڑا کر اندر جانے پر مجبور ہو گیا۔ مگر اس کی یہی لڑکھڑاہٹ اس کی زندگی بچا گئی۔ کیونکہ راہداری کے موڑ سے ایک بم عین اسی لمحے پھینکا گیا تھا اور وہ بم دروازے کی سائیڈ کے قریب آکر پھٹا تھا۔
اگر صفدر لڑکھڑا کر اندر نہ چلا گیا ہوتا تو یقیناً بم اسے زخمی کر دیتا۔ یا موت کی وادی میں دھکیل دیتا۔
"میں انہیں روکتا ہوں ــــ آپ سب لوگ بائیں طرف بھاگیں ــــ وہاں لانچ موجود ہے ــــ جلدی کریں" ــــ صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور مشین گن کی نال باہر نکال کر دائیں طرف فائرنگ کر دی۔ اور اس کی فائرنگ نے راہداری کے آخری حصے میں چیخوں کا طوفان برپا کر دیا۔

وہ لوگ شاید بم کے دھماکے سے یہ سمجھے تھے کہ فائرنگ کرنے والا ختم ہو چکا ہے۔ اسی لئے بھاگے آرہے تھے۔
اور پھر عمران بھی اس فائرنگ میں شامل ہو گیا اور اب تو دائیں طرف سے گولیاں اڑتی چلی جا رہی تھیں کہ ایک لمحے کا بھی وقفہ پیدا نہ ہو رہا تھا۔
اس فائرنگ کی آڑ میں عمران کے دوسرے ساتھی کمرے سے نکل کر تیزی سے پچھلے دروازے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ اور ان کے بھاگتے ہی عمران اور صفدر بھی فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے پیچھے ہٹتے گئے اور پھر چند لمحوں بعد وہ دروازے کی آڑ میں آگئے۔
"بھاگو ــــ تیز رفتاری سے بھاگو" ــــ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب بے تحاشا راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔ جدھر آبدوز والا کمرہ تھا۔
جب وہ موڑ مڑے ہی تھے کہ دوسری طرف سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ شاید حملہ آور ان کے بھاگنے کے بعد ان کے پیچھے بھاگے تھے۔ لیکن موڑ کی وجہ سے یہ لوگ ان کی فائرنگ سے بچ گئے۔ پھر موڑ پر صفدر اور تنویر نے مورچے سنبھال لئے اور انہوں نے بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔ وہیں موڑ کے پیچھے ہی وہ دو مشین گنیں بھی موجود تھیں جو صفدر نے محافظوں کو قتل کر کے رکھی تھیں اور چونکہ پہلی مشین گنوں کے میگزین بے تحاشا فائرنگ کی وجہ سے اب ختم ہونے کے قریب تھا اس لئے انہوں نے پھرتی سے وہ دونوں مشین گنیں اٹھا لیں اور ایک بار پھر فائرنگ پورے زور شور سے ہونے لگی۔

عمران باقی ساتھیوں کو لے کر آبدوز والے کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ
چونکہ آتے ہوئے راستہ دیکھ چکا تھا اس لئے اُسے کمرہ تلاش کرنے
میں کوئی مشکل نہ ہوئی۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ سب تیزی سے آبدوز میں داخل ہوئے اور
عمران نے کمرے کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ایک سرخ ہینڈل کو زور سے
نیچے کھینچا تو آبدوز کے نیچے سے فرش ہٹتا چلا گیا۔ اور آبدوز تیزی سے
نیچے موجود پانی میں ڈوبتی چلی گئی۔

عمران نے ہینڈل کو ذرا سا اوپر کو اٹھایا تو فرش ایک بار پھر تیزی سے
دونوں اطراف سے برابر ہونے لگا۔ مگر اب درمیان میں آبدوز آ گئی تھی اس
لئے فرش کے دونوں سروں نے آبدوز کو پلاس کی طرح جکڑ لیا۔ اور آبدوز
مزید نیچے جانے سے رک گئی۔

عمران واپس دروازے کی طرف دوڑا اور اس نے سر باہر نکال کر صفدر
اور تنویر کو واپس آنے کے لئے کہا۔

صفدر اور تنویر تیزی سے مڑے اور پھر بے تحاشا بھاگتے ہوئے کھلے
ہوئے دروازے سے اندر پہنچ گئے۔

"آبدوز میں جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور خود وہ ہینڈل کی طرف بھاگا
اس نے ہینڈل کو دوبارہ نیچے جھکایا اور فرش ایک بار پھر پیچھے ہٹتا
چلا گیا اور آبدوز دوبارہ پانی میں بیٹھنے لگی۔ عمران ہینڈل کھینچ کر بھاگا
اور اس نے چھلانگ لگا کر آبدوز کی باڈی کو پکڑا اور پھر وہ بھی اندر
داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پھرتی سے ڈھکن بند کر کے
اُسے اندر سے لاک کر دیا۔ اور پھر وہ بھاگتا ہوا نیچے گیا اور اس نے

کنٹرول پینل سنبھال لیا۔ آبدوز کی سکرین روشن ہوئی اور عمران نے اُسے
چلا کر تیزی سے موڑ کر الٹی طرف بھگا دیا۔

ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہوگا کہ اچانک اُسے سکرین
پر آبدوز کے سامنے ایک بڑا سا فولادی گیٹ نظر آیا جو اوپر سے نیچے
کہیں پانی کی تہہ تک چلا گیا تھا۔ یہ دروازہ خاص قسم کے فولاد سے بنایا
گیا تھا تاکہ آبدوز کی ٹکر سے ٹوٹ نہ جائے اور عمران بھی اس سے آبدوز
ٹکرانا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح آبدوز بھی ٹوٹ پھوٹ سکتی تھی اور ظاہر
ہے پھر ان کا جزیرے سے نکل جانا ناممکن ہو جاتا۔

لیکن گیٹ کو توڑے یا کھولے بغیر بھی باہر نکلنا محال تھا۔ اس کے
ساتھ ساتھ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں دوبارہ آبدوز کا کنٹرول پینل نہ ختم کر
دیا جائے اور وہ ایک بار پھر بے بس ہو کر رہ جائیں۔

"ماسک کہاں ہے"۔۔۔۔ اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ
آبدوز کو روک چکا تھا۔

اور پھر صفدر نے پھرتی سے ماسک اس کی طرف بڑھا دیا۔ ماسک وہ
پہلے ہی اوپر والے حصے میں پڑا ہوا اٹھا لایا تھا۔

عمران نے تیزی سے ماسک منہ چڑھا لیا۔ وہ شاید ماسک پہن کر اس
آبدوز سے باہر جانا چاہتا تھا تاکہ اس فولادی گیٹ کو کھولنے کی کوئی
ترکیب سوچے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ قدم بڑھا کر اوپر جاتا۔ اس نے اپنے تمام
ساتھیوں کو لڑکھڑا کر گرتے دیکھا اور وہ چونک پڑا۔ ان پر دوبارہ وہی
مفلوج کر دینے والی گیس کا اٹیک کیا گیا تھا۔ اور عمران خوش قسمتی سے

چند لمحے پیشتر گیس ماسک پہن چکا تھا۔ ورنہ اس کا حشر بھی باقی ساتھیوں جیسا ہوتا۔

اپنے ساتھیوں کو دوبارہ مفلوج ہوتے دیکھ کر اس نے باہر نکلنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ اُسے خیال آگیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ آبدوز سے باہر نکلتے ہی وہ لوگ اس پر کوئی اور خوفناک سائنسی حربہ استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

لیکن اب مسئلہ اس دروازے کا پھنسا ہوا تھا۔ اور پھر عمران کے ذہن میں وہی بموں کا خیال آیا اور وہ تیزی سے دوبارہ کنٹرول پینل کی کی طرف بھاگا۔ چار بم وہ پہلے ہی سلنڈر میں ڈال چکا تھا اس لئے اب اسے بم ڈالنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے پھرتی سے پینل کے ایک خصوصی سیکشن پر لگے ہوئے بٹنوں کو اوپر نیچے کیا اور پھر جب ڈائل پر سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچ گئیں تو عمران نے پھرتی سے ایک بڑا سا ہینڈل نیچے کو کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کنٹرول پینل پر موجود سکرین کو آگ لگ گئی ہو۔

ایوانوف اپنے اوپر ہونے والی فائرنگ سے بال بال بچا تھا۔ اور دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ چیختا ہوا راہداری کے موڑ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اور پھر دوسری طرف موجود مسلح محافظ اس کی چیخیں سن کر ادھر دوڑے۔

"بھاگو ۔۔۔ ان مجرموں کو ختم کر دو ۔۔۔ گولیاں مارو" ۔۔۔ ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا اور خود وہ آپریشن روم کی طرف اُڑتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو وہاں سب لوگ اسی طرح اپنے اپنے کام میں مصروف تھے جیسے ہر طرف حالات بالکل پرسکون ہوں۔ اور ظاہر ہے انہیں کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ ایوانوف اور الیون تھرٹی پر کیا گزر چکی ہے۔

"چکوف۔ چکوف! ۔۔۔ الیون تھرٹی مارا گیا ہے ۔۔۔ جلدی سے کنٹرول پینل سنبھالو" ۔۔۔ ایوانوف نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔

اور آپریشن روم میں موجود سب لوگ بُری طرح چونک پڑے ایوانوف کی بگڑی ہوئی حالت اور پھر الیون تھرٹی کی موت نے ان سب کو بوکھلا دیا تھا۔

"کک ___ کیسے باس" ___ ؟ سب نے بیک زبان ہو کر پوچھا۔

"وہ مجرم ___ وہ بہت بڑے شیطان ہیں ___ انہوں نے سب کچھ ختم کر دیا ___ انہیں روکو ___ انہیں مار دو" ___ ایوانوف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس! ___ مجرم کمرے سے نکل کر دوبارہ آبدوز والے کمرے کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں ___ بلکہ اب تک پہنچ چکے ہوں گے" ___ اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ___ اوہ چکوف! ___ آبدوز سیکشن کا کنٹرول بھی تم ہی کنکٹ کر لو ___ میں خود انہیں روکنا چاہتا ہوں" ___ ایوانوف نے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور وہ نوجوان تیزی سے بھاگتا ہوا کنٹرول پینل کی طرف بڑھا اور اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبائے اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو آبدوز سیکشن! ___ ہیلو مین آپریشن روم سے چکوف بول رہا ہوں" ___ چکوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر ___ کیا بات ہے" ___ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"چیف باس کا حکم ہے ___ جلدی سے اپنے سیکشن کو مین آپریشن روم سے کنکٹ کرو ___ مجرم دوبارہ ایٹمک آبدوز پر قبضہ کر رہے ہیں۔ چیف باس خود انہیں ختم کرنا چاہتا ہے" ___ چکوف نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کنٹرول پینل کا ایک حصہ جاگ اٹھا اور چکوف نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر لگی ہوئی ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ چکوف تیزی سے بٹن دباتا چلا گیا اور پھر سکرین پر جیسے ہی اس جگہ کا منظر ابھرا جس میں ایٹمک آبدوز موجود تھی۔ چکوف نے ہاتھ روک لیا۔

آبدوز تیزی سے جزیرے کے باہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"فولادی گیٹ سے راستہ بند کر دو" ___ ایوانوف نے آبدوز کو باہر جاتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

اور چکوف نے تیزی سے پینل پر لگے ہوئے چند اور سوئچ دبائے اور پھر سکرین پر ایک فولادی گیٹ نیچے پانی میں گرتا ہوا نظر آیا اور آبدوز کا راستہ بالکل ہی رک گیا۔

"اب ان پر مفلوج کر دینے والی گیس کا اٹیک کرو ___ جلدی" ___ ایوانوف نے کہا اور چکوف تیزی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ بوکھلاہٹ میں اسے وہ مخصوص بٹن بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

اور پھر چند لمحوں کی بوکھلاہٹ کے بعد وہ بٹن ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے پھرتی سے وہ بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی اس

کے اوپر لگے ہوئے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے ایک مخصوص ہندسے
کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اور جب وہ اس ہندسے پر پہنچی تو چکوف نے
بٹن دوبارہ آف کر دیا۔ اور سوئی واپس اپنی جگہ پر چلی گئی۔

"اب وہ سسٹم آن کرو جس سے آبدوز کا اندرونی حصہ چیک کیا
جاسکتا ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

چکوف نے تیزی سے پینل کے ایک حصے پر لگے ہوئے بٹن آن
کرنے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی سکرین پر منظر بدلتے چلے گئے اور
چند لمحوں بعد آبدوز کا اندرونی حصہ سکرین پر نظر آنے لگا۔

"ارے یہ تو گیس ماسک پہنے کھڑا ہے ۔۔۔ اس پر تو مفلوج کرنے
والی گیس کا اثر نہیں ہوا" ۔۔۔ ایوانوف نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس
نے آبدوز کے کنٹرول پینل پر ایک آدمی کو گیس ماسک پہنے ہوئے کھڑے
دیکھ لیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کے متعلق کوئی ترکیب سوچتا اچانک
پینل پر ایک طوفان سا آ گیا اور اس کے ساتھ ہی آپریشن روم میں انتہائی
تیز سائرن بجنے لگا۔

"ارے ارے حملہ ۔۔۔ جزیرے پر حملہ ہو گیا" ۔۔۔ ایوانوف نے چیختے
ہوئے کہا اور چکوف کے ساتھ ساتھ آپریشن روم میں موجود ہر شخص بری
طرح اچھل پڑا۔

چکوف نے تیزی سے پینل کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔
ابھی وہ مختلف بٹن دبا ہی رہا تھا کہ سائرن بجنا بند ہو گیا۔ اور پینل پر بھی
سکوت سا طاری ہو گیا۔ اسی لمحے سکرین پر اس جگہ کا منظر ابھرا جہاں آبدوز

موجود تھی۔ مگر اب وہاں آبدوز کا نام و نشان تک نہ تھا۔

"آبدوز کہاں گئی ۔۔۔؟ اوہ فولادی گیٹ ختم کر دیا گیا ۔۔۔ یہ
کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔؟ ایوانوف نے فولادی گیٹ کے مختلف حصوں
کو پانی میں تیرتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ اس جگہ تابکاری اثرات موجود ہیں" ۔۔۔ چکوف نے ایک
ڈائل کو دیکھتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو تابکاری اثرات ۔۔۔ ارے غضب خدا کا ۔۔۔ کہیں
اس شیطان نے وہ زیرو بم تو نہیں چلا دیا ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اوہ! اس نے اسی
بم سے فولادی گیٹ توڑا ہے ۔۔۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں
تھا ۔۔۔ اوہ آبدوز کو تلاش کرو ۔۔۔ ڈھونڈو اسے ۔۔۔ اور اس آبدوز
کو روکو ۔۔۔ ہر قیمت پر روکو" ۔۔۔ ایوانوف نے غصے کی شدت سے ناچتے
ہوئے کہا۔

اور چکوف نے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔ وہ تیزی سے مختلف بٹن
دباتا رہا اور سکرین پر منظر بدلتے چلے گئے اور پھر چند لمحوں بعد سکرین پر آبدوز
نظر آ گئی جو انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جزیرے سے باہر نکلی چلی
جا رہی تھی۔

"اسے روکو ۔۔۔ اسے ہر قیمت پر روکو ۔۔۔ یہ بھاگ نہ جائے" ۔۔۔
ایوانوف نے آبدوز کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"باس! ۔۔۔ اس پر اینٹی میگنٹ فائر کھول دوں ۔۔۔؟" چکوف
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو اینٹی میگنٹ فائر ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ مگر اس سے تو

سارا حفاظتی دائرہ ختم ہو جائے گا ۔۔۔۔ نہیں نہیں ۔۔۔۔ مگر اس کے
سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ۔۔۔۔ ہاں! ٹھیک ہے تم کرو فائر ۔۔۔۔ میں
خود نپٹ لونگا ۔۔۔۔ میں اعلیٰ حکام سے کہہ دونگا کہ فائر غلطی سے ہو گیا۔
ٹھیک ہے کرو فائر ۔۔۔۔ ان لوگوں کو بچ کر نہیں جانا چاہیئے ۔۔۔۔ چلو
جلدی کرو" ۔۔۔۔ ایوانوف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ کبھی ہاں
کرتا کبھی ناں، اور پھر راضی ہو جاتا۔ اس کی ذہنی حالت واقعی بے حد
خراب ہو چکی تھی۔

چکوف نے کنٹرول پینل چھوڑا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا شمالی کونے
میں نصب ایک بڑی سی مشین کے سامنے پہنچ گیا۔ اس مشین کے اوپر
مخصوص پلاسٹک کا غلاف چڑھا ہوا تھا۔ اس نے پھرتی سے وہ غلاف
اتارا۔ اور پھر اس کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہر
دوڑنے لگی اور تیز گونج کی آواز پیدا ہوئی۔

چکوف نے ایک ہینڈل کو پھرتی سے کھینچا تو گونج کی آواز تیز ہوتی
چلی گئی اور چکوف نے تیزی سے مشین کے نچلے حصے پر لگے ہوئے ایک چکر
کو گھمانا شروع کر دیا۔ مشین کے اوپر موجود سکرین روشن ہو گئی اور اس پر
مختلف منظر ابھرتے چلے آئے۔

آپریشن روم میں موجود تمام آپریٹرز اور چکوف کی نظریں اب اس مشین پر
جمی ہوئی تھیں۔ پھر جیسے ہی سکرین پر پانی میں دوڑتی ہوئی آبدوز کا منظر
ابھرا، چکوف نے پھرتی سے مشین کے درمیان موجود ایک بڑا سا سرخ رنگ
کا بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی مشین سے سیٹی کی آواز نکلی اور پھر
سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔ یوں لگتا تھا جیسے بجلی کی لہریں سی کوندتی

چلی جا رہی ہوں۔ سیٹی کی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی گئی اور پھر ایک زوردار
جھماکے کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی۔

"اوہ! ۔۔۔۔ حفاظتی دائرہ ختم ہو گیا ۔۔۔۔ اب فائر کرو" ۔۔۔۔ ایوانوف
نے بھنچے ہوئے لہجے میں کہا اور چکوف نے سر ہلاتے ہوئے اس سرخ بٹن
کے ساتھ والا بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے سکرین پر پانی میں ایک چھوٹا
سا بم بجلی کی سی تیز رفتاری سے چلتا ہوا نظر آیا۔ وہ پانی کو چیرتا ہوا آگے
بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کا رخ اسی آبدوز کی طرف تھا جو خاصی تیز رفتاری
سے ابھی تک آگے ہی آگے بھاگی چلی جا رہی تھی۔ لیکن بم کی رفتار بہرحال
آبدوز سے کئی گنا تیز تھی۔ اس لیئے وہ لمحوں میں آبدوز کے قریب ہوتا
چلا جا رہا تھا۔

اور پھر وہ آبدوز کے قریب پہنچ گیا اور ایوانوف اور چکوف کے ساتھ
ساتھ آپریشن روم میں موجود سب آپریٹروں نے اپنے سانس روک لئے اور
دوسرے لمحے بم پوری قوت سے آبدوز کے ساتھ ٹکرایا اور آبدوز کے گرد
آگ کا ایک دائرہ سا پھیلتا چلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے آبدوز کو بجلی کی لہروں
نے ڈھانپ لیا ہو۔

آبدوز کی رفتار ختم ہو گئی تھی اور وہ چند ہی لمحوں میں ساکت ہو گئی۔
اب آبدوز وہیں رکی ہوئی تھی اور اس کے گرد بجلیاں سی کوندرہی تھیں

"ویری گڈ! ۔۔۔۔ اب آبدوز ہمارے قبضے سے نہیں نکل سکتی" ۔۔۔۔
ایوانوف نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"اسے واپس لاؤ" ۔۔۔۔ ایوانوف نے کہا اور چکوف نے مختلف
بٹن دبانے شروع کر دیئے اور دوسرے لمحے آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا

لگا اور پھر اس کی واپسی شروع ہو گئی۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے واپس بھاگی چلی آرہی تھی۔

" زندہ باد! ___ اب جیسے ہی یہ آبدوز پہنچے ___ پہلے اس کا کنٹرول پینل آف کرنا ___ اور اس کے بعد اس کے اندر موجود گیس ماسک پہنے ہوئے شخص کو اس وقت تک اندر ہی قید میں رکھو ___ جب تک یہ بھوک و پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر نہ جائے" ___ ایوانوف نے چکوف سے مخاطب ہو کر کہا اور چکوف نے سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ایوانوف مزید کوئی ہدایات دیتا، اچانک ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنا شروع ہو گئی۔

ایوانوف نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ایوانوف سپیکنگ" ___ ایوانوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس! ___ کنٹرولنگ شعبے کا چیف بول رہا ہوں ___ جناب! سارا حفاظتی دائرہ ختم ہو گیا ہے ___ اب تو جزیرہ ایک عام سا جزیرہ بن گیا ہے ___ جہاں ہر شخص آسانی سے پہنچ سکتا ہے ___ آخر انٹی میگنٹ فائر کھولنے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی" ___ دوسری طرف سے پریشان سے لہجے میں کہا گیا۔

" اس کی ضرورت تھی ___ ورنہ ہماری سب سے قیمتی آبدوز مجرموں سمیت نکل جاتی" ___ ایوانوف نے جواب دیا۔

" تو پھر باس! ___ اب آپ خود ہی حکومت کو وضاحت کریں ___ ورکنگ پارٹی کے جنرل سیکرٹری کی کال آئی ہے کہ کاسموس جہاز کی تباہی کیوں

ہوئی اور حفاظتی دائرہ کیوں ختم ہوا ___؟ اور مارشل زاتورے کے متعلق بھی انہوں نے رپورٹ مانگی ہے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ! ___ کب آئی کال ___ اور حفاظتی دائرے کے متعلق انہیں کیسے پتہ چلا" ___؟ ایوانوف نے اچھلتے ہوئے کہا۔

" ابھی کال آئی ہے ___ اور قانون کے مطابق میں نے انہیں حفاظتی دائرے کے متعلق رپورٹ دیدی ہے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" او۔ کے! ___ میں بات کرتا ہوں" ___ ایوانوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

" آبدوز کی کیا پوزیشن ہے" ___؟ ایوانوف نے چکوف سے پوچھا۔

" بس جناب! ___ پہنچنے ہی والی ہے" ___ چکوف نے جواب دیا۔

" او۔ کے! ___ اسے تم سنبھالو ___ میں پارٹی چیف سے بات کرتا ہوں"۔ ایوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے سیفٹی ڈور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے جہاں آبدوز کی طرف سے تسلی ہوئی تھی وہاں اسے پارٹی چیف کو اس کی وضاحت کی پریشانی لاحق تھی۔ ظاہر ہے مارشل زاتورے کی ہلاکت کی رپورٹ اور جہاز کی تباہی اور حفاظتی دائرہ کا خاتمہ ___ تینوں ہی خوفناک اقدامات تھے اور جو منصوبہ الیدن تھرٹی نے بنایا تھا وہ تو ظاہر ہے اب اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو چکا تھا۔ اب تو اسے خود ہی کوئی کہانی سیٹ کرنا پڑے گی۔

عمران نے فولادی دروازے پر زیرو بم فائر کیا تو ایک لمحے کے لئے تو اُسے یہی محسوس ہوا کہ سکرین کو آگ لگ گئی ہے۔ مگر دوسرے لمحے سکرین صاف ہو گئی اور اس نے فولادی دروازے کے پرخچے اُڑتے ہوئے دیکھے۔ خوفناک بم نے اس زبردست فولادی گیٹ کے پرزے اُڑا دیئے تھے اور پانی میں ایک خوفناک قسم کا طوفان برپا ہو گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے آبدوز کے لئے پانی کا یہ طوفان کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا اس لئے اس نے پھرتی سے بٹن دبا کر آبدوز کو آگے بڑھایا اور پھر وہ اس کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

وہ جلد از جلد آبدوز کو جزیرے سے دُور ہٹانا چاہتا تھا۔ خاص طور پر حفاظتی دائرے سے باہر ——— کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ حفاظتی دائرہ کے اندر ہوتے ہوئے کسی بھی لمحے اس پر کوئی سائنسی وار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھی فرش پر مفلوج اور بے بس پڑے ہوئے اُسے

دیکھ رہے تھے اور وہ آبدوز کو دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اسکی آبدوز جزیرے سے دُور ہٹتی چلی جا رہی تھی۔ اور عمران اب اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اُسے سب سے زیادہ اپنے ساتھیوں کی فکر تھی۔ کیونکہ اس مفلوج پن کو دُور کرنے کے لئے مخصوص محلول کے انجکشنوں کی ضرورت تھی اور ظاہر ہے یہ انجکشن آبدوز میں موجود نہ تھے اور نہ ہی روسیاہ میں اُسے کہیں سے دستیاب ہو سکتے تھے۔

ابھی آبدوز آگے دوڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک اُسے سکرین کے اس حصے پر جو آبدوز کی پشت کا منظر ظاہر کر رہا تھا۔ پانی میں بجلیاں سی کوندتی دکھائی دیں اور وہ چونک کر اس پوزیشن کو دیکھنے لگا۔

اور ابھی وہ غور سے ان بجلیوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نے دور سے ایک چھوٹے سے بم کو پانی چیر کر آبدوز کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ یہ بم سیدھا آبدوز کی طرف ہی بڑھا چلا آ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ جزیرے پر سے اس پر کوئی سائنسی حربہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس بم سے پوری آبدوز کو ہی اڑانے کا فیصلہ کر دیا ہو۔ اس نے آبدوز کی رفتار مزید بڑھا دی اور وہ اس کا رُخ تیزی سے موڑنے لگا۔ لیکن بم تو بجلی کی سی تیز رفتاری سے بڑھا چلا آ رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ آبدوز کے قریب پہنچ گیا اور پھر آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور عمران سمجھ گیا کہ بم آبدوز سے ٹکرا چکا ہے مگر آبدوز تباہ نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کے پرخچے اڑے۔ بلکہ صرف اتنا ہوا کہ آبدوز کی رفتار یکدم ختم ہو گئی اور وہ رکنے لگ گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے

کسی نے اُسے اپنے پنجوں میں دبا لیا ہو۔

عمران نے تیزی سے کنٹرول پینل چیک کیا۔ کنٹرول پینل کام کر رہا تھا لیکن رفتار والا حصّہ ساکت تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس حصّے کو ختم کر دیا گیا ہو۔

آبدوز چند لمحے ساکت رہی اور اس کے بعد وہ ایک جھٹکے سے چل پڑی۔ مگر اس کا رُخ پیچھے کی طرف تھا وہ واپس جزیرے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ مڑے بغیر۔ جیسے اُسے پشت کی طرف سے کھینچا جا رہا ہو۔ عمران نے ایک خیال کے تحت اس کا رُخ موڑنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود ——— آبدوز اسی طرح پیچھے کی طرف کھنچتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف جا رہی تھی۔

اب عمران صرف سکرین پر جزیرے کو قریب آتا دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایک بار پھر موت کے جبڑوں میں جا رہے تھے۔ اور اس بار عمران کو یقین تھا کہ انہوں نے ایک لمحے کا وقفہ دیئے بغیر انہیں موت کی نیند سلا دینا ہے۔ لیکن وہ بے بس تھا۔

اُسے زیرو بموں کے فائر کرنے کا خیال آیا تھا لیکن چونکہ آبدوز اُلٹے رُخ چل رہی تھی اس لئے وہ ان بموں کو فائر نہ کر سکتا تھا۔ حالانکہ عمران کا منصوبہ یہی تھا کہ وہ جزیرے کے حفاظتی دائرے سے نکل کر ایسی کوئی ترکیب سوچے گا جس سے حفاظتی دائرہ ٹوٹ جاتا اور پھر وہ زیرو بموں کی بارش کر کے پورے جزیرے کو ہی اڑا دیتا۔ کیونکہ حفاظتی دائرے کی تفصیلات سننے کے بعد اُسے معلوم تھا کہ زیرو بموں کو فائر بھی کیا جائے تو اس حفاظتی دائرے کی وجہ سے وہ بے اثر ہو کر رہ جاتے۔ یہ دائرہ

قائم ہی اسی مقصد کے لئے کیا گیا تھا۔ کہ اس دائرے کے اندر کوئی بم یا کسی قسم کا کوئی سائنسی حربہ کامیاب نہ ہو سکے۔

آبدوز مسلسل پیچھے کی طرف کھنچی چلی جا رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اسی ٹوٹے ہوئے فولادی گیٹ سے ہوتی ہوئی واپس پرانی جگہ پر پہنچ گئی اور عمران اپنے مفلوج ساتھیوں سمیت ایک بار پھر وہیں پہنچ گیا جہاں سے وہ چلا تھا۔

آبدوز مخصوص جگہ پر پہنچتے ہی تیزی سے اوپر اٹھنے لگی اور چند لمحوں بعد جب وہ رُکی تو اس کے پیندے سے پانی غائب تھا اور اب وہی کمرہ سکرین پر نظر آ رہا تھا جس میں پہلے آبدوز موجود تھی۔

دوسرے لمحے ایک جھماکا سا ہوا اور کنٹرول پینل کے سارے بلب یکلخت بجھ گئے اور کنٹرول پینل مردہ ہو گیا۔ عمران تیزی سے اوپر والے ڈھکنے کی طرف دوڑا اور وہ سمجھ گیا تھا کہ ایک بار پھر باہر سے کنٹرول پینل کا وائر پلگ سے کھینچ لی گئی ہے۔

عمران نے ایک مشین گن اٹھائی۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ وہ فائرنگ کرتا ہوا باہر نکلتا اور وہاں موجود محافظوں کو ختم کر کے کنٹرول پینل دوبارہ ٹھیک کرتا اور آبدوز کو دوبارہ پانی میں لے جاتا۔

مگر جیسے ہی وہ باہر نکلنے والے ڈھکن کو کھولنے لگا۔ اُس نے باہر سے ایک مخصوص آواز سُنی اور اس نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ یہ آواز ڈھکن کو باہر سے لاک کرنے کی تھی۔ ڈھکن کو باہر سے لاک کر دیا گیا تھا اور ظاہر ہے اب اسے اندر سے نہ کھولا جا سکتا تھا اس طرح اب عمران اور اس کے ساتھی دھات کے اس قید خانے میں محبوس ہو کر

رہ گئے تھے۔

اب جب تک انہیں کوئی خود باہر نہ نکالتا وہ باہر نہ نکل سکتے تھے۔ عمران ڈھیلے قدم اٹھاتا واپس کنٹرول روم میں آگیا۔ کنٹرول پینل ساکت پڑا تھا اور سکرین بھی آف تھی۔ اب اُسے قطعاً کچھ معلوم نہ تھا کہ آبدوز کے باہر کیا ہو رہا ہے۔

وہ کنٹرول روم میں کھڑا سوچتا رہا۔ لیکن کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہ آرہی تھی جس سے وہ آئندہ اقدام کے قابل ہوتا۔ مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی تباہی تو ایک طرف رہی ــــ بہرحال اُسے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں بچتی بھی نظر نہ آرہی تھیں۔ اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی کا فیوز اڑ گیا ہو اور وہ ناکارہ ہو کر رہ گئی ہو۔ بس بے بسی کی دُھند سی اس کے دماغ پر چھاتی چلی جارہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے جسم کی بجائے اس کی ذہنی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہوں۔

اس نے بار بار اپنے سر کو جھٹکے دیئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے قلم میں سیاہی رُک جائے تو اسے جھٹکے دے کر دوبارہ سیاہی کو رواں کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ دماغ قلم تو نہیں تھا کہ جھٹکے دینے سے اس سچوئشن کا کوئی حل نکال دیتا۔

"اب ایک ہی صورت رہ گئی ہے دوستو! ــــ کہ میں یہاں سر پکڑ کر بیٹھ جاؤں ــــ اور رونا اور بین کرنا شروع کر دوں" ــــ عمران نے چہرے سے گیس ماسک اتارتے ہوئے اپنے اِرد گرد مفلوج پڑے ہوتے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر اس نے اس خیال پر

باقاعدہ عمل کرنا شروع کر دیا۔ وہ اکڑوں فرش پر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا اور پھر اس طرح زور زور سے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ جیسے اس کے کسی عزیز ترین دوست کی موت واقع ہو گئی ہو۔ اور اس کے مفلوج ساتھی آنکھیں پھاڑ سے اُسے اس طرح روتا دیکھ رہے تھے۔ لیکن وہ بیچارے بول نہ سکتے تھے نجانے ان کے دماغوں میں عمران کو یُوں روتے دیکھ کر کیا خیالات پیدا ہو رہے تھے۔

یہ ایک منفرد اور عجیب سا منظر تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ــــ ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست علی عمران فرش پر بیٹھا بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہہ رہے تھے۔ اور پھر روتے روتے اس کی باقاعدہ ہچکیاں سی بندھ گئیں۔ کاش! ــــ اس وقت سوپر فیاض ہوتا تو وہ یقیناً عمران کو یوں روتے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگتا۔

ہچکیاں لیتے لیتے یکدم عمران ساکت ہو گیا اور پھر اس نے تیزی سے اپنے آنسو پونچھے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"کسی پر کوئی اثر نہیں ہوا میرے رونے پیٹنے کا ــــ کوئی میری مزاج پرسی کرنے نہیں آیا تو لعنت بھیجو اس رونے پر" ــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"عمران صاحب! ــــ رونے سے کچھ نہیں ملتا" ــــ اچانک عمران صفدر کے لہجے میں بڑبڑایا۔ حالانکہ آواز اس کے حلق سے نکلی تھی لیکن محسوس ایسے ہوا تھا جیسے صفدر بولا ہو۔

"اوہ صفدر! ــــ تم بول پڑے ــــ ویری گڈ ــــ دیکھو بھئی! مشہور محاورہ ہے کہ بچہ جب تک روئے نہیں ــــ اُسے دُودھ نہیں ملتا۔ اس لئے رو رہا تھا" ــــ عمران نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آجکل جب بچہ روتا ہے تو اُسے دُودھ کی بجائے تھپڑ کھانے پڑتے ہیں" ــــ عمران نے دوبارہ صفدر کے لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے! ــــ اس کا تو مجھے خیال بھی نہ آیا تھا ــــ چلو یار غلطی ہو گئی ــــ اب نہیں روؤں گا" ــــ عمران نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ــــ باتیں ہی کرتے رہو گے ــــ کچھ کرو بھی سہی اگر مشین سے بم نہیں چلتے ــــ تو ہاتھ سے ہی چلا دو آتشبازی کی طرح" ــــ عمران نے صفدر کے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ــــ ویری گڈ! ــــ صفدر واقعی تمہاری کھوپڑی چالو ہو گئی ہے ــــ بالکل ایسا ہی ہو گا" ــــ عمران نے اچھلتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے سلنڈر میں اس نے چار زیرو بم ڈالے تھے۔ اور جن میں سے ایک وہ فائر کر چکا تھا۔

عمران نے وہ سلنڈر باہر نکال کر کھولا اور پھر اس میں سے ایک بم نکال کر باہر رکھا اور سلنڈر کو دوبارہ بند کر کے اس نے بم اٹھایا اور اوپر والے حصے پر جانے کے لئے چل پڑا۔

"کیا کر رہے ہیں عمران صاحب! ــــ اس بم سے تو پوری آبدوز

ہی اُڑ جائے گی" ــــ اچانک چلتے چلتے عمران نے کیپٹن شکیل کے لہجے میں زور سے کہا۔

"ارے تم بھی بول پڑے ــــ یار! جب بھی بولتے ہو ــــ بس بم پھاڑ کر ہی بولتے ہو ــــ ویسے ایک بات کہوں ــــ بولتے ٹھیک ہو ــــ واقعی اس بم سے تو آبدوز ہی اڑ جائے گی ــــ لیکن یار! ــــ میں نے سوچا تھا کہ چلو ساری آتش بازی ایک ہی بار چلا دوں ــــ تمہیں پسند نہیں تو نہ سہی" ــــ عمران نے باقاعدہ جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس مڑا۔ اس نے سلنڈر کو واپس باہر کی طرف کھینچا اور بم کو اس کے اندر ڈال کر سلنڈر دوبارہ مشین میں فٹ کر دیا۔

اب عمران ایک بار پھر خالی ہاتھ تھا۔ دراصل اس کا ذہن کوئی مثبت حل نکال نہ پا رہا تھا۔ اس لئے اپنے آپ کو بہلانے کے لئے یہ ساری حرکتیں کر رہا تھا۔

عمران نے سلنڈر کو واپس مشین میں فٹ کرنے کے بعد تفصیلی نظروں سے کنٹرول روم کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ دراصل اب تک اُسے اس کام کی فرصت ہی نہ ملی تھی اور اب تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُسے فرصت ہی فرصت ہو۔ اُسے ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے آدمی نوکری سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد اپنے آپ کو خالی خالی سا محسوس کرتا ہے اور پھر اس کا کام سوائے اخبار چاٹنے کے اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ یہ وہی دور ہوتا ہے جب وہ اخبار میں ضرورت رشتہ تک کے اشتہار بھی اسی طرح شوق سے پڑھتا ہے جیسے کسی زمانے میں عالمی جنگ کے متعلق سرخیاں پڑھا کرتا تھا۔

اور پھر اچانک عمران آبدوز کے ایک کونے کی ساخت دیکھکر چونک
پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تعجب کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ تیزی سے
اس کونے کی طرف بڑھا چلا گیا۔

یہ کنٹرول پینل کی مخالف سمت کا کونہ تھا۔ عمران نے اس کے
قریب پہنچ کر اس کی سطح پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے
لمحے وہ چونک پڑا۔ اس کا اندازہ صحیح ثابت ہوا تھا۔ اس کونے کی دیوار
کے درمیان ایک معمولی سی لکیر موجود تھی۔ ایسی لکیر جو عام طور پر دیکھنے سے
نظر نہ آتی تھی۔ یہ تو عمران ایسے زاویے پر کھڑا تھا کہ وہ لکیر چمکتی ہوئی نظر
آگئی تھی۔ ورنہ شائد عمران بھی اُسے کبھی تلاش نہ کر پاتا۔ یہ لکیر چھت سے
فرش تک ایک سیدھ میں چلی گئی تھی۔ اور عمران اکڑوں فرش پر بیٹھ کر
غور سے اس لکیر کے نچلے حصے کو دیکھنے لگا۔

دوسرے لمحے اس نے تیزی سے ہاتھ اٹھایا اور دیوار اور فرش کے
درمیان لکیر کے اختتام پر ایک معمولی سی ابھری ہوئی جگہ کو انگوٹھے
کی مدد سے زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے ایک سرسراہٹ سی پیدا ہوئی
اور دیوار کا اس لکیر کے دائیں طرف کا حصہ تیزی سے ایک طرف ہٹتا
چلا گیا۔ اور اب وہاں ایک دروازہ سا موجود تھا۔ جس کی دوسری طرف
ایک چھوٹا سا کمرہ موجود تھا۔

عمران تیزی سے قدم بڑھا کر اس کمرے میں داخل ہوا
تو اس کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔ اس کمرے میں تمام
دیواروں کے ساتھ خانے بنے ہوئے تھے جن میں اسلحہ موجود تھا۔ ہر قسم کا
اسلحہ ـــــ جدید ترین اسلحہ ـــــ اور اسی لمحے ایک کونے میں رکھے

ہوئے بڑے سے باکس پر عمران کی نظریں پڑیں۔ باکس پر ابتدائی طبی امداد کا
مخصوص نشان موجود تھا۔

عمران تیزی سے اس باکس کی طرف لپکا اور پھر اس نے باکس کھولا
تو اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر چمک لہرا اٹھی۔ اس باکس میں وہ محلول
بھرے انجکشن موجود تھے جن سے مفلوج کر دینے والی مخصوص گیس کا توڑ
کیا جا سکتا تھا۔ یہ شائد حفظ ماتقدم کے طور پر رکھے گئے تھے کہ اگر کسی بھی
لحاظ سے اس گیس کا اٹیک آبدوز میں موجود لوگوں پر ہو جاتے تو اس کا
توڑ کیا جا سکے۔

عمران نے تیزی سے پانچ سرنجیں اٹھائیں اور باکس بند کر کے وہ
اس سٹور نما کمرے سے باہر نکل آیا اور پھر اس نے باری باری اپنے ہر
ساتھی کے بازو میں ایک ایک سرنج میں بھرا ہوا محلول انجکٹ کر دیا۔ یہ سرنجیں
اس مقصد کے لئے خاص طور پر تیار کی گئی تھیں کیونکہ یہ ایک دفعہ استعمال
کرنے کے بعد بیکار ہو جاتی تھیں۔

چند ہی لمحوں بعد سب ساتھیوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور
تھوڑی دیر بعد وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"یہ دوا آپ نے کہاں سے نکال لی عمران صاحب! ـــــ ورنہ ہم
نے تو یہی سمجھا تھا کہ اب بس اسی مفلوجی کی حالت میں ہی موت آجائے
گی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"بس یار تمہاری باتوں نے سبق دے دیا ـــــ ورنہ میں تو اب تک
بیٹھا رو رہا ہوتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر
کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" ہم اس وقت بھی آپ کے حلق سے اپنی آوازیں سُنکر دل ہی دل میں ہنس رہے تھے ____ لیکن کیا کرتے مجبور تھے ____ لیکن ایک بات ہے کہ اس بے بسی اور مفلوجی کی حالت میں اپنی آواز سننے کا بیحد لطف آیا" ____ صفدر نے ہنستے ہوتے جواب دیا۔

" اب صرف رونے اور ہنسنے کا ہی دھندا رہے گا ____ یا ____ کوئی بچ نکلنے کی بھی صورت نکلے گی" ____ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یار! ____ اب مجھے مفلوج سمجھو ____ اور باقی کام تم خود کر لو" ____ عمران نے بھی جواب میں برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آخر یہ کیا ہو رہا ہے ____ ؟ یہ لوگ ہمیں یہاں قید کر کے بھول گئے ہیں ____ آخر یہ چاہتے کیا ہیں" ____ ؟ نعمانی نے کہا۔

" یہ چاہتے ہیں کہ ہم سب بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں اور بس" ____ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" ہوگا بھی ایسا ہی ____ اگر آپ لوگوں کا یہی حال رہا" ____ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور تیزی سے اوپر والے حصے کی طرف بڑھنے لگا۔

" کیا کر رہے ہو تنویر" ____ ؟ اچانک عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

" میں اس ڈھکن کو گولیاں مار مار کر اڑا دونگا" ____ تنویر نے پلٹ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" احمق آدمی! ____ یہ مشین گن رکھ دو ____ یہ ڈھکن ختم ہو گیا تو پھر یہ آبدوز بیکار ہو جاتے ____ خاص طور پر اس کا ایئر پریشر سسٹم بے حد نازک ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی حرکت سے سب کچھ ختم ہو جائے گا" ____

عمران نے اُسے ڈانٹتے ہوتے کہا اور تنویر خاموشی سے ہونٹ بھینچتا ہوا واپس آگیا۔

" لیکن عمران صاحب! ____ آخر ہم کب تک یہاں قید میں پڑے رہیں گے" ____ ؟ چوہان بھی آخر بول پڑا۔

" جب تک ہمیں کوئی لینے نہیں آتا ____ اور تم فکر نہ کرو۔ ان کا پیمانۂ صبر جلد لبریز ہو جائے گا ____ بس تھوڑے سے تحمل کی ضرورت ہے" ____ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک وہ سب چونک پڑے۔ کیونکہ ان سب نے کنٹرول پینل میں زندگی کی لہر کو دوڑتے دیکھ لیا تھا۔ کنٹرول پینل یکدم خود بخود جاگ اٹھا تھا۔

" سب لوگ سانس روک لیں ____ وہ دوبارہ گیس کا اٹیک کریں گے"۔ عمران نے چیختے ہوتے کہا اور چند لمحوں بعد وہ خود بھی سانس روک کر یوں لڑکھڑایا جیسے اس کا جسم مفلوج ہوتا جا رہا ہو اور پھر دھڑام سے نیچے گر گیا۔ اس کی اداکاری دیکھ کر باقی سب نے بھی سانس روک کر اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد وہ سب فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بڑی سختی سے سانس روکے ہوتے تھے۔

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد انہیں اوپر والے حصے میں کھڑاکے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ باہر سے کوئی اندر آ رہا ہے اور پھر چند لمحوں بعد سیڑھیاں اتر کر تین چار مسلح افراد نیچے کود آتے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ یوں چوکنا تھے جیسے کسی بھی لمحے

ان پر گولیاں چلا دیں گے۔

لیکن چونکہ عمران خاموش پڑا ہوا تھا اس لئے اس کے باقی سب ساتھی بھی خاموش پڑے رہے۔

چند لمحوں بعد چار مزید افراد آبدوز میں نیچے اُتر آئے۔ ان میں سے تین افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جب کہ ایک خالی ہاتھ تھا۔

"ان سب کو اٹھا کر آبدوز سے باہر لے چلو ـــ اور سنو! ـــ باہر کمرے میں انہیں دیوار کے ساتھ لٹا دینا ـــ تاکہ اطمینان سے ان پر نشانہ بازی کی جاسکے" ـــ خالی ہاتھ شخص نے دوسرے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر سب مسلح افراد نے مشین گنیں اپنے اپنے کاندھوں سے لٹکائیں اور پھر باری باری عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر لاد لیا۔ اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے آبدوز کے اوپر والے حصے میں پہنچے اور ڈھکن سے باہر نکل کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

اس کے بعد انہوں نے عمران اور اس کے سب ساتھیوں کو کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ ایک قطار میں لٹا دیا۔ اور خود تیزی سے مشین گنیں سنبھال کر دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

اسی لمحے آبدوز کے ڈھکن سے مسلح افراد کا انچارج باہر نکلا اور وہ ان کے قریب آکر رک گیا۔

"کیا خیال ہے باس! ـــ فائرنگ شروع کریں" ـــ ایک

مشین گن بردار نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اُسے لوگوں کو گولیاں مارنے کا بے حد شوق ہو۔

"نہیں ٹھہرو! ـــ چیف باس یہاں خود آرہے ہیں ـــ وہ اپنی تسلی کرنا چاہتے ہیں" ـــ باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جو ایک قطار میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے پڑے تھے۔

تھوڑی دیر بعد باہر راہداری میں قدموں کی آواز گونجی اور عمران کے اعصاب تننے شروع ہو گئے۔ کیوں کہ اب چند لمحوں بعد ہی کوئی فیصلہ ہونے والا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے ---- ؟ کیا پوزیشن ہے" ---- ؟ ایوانوف
نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے چکوف سے مخاطب ہو کر کہا
"آپ آگئے باس" ---- چکوف نے جو کنٹرول پینل پر کھڑا تھا چونک
کر کہا۔

"ہاں! ---- میں آگیا ہوں ---- میں نے پارٹی کے ورکنگ چیف کو
تمام صورت حال تفصیل سے بتا دی ہے ---- وہ ایک گھنٹے بعد بذاتِ
خود یہاں پہنچنے والے ہیں" ---- ایوانوف نے کنٹرول پینل کے قریب
پہنچتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ تو ٹھیک ہو گئے ہیں باس! ---- انہوں نے آبدوز کا خفیہ
سٹور ڈھونڈ نکالا اور وہاں سے انجکشن سرنجیں نکال کر انہوں نے انجکیٹ
کر لیں" ---- چکوف نے جواب دیا۔

"اوہ! ---- تو کیا اس نے ماسک اتار دیا ہے" ---- ؟ ایوانوف نے

چونک کر سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ جہاں آبدوز کا اندرونی منظر نظر
آرہا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی کنٹرول روم میں کھڑے آپس میں باتیں
کر رہے تھے۔

"اس آدمی نے کب گیس ماسک اتارا" ---- ؟ ایوانوف نے کرخت
لہجے میں پوچھا۔

"گیس ماسک تو اس نے بہت پہلے اتار دیا تھا ---- پھر جناب! یہ
بیٹھ کر رونے لگا بالکل بچوں کی طرح ---- پھر اٹھا اور اس نے زیرو آپریٹنگ
مشین کے سلنڈر سے بم نکالا ---- مگر پھر اسے واپس رکھ دیا ---- اس
کے بعد اس نے وہ خفیہ دروازہ ڈھونڈ نکالا اور سٹور میں سے جا کر انجکشن
لے آیا اور اپنے آدمیوں کو لگا کر انہیں ٹھیک کر دیا" ---- چکوف نے
باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم احمقوں کی طرح کھڑے سکرین پر یہ سب تماشہ دیکھتے رہے" ----
ایوانوف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرتا باس! ---- آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ انہیں کچھ نہیں
کہنا ---- یہاں تک کہ یہ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں" ----
چکوف نے سہم کر جواب دیا۔

"اوہ بلڈی فول ---- احمق ---- وہ تو میں نے اس لئے کہا تھا کہ
اس وقت اس نے گیس ماسک پہنا ہوا تھا ---- اور ایسی صورت میں
اس پر کوئی گیس اثر نہ کرتی اور جو آدمی بھی اندر جاتا وہ اس کے ہاتھوں
آسانی سے مارا جا سکتا تھا ---- لیکن جب اس نے گیس ماسک اتار
دیا تھا تب تو اس پر آسانی سے گیس اٹیک کیا جا سکتا تھا" ---- ایوانوف

نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" سوری باس ! ___ مجھے اس کا خیال نہیں آیا ___ بہر حال اگر آپ حکم کریں تو میں ابھی گیس اٹیک کر دیتا ہوں" ___ چکوف نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

" جلدی کرو ___ آدمی بھیج کر کنٹرول وائر پلگ میں لگواؤ اور گیس اٹیک کر کے انہیں مفلوج کر دو ___ اور سنو ! ___ اپنے آدمیوں کو حکم دے دو کہ جب یہ لوگ مفلوج ہو جائیں تو انہیں آبدوز سے نکال کر کمرے میں ڈال دیں ___ میں خود اپنے سامنے انہیں ہلاک ہوتا دیکھنا چاہتا ہوں" ___ ایوانوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" بہتر باس ! ___ ابھی لیجئے" ___ چکوف نے جواب دیا اور پھر اس نے تیزی سے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

" یس سر" ___ دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔

" سنو ! ___ آٹھ دس مسلح افراد لے کر آبدوز والے کمرے میں پہنچ جاؤ۔ وہاں جا کر کنٹرول وائر پلگ میں ڈال دو ___ اس کے بعد جب میں کاشن دوں تو آبدوز کا ڈھکن کھول کر اندر داخل ہو جاؤ اور ان سب کو باہر نکال لاؤ ___ اس کے بعد چیف باس وہاں خود آ کر انہیں اپنے سامنے قتل کرائیں گے" ___ چکوف نے تحکمانہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" مگر باس ! ___ ان کے پاس تو اسلحہ ہوگا ___ اس طرح تو آبدوز کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" احمق آدمی ! ___ میرے کاشن دینے کا مطلب بھی یہی ہے کہ میں

پہلے ان کو مفلوج کر دونگا ___ اس کے بعد کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا" ___ چکوف نے اُسے بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ایوانوف کی طرف سے پڑنے والی جھاڑ کا بدلہ چکا رہا تھا۔

" بہتر باس ! ___ حکم کی تعمیل ہوگی" ___ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور چکوف نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے کنٹرول پینل کے بٹن دبا کر آبدوز کا بیرونی منظر سکرین پر فوکس کیا اور گیس اٹیک کے لئے تیار ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کمرے میں آٹھ مسلح افراد داخل ہوئے ان کے پاس مشین گنیں تھیں جبکہ ایک آدمی خالی ہاتھ تھا۔ اس خالی ہاتھ والے آدمی نے کنٹرول وائر کو پلگ میں ڈال دیا اور پھر وہ سب ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

چکوف نے فوراً ہی مختلف بٹن دبائے اور دوسرے لمحے سکرین پر ایک بار پھر آبدوز کا اندرونی منظر نظر آنے لگا۔ اور پھر مخصوص گیس اٹیک کا بٹن چکوف نے دبا دیا اور دوسرے لمحے اس نے آبدوز میں موجود افراد کو لڑکھڑا کر فرش پر گرتے دیکھا۔

" ویری گڈ ! ___ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ کتنے پانی میں ہیں" ___ ایوانوف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

چکوف نے ایک بار پھر منظر بدلا اور جب کمرے کا منظر سکرین پر ابھر آیا تو اس نے ایک اور بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کمرے کے دروازے کے اوپر اندر کی طرف لگا ہوا بلب جل اٹھا۔ اور یہی کاشن تھا۔ اس کاشن کے ملتے ہی چار مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے اور آبدوز پر چڑھ کر اس کے ڈھکن کو کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ باقی افراد باہر کھڑے رہے۔ جب انہیں اندر

گئے ہوتے چند لمحے گزر گئے تو اس خالی ہاتھ والے نے اشارہ کیا اور پھر وہ بھی باری باری اندر داخل ہوتے چلے گئے۔

چکوف اور ایوانوف خاموش کھڑے سکرین پر یہ منظر دیکھتے رہے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس وقت چونکے جب یہ مسلح افراد عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھائے باہر نکلے۔ اور انہوں نے انہیں دیوار کے ساتھ قطار میں لٹا دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"میں وہاں جا رہا ہوں ــــ تم ذرا خیال رکھنا" ــــ ایوانوف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ــ کیا میں بھی آؤں" ــــ؟ چکوف نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"نہیں! ــ تم یہاں کنٹرول پر ٹھہرو ــــ اسے خالی نہیں چھوڑا جا سکتا" ــــ ایوانوف نے تیز لہجے میں کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے قدموں میں خاصی تیزی تھی۔ ظاہر ہے وہ ایک فاتح کی صورت میں جا رہا تھا۔ ان لوگوں کو ہلاک کرنے جنہوں نے پورے جزیرے کو مصیبت میں ڈال دیا تھا۔

قدموں کی آواز ابھرنے کے چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور عمران ے ایوانوف کو اندر داخل ہوتے ہوتے دیکھا۔

ایوانوف کے اندر آنے کی وجہ سے وہاں موجود سب لوگوں کا خیال ک لمحے کے لئے ایوانوف کی طرف ہوا اور اسی لمحے عمران فرش پر ے پڑے اچانک کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ وار پر لگے ہوئے اس ہینڈل پر پڑ گیا جس سے کمرے کا فرش آبدوز کے ذے سے ہٹ جاتا تھا۔ اب انہیں لٹانے والوں کی بدقسمتی تھی کہ انہوں ے عمران کو اسی ہینڈل کے نیچے ہی لٹایا تھا۔

جب تک مسلح محافظ سنبھلتے۔ ہینڈل کھینچا جا چکا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ن کے قدموں تلے سے فرش تیزی سے ہٹتا چلا گیا اور وہ سب ایوانوف میت لڑکھڑا کر پہلے تو فرش پر گرے اور دوسرے لمحے الٹ کر پانی ں جا گرے۔

عمران کے اچھلتے ہی اس کے سب ساتھی بھی حرکت میں آ گئے تھے چونکہ وہ دیوار کی جڑ کے پاس موجود تھے اس لئے پانی میں گرنے سے فوری طور پر تو بچ گئے اور اسی لمحے انہوں نے زوردار چھلانگیں لگائیں اور نیچے بیٹھتی ہوئی آبدوز پر چڑھتے چلے گئے۔ کیونکہ عمران نے بھی ہینڈل دباتے ہی ایسا کیا تھا۔

مسلح محافظ اچانک پانی میں گرنے کی وجہ سے فوری طور پر نہ سنبھل سکے تھے اور جب تک وہ سنبھلتے عمران اور اس کے ساتھی دوبارہ آبدوز میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

پھر عمران انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا نیچے اترا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے کنٹرول پینل سنبھالا اور پھر پلک جھپکنے میں آبدوز کا انجن سٹارٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اسی لمحے عمران کو اوپر والے حصے پر لڑنے بھڑنے اور کراہوں کی آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کئی لوگ آپس میں الجھ گئے ہوں۔ مگر وہ ان سے بے نیاز تیزی سے آبدوز چلانے میں مصروف رہا۔ دوسرے لمحے آبدوز ایک جھٹکے سے آگے بڑھی ہی تھی کہ اچانک کنٹرول پینل یکدم ساکت ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ کنٹرول پینل میں پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر تیزی سے اوپر والے حصے پر چڑھتا چلا گیا۔ وہاں جنگ جاری تھی۔ چار افراد اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ جگہ بے حد تنگ تھی اس لئے وہ زیادہ حرکت نہ کر سکتے تھے اور سیکرٹ سروس کے ممبران نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا تھا اور اس وقت وہ ان کے درمیان ٹیبل ٹینس کی گیند کی طرح اچھل

رہے تھے۔

سیکرٹ سروس کے ممبران شاید سارا انتقام انہی سے لینے پر تلے ہوئے تھے۔ اسی لمحے عمران کو ڈھکن میں سے ایک ہاتھ اندر آتا دکھائی دیا۔ اس ہاتھ میں مشین گن تھی۔ عمران نے تیزی سے ٹریگر دبا دیا اور ہاتھ مشین گن سمیت ہی غائب ہو گیا۔ اور ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بھی سنائی دی اور فائر کے ساتھ ہی سیکرٹ سروس کے ارکان کے ہاتھ بھی رک گئے اور اسی لمحے ان کے ہاتھوں مار کھانے والے بھی فرش پر گرتے چلے گئے۔

"انہیں اٹھا کر باہر پھینکو —— جلدی کرو" —— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر دوسرے لمحے بیہوش پڑے ہوئے محافظ اچھل کر باہر گرنے لگے۔

مگر جیسے ہی وہ باہر گرتے زوردار فائرنگ کی آوازیں آتیں۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر جاتی۔ ابھی ایک آدمی رہتا تھا کہ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکا اور دوسرے لمحے وہ زوردار انداز میں اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور بیہوش آدمیوں کی طرح اچھل کر باہر جا گرا۔ اس پر توقع کے مطابق فائرنگ نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ پہلے تین افراد پر فائرنگ کرنے والے رک گئے تھے۔ انہیں یہی خیال آیا تھا کہ ان کے ساتھیوں کو باہر اچھالا جا رہا ہے۔ اور یہی بات عمران چاہتا تھا کہ باہر نکلتے وقت اس پر فائرنگ نہ کی جاتے اور اس کا منصوبہ کامیاب رہا تھا۔

آبدوز چونکہ پانی میں ڈوب چکی تھی اس لئے پانی میں گرتے ہی وہ تیزی سے آبدوز کے پیندے کی طرف تیرتا چلا گیا۔ ادھر پانی میں چار

افراد تیر رہے تھے۔ عمران کو پہچانتے ہی انہوں نے مشین گنیں سیدھی
کیں لیکن عمران آبدوز کی آڑ لے چکا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں
بھی تھی۔ اور پھر وہ دوسری طرف سے ہو کر تیزی سے آبدوز پر چڑھتا
چلا گیا۔

دوسری طرف چڑھ کر وہ تیزی سے دوبارہ ڈھکن کی طرف آیا اور
ڈھکن کی آڑ میں آبدوز پر ہی لیٹ گیا۔ اس نے مشین گن سیدھی کی
اور پانی میں تیرتے اور اسے تلاش کرتے ہوئے افراد کو تاڑنے لگا۔
مگر وہ شاید اوپر سطح کی طرف جا چکے تھے کیونکہ عمران کو نظر نہ آرہے تھے
عمران بھی سانس روکے ہوئے تھے۔

چند لمحوں تک جب وہ عمران کو نظر نہ آئے تو اس نے آبدوز چھوڑ
دی اور پانی میں تیرتا ہوا تیزی سے آبدوز کے اس حصے کی طرف
جانے لگا جدھر کنٹرول پینل کی وائر تھی۔ لیکن ابھی وہ ذرا سا ہی آگے
بڑھا تھا کہ اچانک دو سلائے سے اس کی طرف بڑھے اور پھر اس پر
ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مشین گن کے دستے اس کے جسم پر مارنے کی
کوشش کی۔ مگر عمران مچھلی کی سی تیزی سے پلٹ کر ذرا سا اوپر کو اٹھا۔
اور اس نے دونوں پیروں کو زور سے جھٹکا اور وہ دونوں سائے
تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے عمران
نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی اور ٹریگر دبا دیا۔ پانی کے
اندر ہی دھماکے ہوئے اور دو شعلے تیرتے ہوئے ان دونوں کے
سینوں میں گھستے چلے گئے۔ یہ سب مشین گنیں چونکہ خصوصی طور پر
واٹر پروف بنائی گئی تھیں اس لئے پانی ان کی کارکردگی پر اثر انداز

نہ ہو سکتا تھا۔ شاید جزیرے کی وجہ سے اس قسم کی خصوصی مشین گنیں تیار کی
گئی تھیں۔

ان پر فائر کر کے عمران تیزی سے پلٹا اور اس کا یہ پلٹنا ہی اس کی
زندگی بچا گیا۔ کیونکہ شمالی سمت سے اس پر مشین گن کا فائر کیا گیا تھا۔ اور
اس کے اچانک پلٹ جانے کی وجہ سے شعلہ اس کے سینے کے قریب
سے نکلتا چلا گیا۔

اور پھر عمران نے سانپ کی سی تیزی سے پلٹ کر فائر کیا اور دوسرے
لمحے پانی میں خون کا فوارہ سا ابلا اور وہ آدمی پانی میں ہی اس طرح تڑپتا
ہوا اوپر کو لپکا جیسے مچھلی پانی میں تڑپتی ہے اور اسی لمحے عمران کو اوپر
سطح پر ایک اور سایہ سا نظر آیا۔ وہ سایہ تیزی سے ایک طرف تیرتا ہوا آبدوز
کی آڑ میں غائب ہو گیا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اپنے آپ کو آبدوز کی
طرف لڑھکایا اور چند لمحوں بعد ہی وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کنٹرول وائر
موجود تھی۔ اور پھر اس نے کنٹرول وائر کو پلگ میں ڈال دیا۔

جیسے ہی کنٹرول وائر پلگ میں گئی۔ آبدوز کو ایک تیز جھٹکا سا لگا
اور وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے لپک کر
اسے پکڑنا چاہا۔ مگر آبدوز کی رفتار اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھی
اس لئے وہ اس کے ہاتھ سے پھسلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور
عمران وہیں پانی میں ہی ہاتھ مارتا رہ گیا۔ اور آبدوز کافی فاصلے پر پہنچ
گئی۔ اب ظاہر ہے عمران اسے کسی صورت بھی نہ پکڑ سکتا تھا دراصل
اس سے اندازے کی غلطی ہوئی تھی۔ اسے کنٹرول وائر سیٹ کرتے
ہوئے یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ جب کنٹرول وائر نکالی گئی تھی۔ اس

وقت آبدوز کا انجن چل چکا تھا۔ اس لئے کنٹرول وائر سیٹ ہوتے ہی
آبدوز تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

عمران کے لئے اب سانس روکنا قطعی دوبھر ہو چکا تھا اس لئے
وہ تیزی سے سطح کی طرف اٹھتا چلا گیا۔

پھر جیسے ہی وہ پانی کی سطح پر آیا اچانک فرش انتہائی تیزی سے
آپس میں ملا اور عمران یوں اچھل کر فرش پر آگرا۔ جیسے مچھلی علق میں
پھنسے ہوئے کانٹے کے جھٹکے سے دریا سے باہر ساحل پر آگرتی ہے۔ فرش
پر گرتے ہی عمران نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی، مگر اسی لمحے
دروازے سے چار مسلح آدمی اندر داخل ہوئے۔ اب عمران بری طرح
پھنس چکا تھا۔ چار مشین گنوں کی فائرنگ سے بچنا اب اس کے لئے
ناممکن ہو گیا

"باس" ـــــ اچانک آنے والوں نے چیخ کر کہا۔ مگر دوسرا لفظ منہ
سے نہ نکال سکے۔ عمران نے پلٹ کر فائر کھول دیا۔ اور وہ چاروں ہی چیختے
ہوئے فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ گولیاں ان کے سینوں میں گھستی
چلی گئی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں مرتے ہوئے بھی حیرت کے تاثرات موجود
تھے اور عمران سمجھ گیا کہ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی اس پر فائر کیوں
نہیں کیا۔ وہ شاید اسے اپنا باس ایوانوف سمجھے تھے کیونکہ ایوانوف بھی پانی
میں گرا تھا۔ اور شاید وہ سطح پر نہ ابھرا تھا اس لئے وہ اسی کے خیال میں
تھے۔ اگر وہ اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دیتے تو عمران کی موت
یقینی ہو جاتی۔

ان کے ختم ہوتے ہی عمران تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ وہ

دوسرے آنے والوں کو روکنا چاہتا تھا۔

مگر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا، اچانک فرش
درمیان سے ہٹتا چلا گیا اور دوسرے لمحے پانی میں سے آبدوز اوپر کی
طرف ابھرتی چلی آئی۔

عمران نے پھرتی سے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر وہ تیزی
سے دوبارہ ہینڈل کی طرف بھاگا۔

اور اسی لمحے باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں
سنائی دیں۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ فولادی دروازہ اب آسانی سے نہ کھل
سکے گا۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ہینڈل کو نیچے کھینچا اور فرش ایک بار
پھر کھلتا چلا گیا۔ اور اوپر ابھر آنے والی آبدوز دوبارہ نیچے پانی میں اترتی
چلی گئی اور عمران نے ہینڈل کھینچتے ہی چھلانگ لگائی اور پانی میں ڈوبتی
ہوئی آبدوز پر چڑھ کر وہ اس کے کھلے ڈھکن سے اندر داخل ہو گیا۔

اوپر والے حصے میں اس کے دو ساتھی اور نچلے حصے میں باقی ساتھی
اسی طرح پڑے ہوئے تھے۔

عمران نے نیچے اترتے ہی پھرتی سے ایک طرف پڑا ہوا گیس ماسک
اٹھایا اور اسے تیزی سے منہ پر چڑھا لیا۔ آبدوز میں داخل ہوتے ہی وہ
سانس روک چکا تھا۔ اس لئے اگر اس پر گیس اٹیک کیا بھی گیا تھا وہ
کامیاب نہ ہو سکا اور عمران نے گیس ماسک پہن کر زور زور سے سانس
لئے اور پھر تیزی سے کنٹرول پینل کی طرف لپکا۔

آبدوز کے بیرونی کنٹرول کا ہینڈل لٹکا تھا اور اس کے ساتھ ہی

ایوانوف بھی مفلوج بن کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگوں پر کیپٹن شکیل کا ہاتھ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کیپٹن شکیل نے اُسے ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرایا تھا۔ اور اسی لمحے ان پر گیس اٹیک کر دیا گیا تھا اور وہ دونوں مفلوج ہو کر گر گئے تھے۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ہینڈل کو نیچے کی طرف کھینچا اور پھر کنٹرول پینل آن کر کے اس نے آبدوز کو واپس موڑا اور انتہائی تیز رفتاری سے اُسے جزیرے کے باہر کی طرف بھگاتا چلا گیا۔ اُسے اب خطرہ تھا تو صرف حفاظتی دائرے سے تھا۔ لیکن اس خطرے میں داخل ہوئے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ اب ظاہر ہے وہ کب تک اس الٹ پھیر میں پھنسا رہتا۔

ایوانوف کے باہر جاتے ہی چکوف نے اطمینان کی سانس لی کیونکہ وہ ذہنی طور پر ایوانوف سے خاصا خوفزدہ رہتا تھا۔ ایوانوف مزاج کا بیحد کرخت اور کھردرا افسر تھا۔ اور چونکہ وہ چیف باس تھا اس لئے وہ جب بھی چاہتا کسی کا مستقبل تو ایک طرف زندگی اور موت کا فیصلہ بھی کر سکتا تھا۔ الیون تھرٹی کی موت کے بعد وہ آپریشن انچارج بن گیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح بھی ایوانوف کو ناراضگی کا موقع نہ دے تاکہ وہ اعلیٰ حکام سے اس کی ترقی کو کنفرم کرا دے۔

اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر آبدوز والا کمرہ نظر آ رہا تھا جس کی دیوار کے ساتھ مجرم ایک قطار کی صورت میں مفلوج پڑے ہوئے تھے اور مشین گن بردار ان کے سامنے کھڑے انہیں گولیوں کا نشانہ بنانے کے لئے بے چین تھا۔

پھر سکرین پر اس نے کمرے کا دروازہ کھلتے اور ایوانوف کو اندر داخل

ہوتے دیکھا۔

مگر اسی لمحے وہ حیرت سے بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ اس نے دیوار کے قریب پڑے ہوئے ایک شخص کو سپرنگ کی طرح اچھلتے دیکھا اس آدمی نے اچھل کر ہینڈل کھینچا اور اس کے ہینڈل کھینچتے ہی فرش تیزی سے غائب ہو گیا اور آبدوز تیزی سے پانی میں بیٹھتی چلی گئی۔

"ارے یہ کیا ہوا ۔۔۔ ؟ یہ تو مفلوج تھے ۔۔۔ پھر یہ کیسے ٹھیک ہو گئے" ۔۔۔۔ چکوف نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتا اس نے مجرموں کو واپس آبدوز میں داخل ہوتے دیکھا اور بعد میں اس کے چار ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے۔

اب چکوف کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ان پر ایک بار پھر گیس اٹیک کرتا۔ اور اس نے گیس اٹیک کی خاطر بٹن دبانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس نے کنٹرول پینل آف ہوتے دیکھ لیا۔ اور وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کنٹرول وائر باہر سے نکال دی گئی تھی اور اب ظاہر ہے وہ اندر گیس اٹیک بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ہاتھ روک لیا۔

آبدوز پانی کے نیچے پہنچ چکی تھی۔ مگر اس کا ڈھکن ابھی کھلا ہوا تھا۔ مخصوص ایئر پریشر سسٹم کی وجہ سے ڈھکن کھلا ہونے کے باوجود پانی اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ڈھکن کے کھلے یا بند ہونے سے آبدوز کے اندر موجود لوگوں کو کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔

چکوف نے آبدوز کے گرد اپنے ساتھیوں کو پھیلا ہوا دیکھا۔ اسی لمحے اس نے ڈھکن سے کسی کو باہر آتے دیکھا اور اس کے ساتھیوں نے

پانی سے ہی اس پر فائر کھول دیئے۔ لیکن باہر آنے والے کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ اور وہ جسم لاش کی صورت میں سطح پر ابھرتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد دوسرا آدمی بھی اسی طرح باہر آیا اور پھر فائرنگ کے نتیجے میں وہ بھی لاش کی صورت میں اوپر سطح پر تیرنے لگا۔ ان چاروں کے علاوہ ایک پہلے ہی زخمی ہو چکا تھا۔

چکوف سمجھ گیا کہ اندر سے مردہ آدمیوں کو باہر پھینکا جا رہا ہے شاید وہ چار آدمی جو مجرموں کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے مجرموں کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے اور اب انہی کو باہر پھینکا جا رہا تھا اور پھر تیسرا جسم باہر آیا۔ مگر اس کے وہ ساتھی جو پانی میں تیر رہے تھے۔ انہوں نے اس پر فائر نہ کیا۔ کیونکہ وہ اب اصل صورت حال سمجھ چکے تھے۔ مگر وہ آدمی پانی میں گرتے ہی تیزی سے آبدوز کے پیندے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے پانی کے اندر ہی شعلے تیرتے دیکھے اور پھر آدمی لاشوں میں تبدیل ہو کر پانی کی سطح پر ابھرتے چلے آتے۔

چکوف کو زیادہ فکر ایوانوف کی تھی۔ کیونکہ وہ بھی پانی میں ہی موجود تھا۔ لیکن واضح طور پر معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ اس وقت کس پوزیشن میں ہے اور اسی وجہ سے ہی وہ کوئی اقدام بھی نہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے اُس نے ایوانوف کو آبدوز پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ ڈھکن کی طرف کھسک رہا تھا مگر دوسرے لمحے اس نے ڈھکن کی آڑ سے ایک مجرم کو پانی میں چھلانگ لگاتے دیکھا۔ وہ چھلانگ لگاتے وقت ایوانوف کو نہ دیکھ سکا تھا۔

ایوانوف ڈھکن کے اوپر پہنچ گیا اور اس نے ڈھکن کے اندر جھانکا۔

مگر عین اسی لمحے چکوف ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس نے کنٹرول پینل میں زندگی کی لہر دوڑتی دیکھی اور پھر اس نے آبدوز کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔

ایوانوف اتنی دیر میں ڈھکن کے اندر آدھا اتر چکا تھا۔ چکوف نے آبدوز کے آگے بڑھتے ہی پھرتی سے ہاتھ بڑھایا اور اس نے گیس اٹیک کا بٹن آن کر دیا۔ جس وقت گیس اٹیک ہوا۔ ایوانوف آبدوز کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ چکوف کو خطرہ تھا کہ ایوانوف بھی گیس اٹیک کا شکار ہو گیا ہو گا۔ لیکن اس کے سوا اور چارہ بھی نہ تھا۔ اور ویسے بھی ایوانوف کے لئے یہ گیس اٹیک صحیح ثابت ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اندر موجود مجرم اگر مفلوج نہ ہو جاتے تو وہ یقیناً ایوانوف کو ہلاک کر دیتے۔

چکوف نے تیزی سے کنٹرول پینل کے مختلف بٹن دبائے اور سکرین پر اندرونی منظر فوکس کر دیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے ایوانوف کو کنٹرول پینل کی طرف بڑھتے دیکھا۔ جب کہ مجرم آبدوز کے فرش پر گرے ہوئے تھے۔ صرف پینل کے قریب موجود ایک آدمی لڑکھڑا رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ اپنے ذہن پر قابو پانے کی کوشش میں مصروف ہے۔

ایوانوف نے جھپٹ کر بیرونی کنٹرول والا ہینڈل آن کر دیا اور پھر وہ کنٹرول پینل کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک لڑکھڑاتا ہوا آدمی نیچے گرا۔ اس کا قد چونکہ خاصا لمبا تھا اس لئے گرتے ہوئے اس کے ہاتھ ایوانوف کی ٹانگوں پر پڑے اور اچانک جھٹکا لگنے کی وجہ سے ایوانوف بھی گھسٹتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ اور پھر ایوانوف کا جسم بھی چند لمحوں

کے لئے حرکت میں آیا۔ مگر پھر ساکت ہو گیا۔

چکوف سمجھ گیا کہ ایوانوف نے سانس روکا ہوا تھا لیکن اچانک گرنے کی وجہ سے وہ بے اختیار سانس لے بیٹھا تھا اس لئے وہ بھی گیس اٹیک کا شکار ہو گیا تھا۔

اب چکوف کو کوئی فکر نہ تھی۔ کیونکہ اب وہ آبدوز کو کنٹرول کر کے واپس لا سکتا تھا اور اس نے اس پر عمل درآمد شروع کرنے سے پہلے سکرین پر ایک بار پھر بیرونی منظر ابھارا تاکہ وہ آبدوز کو کنٹرول کرتا ہوا صحیح مقام پر لے آسکے۔ اور اس کے بعد اس نے آبدوز کی واپسی کا سفر شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب آبدوز اپنے اصل مقام پر پہنچی تو اس نے فرش ہٹانے والا بٹن دبایا اور آبدوز پانی کے اوپر ابھرتی چلی آئی۔ اب اسے کوئی فکر نہ تھی کیونکہ آبدوز کے اندر سب لوگ واقعی مفلوج ہوئے پڑے تھے۔ جب کہ پہلے شاید ان لوگوں نے ڈاج دیا تھا۔ لیکن اس بار ڈاج کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ورنہ وہ لوگ ایوانوف کو بیرونی کنٹرول کا ہینڈل آن نہ کرنے دیتے۔ لیکن اس کے ذہن سے وہ مجرم شخص اس وقت سامنے آیا جب آبدوز مکمل طور پر باہر نکل آئی اور اس کے نیچے فرش برابر ہوا۔ تو اس نے اس آدمی کو دروازے سے ہینڈل کی طرف چھلانگ لگاتے دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ ہینڈل کھینچ چکا تھا اور فرش ایک بار پھر کھل گیا۔ اور آبدوز ایک بار پھر پانی میں بیٹھنا شروع ہو گئی۔ اسی لمحے اس آدمی نے چھلانگ لگائی اور وہ آبدوز کے اوپر چڑھ کر کھلے ڈھکن کے ذریعے اندر پہنچتا چلا گیا۔

چکوف نے تیزی سے اس بٹن کی طرف دوبارہ ہاتھ بڑھایا جس سے آبدوز کو باہر نکالا جاتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ بٹن دباتا، بیرونی کنٹرول پینل ساکت ہوتا چلا گیا، اور چکوف نے مایوسانہ انداز میں ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اب وہ آبدوز کو باہر سے کنٹرول نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس کا ہینڈل ایک بار پھر آف ہو چکا تھا۔

چکوف کا دماغ گھوم گیا۔ عجیب مجرم تھے جو مسلسل چکر دیئے چلے جا رہے تھے۔ کبھی آبدوز آ رہی تھی کبھی جا رہی تھی۔

اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ اس آدمی پر بھی گیس اٹیک کیا جائے چنانچہ اس نے گیس اٹیک والا بٹن دبا دیا۔ کیونکہ جب تک آبدوز جزیرے کے اندر تھی اس وقت تک ہی گیس اٹیک کیا جا سکتا تھا۔

گیس اٹیک کرنے کے بعد اس نے منظر بدلنے شروع کر دیئے۔ مگر اندرونی منظر سکرین پر ابھرتے ہی وہ چونک پڑا۔ اندر موجود آدمی گیس ماسک پہنے ہوئے تھا۔ اور ظاہر ہے گیس ماسک کی وجہ سے وہ گیس اٹیک سے بچ گیا تھا۔

آبدوز ایک بار پھر انتہائی تیز رفتاری سے جزیرے سے باہر نکلی جا رہی تھی لیکن چکوف اب بے بس تھا۔ وہ اُسے کنٹرول نہ کر سکتا تھا۔ حفاظتی دائرہ بھی ختم ہو گیا تھا ورنہ وہ حفاظتی دائرے میں پھیلی ہوئی شعاعوں کی مدد سے ہی کنٹرول کر لیتا۔ چنانچہ وہ تیزی سے اینٹی میگنٹ فائر کرنے والی مشین کی طرف دوڑا۔ اس نے اس کے مختلف بٹن دبائے لیکن مشین ساکت رہی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ جلدی میں اُسے خیال ہی نہ رہا تھا کہ مشین میں ایک وقت میں ایک ہی اینٹی میگنٹ بم

موجود ہوتا ہے جسے وہ پہلے ہی فائر کر چکا تھا۔ اس لئے اب جب تک دوسرا بم اس میں نہ ڈالا جاتا مشین نہ چل سکتی تھی وہ مشین کو چھوڑ کر دوبارہ کنٹرول پینل کی طرف لپکا اور سکرین پر نظریں ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس نے تیزی سے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس شعبہ سٹور" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چکوف بول رہا ہوں ـــــ فوراً ایک اینٹی میگنٹ بم لیکر آپریشن روم میں پہنچو ـــــ فوراً ایک منٹ میں" ـــــ چکوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چکوف نے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔ اور بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ سکرین پر بھی نظریں ڈال لیتا اور پھر بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگ جاتا۔ آبدوز اب جزیرے سے کافی فاصلے پر پہنچ چکی تھی اور مسلسل دوڑی چلی جا رہی تھی جب کہ سٹور سے بم نہ پہنچ رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی بے چینی عروج پر پہنچتی چلی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک آدمی ایک ڈبہ اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"لاؤ مجھے دو" ـــــ چکوف نے تیزی سے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ڈبہ چھینتے ہوئے کہا اور اس نے فوراً الٹے سیدھے ہاتھ مار کر ڈبہ پھاڑ کر علیحدہ کیا اور اس میں موجود بیضوی شکل کا چھوٹا سا بم اس نے نکالا اور پھر اس نے مشین میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے خانے میں اُسے ڈال کر بٹن دبا دیا۔ خانہ بند ہو گیا اور چکوف اب مشین کو آپریٹ کرتے

میں مصروف ہوگیا۔

اس نے مشین آن کی اور پھر اس پر آبدوز کو فوکس کرنے لگا۔
اور پھر آبدوز کا فوکس کرنے کے بعد اس نے فائر آپریٹنگ بٹن دبا دیا
بٹن دبتے ہی مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز گونجنا شروع ہو گئی
جس کا مطلب تھا کہ بم اپنے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔
چیکوف بٹن دبا کر واپس کنٹرول پینل کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ
اب وہ بم کی کارکردگی کا اطمینان سے نظارہ کر سکے۔
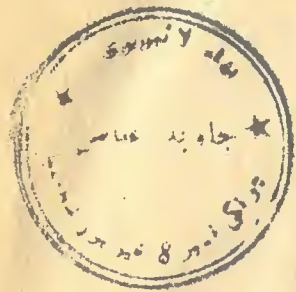
عمران نے آبدوز دوڑاتے اسے جزیرے سے باہر نکال لایا اور اب
وہ اسے آگے بڑھاتے لئے جا رہا تھا لیکن اس بم کا خطرہ بہرحال اس کے
ذہن میں موجود تھا جس نے پہلے بھی آبدوز کو واپس کھینچ لیا تھا۔ اس کی نظریں
سکرین کے اس حصے پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے اسے بم آتا ہوا دکھائی
دیتا۔

آبدوز انتہائی تیز رفتاری سے پانی کے اندر اڑی چلی جا رہی تھی اور
عمران سوچ رہا تھا کہ کاش وہ اتنے فاصلے پر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے
جس سے اسے واپس نہ کھینچا جا سکے۔ مگر اس کی دعا قبول نہ ہوئی کیونکہ
اچانک اس نے جزیرے کے قریب پانی کا طوفان دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ
دوبارہ وہی کھینچنے والا بم فائر کر دیا گیا ہے۔ مگر اس بار چونکہ وہ پہلے
سے چوکنا تھا اس لئے اس نے آبدوز کی رفتار کم کی اور پھر تیزی سے
اسے موڑ کر اس کا رخ جزیرے کی طرف کر دیا۔
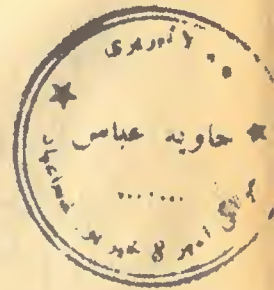
آبدوز چکر کاٹ کر جیسے ہی سیدھی ہوئی اس نے سکرین پر دور سے بم کو تیزی سے آبدوز کی طرف لپکتے دیکھا تو عمران کو اچانک زیرو بم کا خیال آگیا کہ شائد زیرو بم فائر کرنے سے وہ اس بم کی طاقت توڑنے میں کامیاب ہو جائے۔ وہ صرف ایک لمحے کے لئے ہچکچایا کہ اس کے خیال کے مطابق وہ ابھی جزیرے کے گرد پھیلے ہوئے حفاظتی دائرے سے باہر نہ نکلا تھا اور حفاظتی دائرے میں بم فائر کرنے کے بعد نتیجہ الٹ نکلتا اور بم حفاظتی شعاعوں کے جال سے ٹکرا کر واپس آبدوز سے آٹکراتا اور نتیجہ میں آبدوز کے پرخچے اُڑ سکتے تھے۔ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اُسے صحیح اندازہ نہ تھا کہ حفاظتی دائرہ کتنے فاصلے تک پھیلا ہوا ہے

ادھر وہ کھینچنے والا بم انتہائی تیز رفتاری سے بڑھا چلا آرہا تھا اس نے زیرو بم فائر کرنے والے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر پھر ہاتھ واپس کھینچ لیا کیونکہ وہ اس پوزیشن میں رسک نہیں لے سکتا تھا۔ وہ کسی صورت آبدوز کی تباہی گوارا نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے فوراً ہی ذہن بدل دیا اور دوسرے لمحے اس نے آبدوز کو اوپر سطح پر لے جانے والا بٹن دبا دیا اور آبدوز ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھنے لگی اور پھر جب تک واپس کھینچنے والا بم آبدوز کے قریب پہنچتا، آبدوز اس کی سطح سے بہت اونچی اُٹھ چکی تھی۔ مگر دوسرے لمحے عمران نے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ بم نے تیزی سے قریب آکر اپنا رُخ بدلا اور پھر وہ بھی اپنی سطح آبدوز کے ساتھ ساتھ بلند کرتا چلا گیا۔

اور پھر عمران نے پھرتی سے آبدوز کو نیچے لے جانے والا بٹن دبا دیا اور آبدوز اوپر اٹھتے اٹھتے یکدم نیچے بیٹھنے لگی اور پھر پانی کی ایک تیز

لہر کے ساتھ وہ خطرناک بم لانچ کے اوپر سے گزرتا چلا گیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ وہ بم کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اور اس سے وہ سمجھ گیا کہ یہ بم خود کار نہ تھا بلکہ اُسے کہیں سے کنٹرول کیا جا رہا تھا۔ اسی لئے آخری وقت میں آبدوز بیٹھ جانے کی وجہ سے بم کو آپریٹ کرنے والا مات کھا گیا۔ اور بم ٹارگٹ پر نہ پڑ سکا۔

بم آگے نکل گیا تھا اور اب عمران کی نظریں سکرین کے اس حصے پر جمی ہوئی تھیں جدھر اُسے وہ بم جاتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں بم کو واپس نہ پلٹ دیا جائے اس لئے وہ آبدوز کو ایک جگہ پر ٹھہرائے ہوئے تھا لیکن بم واپس نہ لوٹا بلکہ آہستہ آہستہ سکرین سے غائب ہوتا چلا گیا۔

عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے لانچ کو ایک بار پھر حرکت دیا اور اس کا رُخ موڑ کر اس طرف چل پڑا جدھر وہ بم گیا تھا یعنی جزیرے کی مخالف سمت میں —— اب وہ مطمئن تھا کہ اب اگر کوئی اور بم فائر کیا گیا تو وہ اس کی زد سے باہر ہو جائے گا۔ اس نے منہ سے گیس ماسک اتار دیا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اب وہ حفاظتی دائرے سے باہر آچکے تھے۔

کنٹرول پینل کو چھوڑ کر وہ تیزی سے اس خفیہ سٹور کی طرف بڑھا اور اس نے باکس کھول کر اس میں موجود مزید سرنجیں نکالیں اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ نیچے موجود ساتھیوں کو انجکشن لگانے کے بعد وہ اوپر گیا اور اس نے آبدوز کا ڈھکن بند کر کے اُسے لاک کیا اور پھر اوپر موجود دو ساتھیوں کو انجکشن لگا کر وہ دوبارہ نیچے آگیا۔

اب یہ اتفاق تھا کہ صرف ایک سرنج باقی رہ گئی تھی۔ باکس میں اور کوئی سرنج موجود نہ تھی۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آخری سرنج ایوانوف کے بازو میں انجیکٹ کر دی اور پھر کنٹرول پینل پر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد اس کے ساتھی حرکت میں آ گئے اور پھر آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہوتے چلے گئے۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ یہ چوہے بلی والا کھیل کب ختم ہوگا" ۔۔۔ ہوش میں آتے ہی صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ۔۔۔ لطف نہیں آرہا اس کھیل میں ۔۔۔؟ ایسے ہی ہم یہ کھیل کھیلتے رہے تو ایک روز ورلڈ چیمپئن کہلائیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے اوپر موجود اس کے دو ساتھی بھی نیچے آ گئے۔ ادھر ایوانوف بھی اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر پریشانی اور مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

"تم پھر ایک بار نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ۔۔۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری محبت ہمیں بار بار واپس کھینچ لیتی تھی ۔۔۔ لیکن اس بار ہم نے تمہیں ہی ساتھ رکھ لیا تاکہ واپس نہ جانا پڑے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر انٹی میگنٹ بم ابھی تک فائر نہیں ہوا ۔۔۔ وہ احمق چکوف آخر

کیا کر رہا ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ اگر چکور ہے تو پھر چاند کے گرد چکر لگا رہا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"چکور نہیں چکوف ۔۔۔ احمق چکوف ۔۔۔ کاش! ۔۔۔ ایلون بھرٹی زندہ ہوتا" ۔۔۔ ایوانوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ زندہ ہوتا تو کیا کر لیتا ۔۔۔ زیادہ سے زیادہ حفاظتی دائرہ ختم کر دیتا ۔۔۔ تاکہ ہمیں آنے جانے میں آسانی رہتی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کاش! ۔۔۔ حفاظتی دائرہ ہمیں ختم نہ کرنا پڑتا ۔۔۔ پھر میں دیکھتا کہ تم کیسے نکل سکتے تھے" ۔۔۔ ایوانوف نے بڑے مایوسانہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم ۔۔۔ حفاظتی دائرہ ختم ہو گیا ۔۔۔ مگر کیسے ۔۔۔؟" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انٹی میگنٹ فائر کے لئے حفاظتی دائرہ ختم کرنا پڑتا ہے ۔۔۔ ورنہ وہ حفاظتی شعاعوں کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا" ۔۔۔ ایوانوف نے اسے یوں سمجھاتے ہوئے کہا جیسے سکول ٹیچر کند ذہن بچے کو سمجھایا کرتے ہیں۔

"اوہ! ۔۔۔ میرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے ۔۔۔ اس کھینچنے والے بم کے آبدوز تک پہنچنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ حفاظتی دائرے کا وجود ختم ہو چکا ہے" ۔۔۔ عمران نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"مم ـــ مگر تم کیا کرنا چاہتے ہو ـــ؟ سنو! ـــ میرے ساتھ
سودا کر لو ـــ تم آبدوز سمیت واپس جزیرے پر چلے چلو ـــ میں
تمہیں خفیہ طور پر وہاں سے فرار کرا دوں گا" ـــ ایوانوف نے چونکتے
ہوئے کہا۔

"میں جزیرے میں موجود مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ تباہ کرنا
چاہتا ہوں ـــ بولو! ـــ سودا کرتے ہو ـــ؟ یہ کارخانہ تباہ کرنے
میں میری مدد کرو ـــ میں تمہاری جان بخشی کر دوں گا" ـــ عمران
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ احمق آدمی! ـــ کیا بات کر رہے ہو ـــ تمہارا دماغ تو
خراب نہیں ـــ اتنا بڑا کارخانہ کیسے تباہ ہو سکتا ہے ـــ؟ اس
کا نظام تو ایسا ہے کہ اُسے کسی صورت بھی تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ
جزیرے پر رہنے والا کوئی آدمی بھی اُسے تباہ کرنا چاہے تو ایسا نہیں
کر سکتا" ـــ ایوانوف نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر جزیرہ ہی اڑا دیا جائے تو ـــ؟" عمران نے سرد لہجے
میں کہا اور ایوانوف اچانک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹنے
کے قریب ہو گئی تھیں۔

"کک ـــ کک ـــ کیا کہہ رہے ہو ـــ جزیرہ تباہ ہو جائے
یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ؟ جزیرہ کیسے تباہ ہو سکتا ہے" ـــ ایوانوف
کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"تو پھر دیکھو! ـــ کیسے تباہ ہوتا ہے ـــ تمہیں اس تماشے
کے لئے ٹکٹ بھی نہ خریدنا پڑے گا" ـــ عمران نے جواب دیا۔ مگر

دوسرے لمحے وہ تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ کیونکہ ایوانوف نے
اچانک اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ لیکن عمران شاید پہلے سے ہی اس
سے اس اقدام کی توقع رکھتا تھا۔ کیونکہ ایوانوف کے چھلانگ لگاتے
ہی وہ تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا بلکہ اس کی لات نیم دائرے
کی صورت میں گھومتی ہوئی ایوانوف کے پہلو میں پڑی اور ایوانوف
بُری طرح چیختا ہوا آبدوز کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔

"اس کے ہاتھ پیر باندھ دو تنویر ـــ اور اگر یہ شرارت کرے تو
بے شک توڑ دینا" ـــ اچانک عمران نے ایک طرف کھڑے ہوئے
تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور تنویر تو نجانے کب سے ایسے موقع کی تلاش میں تھا وہ کسی بھوکے
عقاب کی طرح ایوانوف پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے اٹھتے ہوئے ایوانوف پر
چھلانگ لگائی تھی۔ مگر ایوانوف بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں طاق معلوم
ہوتا تھا۔ وہ سانپ کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور تنویر نے بڑی
مشکل سے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے چہرے کو دیوار سے ٹکرانے
سے بچایا اور اسی لمحے ایوانوف نے اچھل کر پوری قوت سے تنویر کے
پہلو میں ٹکر ماری اور تنویر اچھل کر کنٹرول پینل پر کھڑے ہوئے عمران سے
آ ٹکرایا۔

"بس! ـــ اسی برتے پر جولیا کا سوئمبر جیتنے چلے تھے" ـــ عمران
نے اسے واپس دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر باقی ساتھی
سب بے اختیار ہنس پڑے۔

اور پھر تنویر کا جسم یوں تڑپا جیسے اُسے ہزاروں وولٹیج کا برقی کرنٹ

لگ گیا ہو۔ وہ پشت کے بل فرش پر گرا اور دوسرے لمحے ایوانوف اس
کی ٹانگوں پر اٹھتا ہوا آبدوز کی چھت کی طرف اٹھا اور پھر اس سے
پہلے کہ وہ فرش پر گرتا، تنویر نے انتہائی پھرتی سے اپنے دونوں گھٹنے
اوپر اٹھا دیئے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ گرتے ہوئے ایوانوف کے پیٹ
میں دونوں گھٹنے مار کر اُسے بے بس کر دے گا۔

مگر ایوانوف نے نیچے گرتے ہوئے اپنے جسم کو جھکولا دیا اور دوسرے
لمحے اس کے دونوں پیر نیچے گرے ہوئے تنویر کے گھٹنوں پر پڑے اور
ساتھ ہی اس نے کمان کی طرح جھک کر پوری قوت سے تنویر کے
سر پر ٹکر ماری اور تنویر پانی سے باہر نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔
گھٹنوں پر اچانک زبردست دباؤ پڑنے اور پھر زوردار ٹکر نے تنویر کے
ہوش اڑا دیئے تھے۔ ایوانوف خوفناک داؤ لگا کر قلابازی کھاتا ہوا کھڑا
ہو گیا تھا۔

مگر اس کے کھڑے ہوتے ہی اچانک تنویر اچھلا اور دوسرے لمحے
یوں محسوس ہوا جیسے بجلی چمکی ہو اور ایوانوف چیختا ہوا اچھل کر زیرو م
والی مشین پر جا گرا۔ تنویر نے لیٹے ہی لیٹے جمپ مار کر دونوں ٹانگیں اس
کے پیٹ میں مار دی تھیں۔

یار اب ختم بھی کرو ____ ہمیں بہت سے کام کرنے ہیں" ____ عمران
نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور تنویر نے اچھل کر ایوانوف کا بازو پکڑ کر اُسے گھسیٹ لیا۔ اور
ایوانوف نے تیزی سے مُڑ کر دوسرے ہاتھ کا پنچ مارنا چاہا۔ مگر تنویر
اب غصے کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو سکوڑا

اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے دوسرے ہاتھ سے اس کا دوسرا ہاتھ
پکڑا اور پھر پلک جھپکنے میں اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھی گردش
دی اور ایوانوف کے حلق سے کربناک چیخ نکلتی چلی گئی۔ اس کے دونوں
بازوؤں کی ہڈیاں ٹوٹنے کے کڑاکے پوری آبدوز میں گونج اٹھے تھے اور
تنویر نے جھٹکا دے کر اُسے فرش پر پھینکا اور دوسرے لمحے وہ دونوں
پیر ملا کر اچھلا اور پھر اس کے دونوں پیر نیچے پڑے ہوئے ایوانوف
کی دونوں پنڈلیوں پر پوری قوت سے پڑے اور ایوانوف اس بُری
طرح چیخا جیسے چیخ کے ساتھ ہی اس کی رُوح بھی اس کے جسم سے
نکل رہی ہو۔ ایوانوف کی دونوں پنڈلیاں بھی ٹوٹ چکی تھیں۔ اور پھر
وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

" گڈ شو! ____ میرے خیال میں اب تمہاری کسی حد تک تسلی ہو گئی
ہو گی" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بھی خلاف توقع
مسکرا دیا۔

تنویر کے چہرے پر اب اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ جیسے
یہ جسمانی جنگ لڑ کر اور ایوانوف جیسے آدمی کو زیر کر کے اس کی نفسیاتی
تسکین ہو گئی ہو۔

" اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب! ____ میرے خیال میں تو
آبدوز کو آپ نے روک رکھا ہے" ____ اچانک صفدر نے عمران
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" پروگرام کیا ہونا ہے ____ تمہیں یاد ہے کہ آج سارا دن سے ہم
نے کھانا تک نہیں کھایا ____ اور اب مجھے بڑی بھوک لگ رہی ہے۔

اس لئے جزیرے پر چلتے ہیں اور اطمینان سے کھانا کھاتے ہیں ۔ پھر
پروگرام سوچیں گے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر
کنٹرول پینل کی طرف مڑ گیا۔

دوسرے لمحے آبدوز ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر وہ تیزی سے
دوڑتی ہوئی جزیرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"کیا آپ واقعی واپس جزیرے پر جا رہے ہیں" ___ صفدر نے
الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو اور کیا میں مذاق کر رہا ہوں ___ تمہیں پتہ ہے کہ بھوک کے وقت
میں مذاق کرنے کی بھی ہمت نہیں کرتا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران سے اس کی مرضی کے
بغیر کچھ نہیں اگلوایا جا سکتا تھا۔

آبدوز پوری رفتار سے جزیرے کی طرف واپس بھاگی چلی جا رہی تھی۔

چکوف کنٹرول پینل پر کھڑا انٹی میگنٹ بم کو تیزی سے آبدوز
کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

اور پھر اچانک اس نے آبدوز کو پانی کی سطح کی طرف بلند ہوتے دیکھا
تو اس نے چونک کر پینل پر بنے ہوئے چکر کو گھمایا اور بم بھی تیزی سے
اوپر کی طرف اٹھنے لگا۔

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا جب اچانک اس نے آبدوز کو ایک
جھٹکے سے نیچے بیٹھتے دیکھا۔ اس وقت بم آبدوز کے اتنے قریب
پہنچ چکا تھا کہ جب تک چکوف اسے نیچے جھکاتا بم آبدوز کے اوپر سے
گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور چکوف نے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا
آبدوز اس بم کی زد میں آتے آتے بچ نکلی تھی۔ اور اب وہ اس بم کو
واپس نہ موڑ سکتا تھا۔ اور نہ ہی روک سکتا تھا۔ بم ایک مخصوص فاصلے
تک کنٹرول پینل سے منسلک رہا۔ اور پھر اچانک اس کا رابطہ ختم ہو گیا۔

اور چکوف سمجھ گیا کہ بم اب خود بخود ڈرک کر پانی کی تہہ میں ہمیشہ کے لئے بیٹھ جائے گا۔

اس نے تیزی سے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس شعبہ سٹور" ــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایک اور انٹی میگنٹ بم آپریشن روم میں بھیج دو ــ جلدی" ــ چکوف نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری جناب! ــ سٹور میں صرف ایک ہی بم تھا ــ اور بم موجود نہیں ہے" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ! ــ یہ تو بہت برا ہوا" ــــ چکوف نے پریشان لہجے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر پھینک دیا۔

"اب اس آبدوز کو کیسے واپس لایا جائے" ــــ؟ چکوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس! ــ کیوں نہ اسے تباہ کر دیا جائے" ــــ اچانک قریب کھڑے ایک نوجوان آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں رائے دیتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو تم ــ اتنی قیمتی اور جدید ترین آبدوز چند مجرموں کی خاطر تباہ کر دی جائے ــ اور پھر چیف باس بھی تو اسی میں ہے" ــ چکوف نے اسے بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ دو تین آبدوزیں بھیج کر اسے زبردستی واپس آنے پر مجبور کر دیا جائے" ــــ ایک اور نے رائے دی۔

"نہیں! ــ ایسا نہیں ہو سکتا ــ یہ ہمارے جزیرے پر سب سے

جدید ترین اور خوفناک اسلحے کی حامل آبدوز ہے ــــ باقی آبدوزیں ایک لمحے کے لئے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں ــــ بلکہ ہوگا یہ کہ ہم دوسری آبدوزوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے" ــــ چکوف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواباً کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور تجویز پیش کرتا، اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور چکوف نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس! ــ چکوف سپیکنگ فرام مین آپریشن روم" ــــ چکوف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"شعبہ آؤٹ کنٹرول پارٹی کے ورکنگ چیف کامریڈ ڈالوف جزیرے پر پہنچنے والے ہیں ــ چیف باس کہاں ہیں" ــــ؟ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ! ــ مگر انہوں نے تو ایک گھنٹے بعد پہنچنا تھا" ــــ چکوف نے چونکتے ہوئے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک گھنٹہ ہونے والا ہے ــــ وہ چند منٹ بعد جزیرے پر پہنچ جائیں گے ــ چیف باس سے بات کراؤ" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیف باس جزیرے پر موجود نہیں ہیں ــ میں کنٹرول پینل پر موجود ہوں ــ آپ پارٹی کے ورکنگ چیف کو یہاں لے آئیں" ــــ چکوف نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پارٹی کے ورکنگ چیف کے آنے پر خوش بھی تھا کیونکہ اس طرح اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی اور کامریڈ ڈالوف

جس طرح کہیں گے ویسے ہی وہ کرے گا۔ ہو سکتا ہے وہ آبدوز تباہ کرنے کا حکم دے دیں۔ کیونکہ وہ ایسا حکم دینے کے مجاز تھے۔ وہ پارٹی کے ورکنگ چیف کی اتھارٹی کو اچھی طرح جانتا تھا۔

روسیاہ پر کمیونسٹ پارٹی کی حکومت تھی اور پارٹی ہی صدر مملکت سے لیکر تمام عہدیدار تعینات کرتی تھی اور اس پارٹی کا ورکنگ چیف کا مطلب تھا صدر مملکت سے بھی زیادہ بااختیار آدمی ـــــ اس لئے ظاہر ہے کہ اس کے حکم کے بعد وہ ایسی دس آبدوزیں تباہ کرنے پر تیار ہو سکتا تھا۔

اس نے سکرین پر نظریں ڈالیں تو اسے جزیرے سے کافی دور آبدوز سمندر میں رکی ہوئی نظر آرہی تھی چونکہ اب فاصلہ زیادہ ہو گیا تھا اس لئے وہ اس کا اندرونی منظر چیک نہ کر سکتا تھا۔

وہ اب اطمینان سے کھڑا اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ نجانے کیا بات تھی کہ جب سے اس نے ورکنگ چیف کے آنے کی خبر سنی تھی اس کی تمام پریشانی دور ہو گئی تھی۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان چھایا ہوا تھا۔ دراصل اب سے پہلے اس پر اتنی بڑی ذمہ داری کبھی نہ پڑی تھی۔ وہ تو صرف حکم کی تعمیل کرنے کا عادی تھا اس لئے اسے ذہنی طور پر اطمینان تھا کہ اب وہ صرف ورکنگ چیف کے حکم کی تعمیل کرے گا اور بس۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ آپریشن روم کا سیفٹی ڈور کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر کا بارعب چہرے والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال کپاس سے بھی زیادہ سفید تھے۔ اور چہرہ کسی بلڈاگ کے چہرے کی طرح چوڑا اور سخت تھا۔ آنکھوں میں خاصا رعب داب اور چمک تھی۔ اس کے ساتھ آؤٹ کنٹرول شعبے کا انچارج تھا۔

چکوف اور اس کے ساتھیوں نے باقاعدہ روسیاہی انداز میں ان کو سلیوٹ کیا۔

" میرا نام چکوف ہے جناب" ـــــ چکوف نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" یہاں آخر کیا ہو رہا ہے ـــــ ؟ کہاں ہے وہ ایوانوف" ـــــ ؟ آنے والے نے انتہائی کڑکدار اور بارعب لہجے میں کہا۔

" جناب! ـــــ وہ مجرموں کے ساتھ آبدوز میں ہیں ـــــ اور آبدوز ہمارے قبضے سے نکل چکی ہے" ـــــ چکوف نے مؤدبانہ بلکہ عاجزانہ لہجے میں جواب دیا۔

" آبدوز میں مجرم ـــــ اور آبدوز قبضے سے نکل چکی ہے ـــــ کیا مطلب ـــــ تفصیل بتاؤ ـــــ آخر یہاں کیا چکر چل رہا ہے" ـــــ ؟ ڈالوف نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

" جناب! ـــــ جہاں سے مجھے معلوم ہے میں بتا دیتا ہوں ـــــ چیف باس ایوانوف کو جزیرے سے باہر موجود بحری جہاز کاسموس کے کپتان نے اطلاع دی کہ خلیج ریگا میں ایک بحری طشتری موجود ہے ـــــ جس میں کے۔جی۔بی کے چیف مارشل زاتورے، ناروا بحری بیس کے چیف کاتین اور دوسرے لوگ موجود ہیں ـــــ اور وہ جہاز کاسموس میں آنا چاہتے ہیں۔ ادھر کے۔جی۔بی کے چیف مارشل زاتورے کی کال ملی کہ وہ اپنے ذاتی ہوائی جہاز کے ذریعے جزیرے پر پہنچ رہے ہیں اور انہوں نے بتایا کہ بحری طشتری میں سوار افراد جعلی ہیں اور غیر ملکی جاسوس ہیں۔ چنانچہ چیف باس ایوانوف ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر کاسموس جہاز پر پہنچے۔ وہاں

سے وہ ان لوگوں کو بیہوشی کے عالم میں لے آئے ان کے ساتھ کاسموس کے جہاز کا کپتان بھی تھا ــــ اتنی دیر میں مارشل زاتورے پہنچ گئے۔ اور پھر نجانے کیا ہوا ــــ آپریشن روم کے انچارج الیون تھرٹی نے تھرٹی ٹو آبدوز میں کاسموس جہاز سے لائے ہوئے لوگوں کو لدوایا اور آبدوز کو جزیرے سے باہر بھیج دیا ــــ چیف باس ایوانوف بھی پہنچ گئے اور پھر انہوں نے اس آبدوز کے ذریعے کاسموس جہاز کو تباہ کر دیا۔ مگر آبدوز کا کنٹرول بھی ان کے ہاتھ سے نکل گیا ــــ الیون تھرٹی نے گیس اٹیک کر کے آبدوز میں موجود مجرموں کو مفلوج کر دیا اور دوسری آبدوزیں بھیجکر اسے واپس منگوالیا ــــ یہاں ان مجرموں پر تشدد کیا گیا ــــ مگر پھر نجانے کیا ہوا کہ ایوانوف یہاں آگیا ــــ اس نے بتایا کہ الیون تھرٹی مارا گیا ہے اور مجرم دوبارہ آبدوز لے کر نکل گئے ہیں ــــ میں نے آبدوز کو کنٹرول کرنا چاہا مگر وہ نکل گئی ــــ اب مجبوراً ایوانوف کے کہنے پر حفاظتی دائرہ ختم کر کے ہم نے انٹی میگنٹ فائر کھولا اور اس کے ذریعے آبدوز کو واپس جزیرے پر کھینچ لیا اور چیف باس ایوانوف ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے خود گئے ــــ مگر وہاں ہمارے آدمی مارے گئے اور مجرم چیف باس ایوانوف کو آبدوز میں ڈال کر جزیرے سے نکل گئے ــــ چونکہ حفاظتی دائرہ ختم ہو چکا تھا اس لئے اب میں نے آبدوز کو واپس لانے کے لئے دوسرا انٹی میگنٹ فائر کیا مگر وہ نشانے پر نہ لگ سکا ــــ اور بم ہمارے پاس موجود نہ تھا کہ اتنے میں آپ تشریف لے آئے ہیں۔ اب آپ جیسے حکم کریں ــــ تعمیل ہو گی" ــــ چکوف نے مختصر لفظوں میں ساری کہانی سنا دی۔

"اوہ! ــــ یہ تو بہت بڑی سازش ہے ملک کے خلاف ــــ یہ ایوانوف ــــ یہ الیون تھرٹی ــــ یہ سب غدار ہیں ــــ انہوں نے اتنی قیمتی آبدوز مجرموں کے حوالے کر دی اور پھر حفاظتی دائرے کا توڑنا ــــ یہ تو ناقابل معافی جرم ہے ــــ ان مجرموں کو ہلاک کر دو ــــ ہر قیمت پر ــــ فوراً" ــــ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ اس کی تو صرف ایک ہی صورت ہے کہ آبدوز کو تباہ کر دیا جائے ــــ اور تو کوئی صورت نہیں ہے" ــــ چکوف نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ؟ تم جانتے ہو کہ یہ کتنی قیمتی اور جدید ترین آبدوز ہے ــــ اور پھر اس میں ایٹمک جہازوں کو تباہ کرنے کے لئے زیرو بم موجود رہتے ہیں ــــ خوفناک بم ــــ تم کیا کہہ رہے ہو ــــ؟ کوئی اور ترکیب کرو کہ آبدوز بھی بچ جائے اور مجرم بھی ختم ہو جائیں" ــــ ڈالوف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مگر ــــ جناب ــــ" چکوف نے کچھ کہنا چاہا ــــ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔

"جناب! ــــ آبدوز واپس جزیرے کی طرف آ رہی ہے ــــ جناب! ــــ وہ خود ہی آ رہی ہے" ــــ چکوف نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

اوہ ویری گڈ! ــــ ویری گڈ! ــــ اسے آتے ہی سنبھال لو۔ اور مجرموں کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گولی مار دو" ــــ ڈالوف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف باس ایوانوف نے مجرموں پر قابو پالیا ہے۔ اور اب وہ آبدوز کو واپس لے آرہے ہیں" ___ چکوف نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا ___ ورنہ آبدوز جزیرے کی طرف کیوں آتی ___ ؟ مگر ایوانوف کو بہرحال اپنے جرائم کی سزا بھگتنی ہی پڑے گی" ___ ڈالوف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور پھر ان سب کی نظریں سکرین پر جمی رہیں۔ وہ آبدوز کو خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھتے دیکھ رہے تھے۔ اور جیسے جیسے وہ جزیرے کی طرف بڑھتی چلی آرہی تھی ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے چلے آرہے تھے۔

"ایوانوف سے بات ہوسکتی ہے" ___ ؟ اچانک ڈالوف نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب! ___ لانچ تھوڑا سا اور نزدیک آجائے تو رابطہ قائم ہو جائے گا" ___ چکوف نے کہا اور پھر اس نے رابطے کے لئے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو ___ چکوف سپیکنگ چیف باس۔ اوور" ___ اچانک چکوف نے ایک مائیک پر بولتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ اوور" ___ دوسری طرف سے ایوانوف کی آواز سنائی دی۔

"پارٹی ورکنگ چیف جناب کامریڈ ڈالوف اس وقت آپریشن روم میں موجود ہیں ___ ان سے بات کریں۔ اوور" ___ چکوف نے تیز لہجے میں کہا۔ اور مائیک ڈالوف کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ایوانوف! ___ میں ڈالوف بول رہا ہوں ___ یہ تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ اوور" ___ ڈالوف نے ڈانٹتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چکر پر ہی تو ساری دنیا قائم ہے مسٹر چکپروف۔ اوور" ___ اچانک دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز سنائی دی اور ڈالوف اچھل پڑا۔

"کون ہو تم ___ کون ہو۔ اوور" ___ ؟ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں موت کا پیغامبر متکوف ہوں ___ تمہارا ایوانوف میرے قدموں میں پڑا ہے اور کھانا کھانے کے لئے جزیرے پر آرہا ہوں ___ ہم سب کو بڑی بھوک لگی ہے اور جانتے ہو کہ متکوف کا کھانا کیا ہوسکتا ہے۔ اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بند کرو یہ بکواس" ___ ڈالوف نے چیخ کر کہا اور مائیک کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور مائیک پینل کے ساتھ ایک جھٹکے سے واپس منسلک ہوگیا۔

"اس آبدوز کو اڑا دو ___ مجرموں کو کسی صورت بھی جزیرے پر مت آنے دو ___ اڑا دو ___ جس طرح بھی ہوسکے اڑا دو" ___ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"اڑا دیں جناب" ___ ؟ چکوف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں اڑا دو ___ میں کہہ رہا ہوں اڑا دو ___ میں حکم دیتا ہوں" ___ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا اور چکوف سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کونے میں لگی ہوئی ایک مشین کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ آبدوز اب جزیرے سے تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر رک گئی تھی۔

عمران لانچ کو تیزی سے جزیرے کی طرف بھگاتے لیے چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔ اب تک اُسے خطرہ تھا تو صرف اس حفاظتی دائرے کا ــــ لیکن اب وہ خطرہ دُور ہو چکا تھا۔ اسی لئے وہ مطمئن تھا۔

ابھی وہ جزیرے سے تھوڑی ہی دُور تھا کہ اچانک کنٹرول پینل کے کونے میں نصب ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ اور عمران نے چونک کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ چکوف سپیکنگ چیف باس۔ اوور" ــــ بٹن آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔

"یس اوور" ــــ عمران نے ایوانوف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پارٹی ورکنگ چیف جناب کامریڈ ڈالوف اس وقت آپریشن روم میں موجود ہیں ــــ ان سے بات کریں۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے

کہا گیا۔

"ہیلو ایوانوف! ــــ میں ڈالوف بول رہا ہوں ــــ یہ تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ اوور" ــــ چند لمحوں بعد ایک کڑکدار اور رعب دار آواز سنائی دی۔

"چکر پر ہی تو ساری دنیا قائم ہے مسٹر چکر پوف۔ اوور" ــــ عمران نے اس بار اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

آبدوز اب جزیرے کے قریب پہنچ چکی تھی اور عمران جس قدر فاصلہ چاہتا تھا اتنے فاصلے پر پہنچنے کے بعد اس نے آبدوز کا انجن بند کر دیا اور آبدوز آہستہ آہستہ رکتی چلی گئی۔

"کون ہو تم ــــ کون ہو۔ اوور" ــــ عمران کے اصل لہجے میں بولتے ہی دوسری طرف سے بولنے والے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں موت کا پیغامبر شکوف ہوں ــــ تمہارا ایوانوف میرے قدموں میں پڑا ہے ــــ اور میں کھانا کھلنے جزیرے پر آ رہا ہوں ــــ ہم سب کو بڑی بھوک لگی ہے ــــ اور جانتے ہو کہ شکوف کا کھانا کیا ہوتا ہے۔ اوور" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بند کرو اس بکواس کو" ــــ دوسری طرف سے ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے بھی مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور پھر وہ تیزی سے زیرو بیم والی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے اس کا بٹن دبایا اور سلنڈر کو باہر نکال لیا۔

"صفدر! — ایک ڈبہ کھول کر بم مجھے دو — اور باقی سارے ڈبے اٹھا کر یہاں مشین کے پاس رکھ دو — جلدی کرو" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر نے پھرتی سے خانے میں پڑا ہوا ایک ڈبہ کھولا اور اس میں سے ایک بیضوی سا بم نکال کر عمران کو دے دیا۔

عمران نے وہ بم سلنڈر میں ڈالا اور پھر سلنڈر کو واپس اس کی جگہ پر دبا کر بٹن دبا دیا۔ سلنڈر اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا اور عمران نے مشین کا بٹن آن کیا اور پھر تیزی سے کنٹرول پینل پر آ گیا۔ اس نے کنٹرول پینل کے بٹنوں کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک وہ سکرین پر جزیرے کی طرف سے ایک شعلے کو چمکتا دیکھ کر چونک پڑا۔

شعلہ چمکتے ہی وہاں پانی میں زبردست طوفان پیدا ہوا اور عمران نے انتہائی تیزی سے آبدوز کو اور نیچے لے جانے والا بٹن دبا دیا اور آبدوز ایک جھٹکے سے نیچے بیٹھتی چلی گئی اور اسی لمحے دو روشن لکیریں آبدوز کے اوپر سے ہوتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً یہ لکیریں آبدوز سے ٹکرا جاتیں۔

اور اسی لمحے عمران نے زیرو بم کا کنٹرولنگ بٹن آن کیا اور پھر اس کا آپریٹنگ بٹن پُش کر دیا۔ آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور عمران نے ایک بار پھر بٹن پُش کر دیا۔ آبدوز کو دوسرا جھٹکا لگا۔ پھر عمران اسی طرح بٹن پُش کرتا چلا گیا اور اس نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں سلنڈر میں موجود چاروں زیرو بم فائر کر دیئے۔

"سلنڈر کھول کر اس میں چار اور بم ڈالو — جلدی کرو" — عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے سکرین پر تیز روشنی پھیلتی دیکھی

یکے بعد دیگرے چاروں زیرو بم جزیرے سے ٹکرا چکے تھے۔ اور اسی لمحے آبدوز پانی میں پٹخنیاں کھاتی چلی گئی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے انہوں نے گھومتے ہوئے لٹو پر سواری کر لی ہو۔ اور پھر آبدوز میں چیخیں بلند ہوئیں اور پھر جب آبدوز ساکت ہوئی تو عمران ایک بار پھر تیزی سے اٹھا۔ وہ ایک دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا تھا جب کہ کئی ساتھی زخمی ہو گئے تھے۔ کیونکہ وہ مشینوں سے ٹکرا گئے تھے۔ آبدوز اب سیدھی ہو چکی تھی۔

عمران نے سکرین پر نظر ڈالی تو اسے سامنے ہر طرف آگ ہی آگ پانی پر پھیلی ہوئی نظر آئی۔ خوفناک زیرو بموں نے اپنا کام دکھا دیا تھا۔ مگر عمران ابھی مطمئن نہ تھا۔ اس نے انتہائی تیزی سے کھلے ہوئے سلنڈر میں چار اور بم ڈالے اور پھر سلنڈر سیٹ کر کے اس نے کنٹرول پینل پر ان کا بٹن دبانا شروع کر دیا۔

ایک بار پھر سکرین پر تیز روشنی پھیلتی چلی گئی اور عمران نے اس بار آبدوز کو تیزی سے واپس موڑا اور اسے پوری رفتار سے جزیرے کی مخالف سمت میں بھگانا شروع کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ پہلے بھی زیرو بموں کے دھماکوں کی وجہ سے پانی میں زبردست طوفان اُبھرا تھا جس کی وجہ سے آبدوز قلابازیاں کھا گئی تھی۔

آبدوز کو ایک بار پھر زوردار جھٹکے لگے۔ مگر یہ جھٹکے زیادہ شدید نہ تھے عمران نے آبدوز کو روک کر اسے واپس موڑا اور پھر اس نے اس کا انجن بند کیا اور تیزی سے سلنڈر کی طرف مڑا۔

"سلنڈر بھر دیا گیا ہے عمران صاحب! — آپ فائر کریں — یہ

آخری بم ہے" ـــــ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی جس نے زخمی ہونے کے
باوجود سلنڈر بھر دیا تھا اور عمران نے آبدوز کو ایک بار پھر جزیرے کی طرف
بھگانا شروع کر دیا۔ اور پھر ایک مخصوص فاصلے پر آبدوز روک کر اس نے زیرو
بم فائر کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر بجلیاں چمکیں اور عمران نے آبدوز
کا آخری بم فائر کرتے ہی تیزی سے واپس موڑ کر مخالف سمت میں بھگا دیا
عمران بارہ زیرو بم فائر کر چکا تھا۔ جب آبدوز کو ایک بار پھر جھٹکے لگنے
شروع ہو گئے تو اس نے رفتار کم کر دی۔ اور آبدوز کو موڑ کر روک لیا۔ اب
عمران کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اب زیرو بموں کی تباہی کا
نتیجہ دیکھنا چاہتا تھا۔

سکرین پر آگ کا ایک مینار سا آسمان تک جاتا دکھائی دے رہا تھا۔
عمران کے ساتھی بھی اپنے سروں پر ہاتھ رکھے عمران کے پیچھے سکرین پر
نظریں جمائے ہوئے تھے۔

آگ کا مینار آہستہ آہستہ بیٹھتا چلا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب
آگ پانی کی سطح پر پھیلی تو عمران اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر خوشی سے
اچھل پڑے کہ جزیرے کا ایک بہت بڑا حصہ غائب ہو چکا تھا اور اسی لمحے
عمران کی نظریں سکرین پر پھیلی ہوئی آگ میں تیرتے ہوئے ملبے پر پڑیں
اس ملبے میں پتھروں کے ساتھ ساتھ جلتے ہوئے مشینی پرزے شامل تھے
اور پھر جیسے ہی انہوں نے چند لاشوں کو پانی پر تیرتے ہوئے دیکھا تو وہ
چونک پڑے۔ یہ لاشیں ننگے انسانوں کی تھیں۔ بالکل ننگ دھڑنگ اور
ان میں آگ لگی ہوئی تھی۔ وہ اس طرح جل رہے تھے جیسے گوشت پوست
کی بجائے پلاسٹک کے بنے ہوئے ہوں۔ اور چند لمحوں بعد جب اس

میں سے مشینی پرزے آگ میں بکھرتے چلے گئے تو عمران کا چہرہ مسرت
سے کھل اٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ وہ مصنوعی انسان ہیں جو کارخانے میں بنائے
جا رہے تھے اور ان کا اس طرح ملبے میں شامل ہونے سے صاف ظاہر تھا
کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ زیرو بموں نے اس خوفناک کارخانے
کو تباہ و برباد کر دیا تھا اس کارخانے کو جسے تباہ کرنا روسیاہ والوں نے ناممکن
بنا دیا تھا اور جس کے ذریعے وہ پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ عمران اور اس
کے ساتھیوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر اس کارخانے کو آخر کار تباہ کر ہی
دیا تھا۔

اب وہاں رکنا فضول تھا اس لئے عمران نے تیزی سے آبدوز کو واپس
موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے بھگاتا چلا گیا۔

"کارخانہ تو تباہ ہو گیا عمران صاحب! ـــــ لیکن اب ہمیں واپس کون
جانے دیگا" ـــــ صفدر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اس کا انتظام قدرت نے خود ہی کر دیا ہے ـــــ وہ ہم جیسے لاڈلوں
کو تکلیف نہیں دینا چاہتی ـــــ اس قدر جدید ترین آبدوز ہمارے قبضے میں
ہے جس میں ہر قسم کے اسلحے کے ڈھیر موجود ہیں ـــــ نہ صرف پٹرول ٹینک
آدھا بھرا ہوا ہے بلکہ دو بڑی بڑی فاضل ٹینکیاں بھی پٹرول سے بھری ہوئی
ہیں ـــــ اب ہمیں کون روک سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"یہ بات نہیں عمران صاحب ـــــ اتنے بڑے کارخانے کی تباہی کے
بعد تو روسیاہ کی پوری بحری فوج حرکت میں آجائے گی اور ساتھ ہی شائد
فضائیہ بھی ان کی مدد کرے ـــــ ایسی صورت میں یہ آبدوز کیسے ان کا
مقابلہ کر سکتی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے ـــــ لیکن مجھے معلوم ہے کہ ایسا نہیں ہوگا" ـــــ عمران نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے" ـــــ؟ صفدر کے ساتھ ساتھ سب ساتھیوں نے چونک کر پوچھا۔

"دیکھو! ـــ اس جزیرے کی تباہی کے متعلق باہر والوں کو تفصیلات کا علم نہیں ہے ـــ مارشل زاتورے بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ اور وہاں موجود سب لوگ بھی ـــ ایوانوف ہمارے پاس بیہوش پڑا ہے۔ اس لئے جب تک وہ تحقیقات کریں گے اور انہیں پتہ چلے گا کہ ہم نے اسے تباہ کیا ہے ـــ ہم خلیج ریگا سے شمال مشرق میں سفر کرتے ہوئے شوگران کے جنوب مغربی سمندر میں داخل ہو جائیں گے ـــ اور ایک بار ہم شوگران کی سرحد میں داخل ہو گئے تو پھر روسیاہی حکومت ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی" ـــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی دلیل اتنی معقول تھی کہ سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ اب انہیں پہلی بار اس مشن کی کامیابی کی خوشی ہو رہی تھی۔ ورنہ اب تک تو واپسی کے متعلق سوچ سوچ کر پریشان ہو رہے تھے۔

"اس ایوانوف کو کہاں اٹھائے پھریں گے ـــ اب اسے کیوں نہ باہر پھینک دیں" ـــ؟ صفدر نے دوسرے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے ـــ شوگران والے ہمارے بیان پر فوراً یقین کرلیں گے ـــ بھئی یہ ایوانوف ہی تو انہیں یقین دلائے گا" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر شوگران سیکرٹ سروس کے چیف تو آپ کو جانتے ہیں" ـــ صفدر نے کہا۔

"اس تک بات پہنچے گی تو اُسے پتہ چلے گا ـــ اور اس تک بات پہنچانے کے لئے ہم ایوانوف کو استعمال کریں گے ـــ شوگران کے لئے ناروالبحری بیس اور اس جزیرے کے متعلق تفصیلی معلومات انتہائی قیمتی تحفہ ثابت ہوں گی" ـــ عمران نے جواب دیا۔ اور ان سب نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلا دیئے۔ جب کہ عمران کنٹرول پینل صفدر کے حوالے کر کے خود ایک دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ شوگران کا سمندر یہاں سے نزدیک ہے" ـــ؟ تنویر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا جغرافیے کا استاد بڑا سخت تھا ـــ اتنے ڈنڈے مارتا تھا کہ جغرافیہ زبردستی ہمارے ذہنوں میں گھسنے پر مجبور ہو جاتا تھا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب ہی بے اختیار مسکرا دیئے۔

ختم شُد
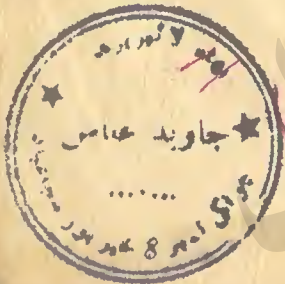
مسلسل ایکشن کے متوالے قارئین کے لئے عمران سیریز کا ایک یادگار

فاسٹ ایکشن

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم، اے

- سٹار برادرز ۔ دنیا کے خطرناک ترین مجرم ۔ جن کا دعویٰ تھا کہ وہ مشکل سے مشکل مشن صرف دو روز میں مکمل کر لیتے ہیں۔
- عمران اور سیکرٹ سروس پر سٹار برادرز کے پے در پے خوفناک اور جان لیوا حملے۔ عمران کی کار پر بم پھینکا گیا ۔۔۔ جوزف پر برسرِ عام گولیوں کی بارش کر دی گئی ۔۔۔ جولیا پر دن دہاڑے جان لیوا حملہ کیا گیا ۔۔۔ اور ہجوم سے پُر ہوٹل میں تنویر کے پہلو میں خنجر اتار دیا گیا۔
- صفدر اور کیپٹن شکیل کو زہریلی سوئیوں کی مدد سے مفلوج کر دیا گیا ۔۔۔ اس ہیوی لوڈر ٹرک پر میگنیٹ بم کا خطرناک حملہ ۔۔۔ جس میں عمران اور ٹائیگر موت کی کش مکش میں مبتلا تھے۔
- ایکسٹو دانش منزل میں بے بس پڑا ہوا تھا اور سٹار برادرز دانش منزل میں دندناتے پھر رہے تھے اور یہ سب اس قدر تیزی سے کیا گیا کہ عمران اور سیکرٹ سروس سنبھل بھی نہ سکی۔
- سٹار برادرز کا اصل مشن کیا تھا ۔۔۔؟ کیا وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے

۔۔۔ انتہائی منفرد اور دلچسپ ناول ۔۔۔

یوسف برادرز، پبلشرز، بکسیلرز پاک گیٹ ملتان